عمران سیریز
ساسک سنٹر
مظہر کلیم
ایم اے

ہے اس انداز میں اپنے والد سے پیش نہیں آتا۔ بہرحال یہ ایک فطری فرق ہے البتہ اس کے دل میں والد کے لئے بھی اتنی ہی عزت ہے جتنی والدہ کے لئے ہے اور وہ اس محبت کا واضح اظہار بھی اکثر کرتا رہتا ہے۔ امید ہے اس وضاحت کے بعد آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔اے

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ اور سخت لہجے میں سلیمان کو پکارا۔

"جی صاحب"۔۔۔۔ دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح دروازے پر نمودار ہو گیا کیونکہ وہ عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"لاکھ بار کہا ہے کہ جب میں مطالعہ کر رہا ہوں تو فون یہاں سے اٹھا لیا کرو لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اٹھاؤ اسے اور دوسرے کمرے میں لے جاؤ اور جو بھی بول رہا ہو اسے کہو کہ میں مصروف ہوں۔ کسی سے نہیں مل سکتا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا جبکہ فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"جی صاحب"۔۔۔۔۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر فون سیٹ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک ہاتھ سے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ عمران صاحب بیحد مصروف ہیں۔ کسی سے نہیں مل سکتے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے رسیور اٹھاتے ہی تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور پھر فون اٹھائے وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کتاب پر نظریں جما دیں۔ اس نے یہ کتاب خصوصی آرڈر پر منگوائی تھی اور اسے کام سے چونکہ فرصت نہ ملی تھی اس لئے وہ باوجود شدید خواہش کے اسے پڑھ نہ سکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی اسے فرصت ملی اس نے کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ چونکہ کتاب کافی ضخیم تھی اور ایک انتہائی جدید ترین سائنسی ہتھیار پر ریسرچ پر مبنی تھی اس لئے عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک اطمینان سے ساری کتاب نہ پڑھ لے اس وقت تک نہ کوئی کام کرے گا اور نہ ہی کسی سے ملے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے انتہائی سخت لہجے میں سلیمان کو ڈانٹ پلا دی تھی لیکن ابھی اس نے ایک ہی صفحہ پڑھا تھا کہ اسے دور سے ایک بار پھر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا کہ اب سلیمان خود ہی جواب دے لے گا لیکن دوسرے لمحے جب اس نے سلیمان کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح دروازے

پر نمودار ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں فون سیٹ تھا اور دوسرے ہاتھ میں رسیور۔

"بڑی بیگم صاحب کا فون ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور سلیمان کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

"السلام علیکم اماں بی۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ خیریت اماں بی"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے کیوں سلیمان سے کہا ہے کہ تم مصروفیت کی وجہ سے فون نہیں سن سکتے۔ بولو۔ کیا مصروفیت ہے تمہیں۔ نماز پڑھ رہے ہو۔ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہو۔ کیا کر رہے ہو کہ تم سے فون نہیں سنا جا سکتا"۔۔۔۔۔ اماں بی نے انتہائی قہر بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ اماں بی۔ ایک سائنسی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اماں بی۔ لوگ خواہ مخواہ فون کر کے اردگرد کے ہمسایوں کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں اسی لئے اماں بی میں نے سلیمان سے کہہ دیا تھا"۔ عمران نے کان دباتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تمہاری یہ نامراد سائنس اب انسانوں سے بھی زیادہ اہم ہو گئی ہے۔ فیاض کی بیوی سلمٰی نے ابھی مجھے فون کیا ہے کہ فیاض کئی دنوں سے غائب ہے۔ دفتر بھی نہیں گیا۔ وہ بیحد پریشان ہے۔ رو رو کر

اس کا گلا بیٹھ گیا ہے۔ اس نے تمہیں بھائی سمجھ کر فون کیا تاکہ تم اس لفنگے آوارہ گرد فیاض کو ڈھونڈو تو تمہارے اس مشٹنڈے سلیمان نے اس کی بات سنے بغیر ہی جواب دے دیا کہ تم کسی سے نہیں مل سکتے۔ اس نے مجھے فون کر کے ساری بات بتائی ہے۔ اب بولو۔ تمہاری یہ موئی سائنس زیادہ اہم ہے یا فیاض کی بیوی کی پریشانی۔ بولو۔ جواب دو"۔ اماں بی نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فیاض تو بڑا نیک اور سلمیٰ بھابھی کا انتہائی وفادار شوہر ہے اماں بی۔ وہ کسی سرکاری کام سے گیا ہو گا۔ آپ ڈیڈی سے پوچھ لیتیں۔ وہ بتا دیتے یا سلمیٰ بھابھی دفتر سے معلوم کر لیتیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی کو یہ موئے سرکاری دورے ہی چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ روز پتلون چڑھائے کسی نہ کسی دورے پر چل پڑتے ہیں جیسے اس دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی باقی نہیں رہ گیا۔ وہ بھی پچھلے چار دنوں سے کافروں کے کسی ملک میں دورے پر گئے ہوئے ہیں اور تمہارا کیا خیال ہے سلمیٰ پاگل ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ دفتر سے معلوم کرے۔ فیاض چار روز پہلے دفتر سے گھر گیا ہے اور ابھی تک نہ ہی وہ گھر آیا ہے اور نہ دفتر گیا ہے"۔۔۔۔ اماں بی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ ٹھیک ہے آپ سلمیٰ بھابھی کو تسلی دیں میں ابھی فیاض کی تلاش شروع کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسے ڈھونڈ کر پہلے کان سے پکڑ کر میرے پاس لے آنا۔ سمجھے"۔۔۔۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب اس کا کتاب ختم کر کے اٹھنے والا سارا پروگرام ہی دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔

"یہ فیاض آخر گیا کہاں ہو گا بغیر اطلاع دیئے"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سوپر فیاض ہے دفتر میں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ نہیں جناب۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب تو گزشتہ تین روز سے غائب ہیں۔ وہ گھر بھی نہیں گئے اور نہ ہی دفتر آئے ہیں۔ ان کی بیگم بھی بار بار فون کر رہی ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر تم لوگوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ تلاش کیا ہے اسے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہم نے دارالحکومت کے تمام ہسپتالوں کو فون کر کے معلوم کیا ہے۔ تمام پولیس اسٹیشنوں سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن فیاض صاحب کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ انسپکٹر بابر اور انسپکٹر غوری

دونوں انہیں شب و روز مسلسل تلاش کر رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"فیاض کا چپڑاسی عبدالرحیم آ رہا ہے ڈیوٹی پر"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی جناب۔ وہ تو باقاعدہ ڈیوٹی پر آ رہا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں عبدالرحیم بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عبدالرحیم۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ السلام علیکم جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے عبدالرحیم نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا صاحب کہاں غائب ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب۔ صاحب تین روز پہلے دفتر سے گئے ہیں پھر ان کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا جناب۔ میں تو خود بیحد پریشان ہوں۔ صاحب کے تو دشمن بھی بے شمار ہیں جناب"۔۔۔۔ عبدالرحیم نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دشمن بے

شمار ہیں تو اس کے دوست بھی تو بے شمار ہیں۔ وہ دوستوں کے قابو نہیں آتا تو دشمنوں کے قابو کہاں آئے گا۔ یہ بتاؤ کہ کس وقت گیا تھا وہ دفتر سے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"صاحب ساڑھے تین بجے کے قریب گئے تھے"۔۔۔۔ عبدالرحیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس روز اس کا موڈ کیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ویسا ہی تھا جیسا روز ہوتا ہے"۔۔۔۔ عبدالرحیم نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس روز کوئی ملاقات یا کوئی ایسی بات جو خلاف معمول ہوئی ہو۔ سوچ کر جواب دینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جج۔ جی ہاں۔ جی ہاں جناب۔ ان کے آفس سے اٹھنے سے پہلے ایک فون آیا تھا جس پر صاحب غصے سے چیخ رہے تھے۔ باقی تو مجھے یاد نہیں رہا البتہ ایک لفظ مجھے یاد آ رہا ہے بڑا مشکل سا لفظ ہے۔ صاحب بار بار چیخ چیخ کر یہ لفظ بول رہے تھے۔ ایک منٹ مجھے یاد کر لینے دیں۔ کاون۔ کاونٹ۔ ہاں ہاں کاؤنٹ۔ وہ بار بار کاؤنٹ کہہ رہے تھے۔ پھر انہوں نے رسیور پٹخ دیا تھا اور اس کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے تھے"۔۔۔۔ عبدالرحیم نے جواب دیا۔

"کاؤنٹ لفظ تھا یا اکاؤنٹ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کاؤنٹ جناب۔ میں نے تو ایسے ہی سنا تھا"۔۔۔۔ عبدالرحیم نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب اور تو کوئی خلاف معمول بات نہیں ہوئی تھی"۔ عبدالرحیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ابھی چونکہ دن کا پہلا پہر تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ ٹائیگر ابھی اپنے کمرے میں ہی ہو گا اور وہی ہوا۔ دوبار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم"۔۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"کسی کاؤنٹ نامی آدمی کو جانتے ہو۔ کوئی مجرم یا کسی ہوٹل کا مینجر یا مالک"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کاؤنٹ ہوٹل کے مالک کا نام کاؤنٹ ہے۔ شراب کی سمگلنگ میں خاصا بااثر آدمی ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ کاؤنٹ ہوٹل کہاں ہے۔ کیا کوئی بڑا ہوٹل ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا تو نہیں ہے۔ متوسط درجے کا ہوٹل ہے۔ گزشتہ سال ہی کھولا گیا ہے مسلم باغ کے قریب"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض گزشتہ تین روز سے غائب ہے۔ وہ دفتر سے اٹھ کر گیا ہے اور پھر اس کا پتہ نہیں چل رہا۔ مجھے بھی ابھی اس کی گمشدگی کی اطلاع ملی ہے۔ میں نے اس کے دفتر کے چپڑاسی سے بات کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ اٹھنے سے پہلے فون آیا تھا اور فیاض انتہائی غصے بھرے لہجے میں چیخ چیخ کر بول رہا تھا اور اس نے کاؤنٹ کا لفظ کئی بار بولا تھا۔ اس لئے وہ چپڑاسی کو یاد رہ گیا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ کاؤنٹ کے سلسلے میں وہ غائب نہ ہوں۔ اگر ایسی بات ہے تو میں معلوم کر لیتا ہوں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ بھی معلوم کرو اور اس کے علاوہ اپنے طور پر بھی اسے تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ تم اس کام میں خاصے ماہر ہو۔ اور جیسے ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع ملے۔ مجھے فوراً رپورٹ دینا"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹانے پر جب ٹون آ گئی تو اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو

نے اس بار اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم مل گئے ورنہ مجھے تو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرح تم بھی غائب نہ ہو گئے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔

"فیاض جیسا آدمی کیسے غائب ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دارالحکومت سے کہیں باہر چلا گیا ہو اپنے کسی سرکاری مشن پر"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ باہر جاتا تو لازماً کہیں نہ کہیں سے گھر فون ضرور کرتا۔ وہ اس معاملے میں بڑا تابعدار قسم کا شوہر ہے لیکن نہ ہی اس نے گھر فون کیا ہے اور نہ ہی دفتر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ واقعی سیریس ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی تشویش ناک بات ہے۔ پھر آپ اسے کہاں تلاش کریں گے۔ اس کے رابطوں کا علم ہے آپ کو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ٹائیگر کے ذمے یہ کام لگایا ہے۔ وہ گمشدہ افراد کو تلاش کرنے کا ماہر ہے۔ تمہیں میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم صفدر کی ڈیوٹی لگاؤ کہ وہ ایئر پورٹ کا ریکارڈ چیک کرے۔ اگر فیاض

دارالحکومت سے باہر گیا ہو گا تو لامحالہ ایئر پورٹ پر اس کا ریکارڈ موجود ہو گا۔ وہ بائی ایئر سفر کرنے کا بے حد شوقین ہے۔ ہو سکتا ہے کہ باہر کہیں اسے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو جس کی اطلاع یہاں تک نہ پہنچ سکی ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی صفدر کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر کتاب اٹھانے ہی لگا تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔

"میں نے سوچا کہ آپ کا فنانسر تنگ آ کر فرار ہو گیا ہے۔ اس لئے اب آپ کو مزید رقم تو ملنے سے رہی اور رقم نہ ملی تو آئندہ آپ کو چائے تک نہ ملے گی۔ اس لئے آپ آخری بار چائے کا ذائقہ چکھ لیں"۔۔۔۔ سلیمان نے پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے بڑے سادہ لہجے میں کہا۔

"مجھے چائے نہیں ملے گی تو تمہارے مقوی قسم کے حریرہ جات بھی تو بند ہو جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری آپ فکر نہ کیا کریں۔ میں تو درویش آدمی ہوں اور درویشوں کی اللہ تعالیٰ اپنے خزانے سے مدد کر دیا کرتا ہے۔ میں نے حریرہ جات کے لئے تین ماہ کا اکٹھا ہی سامان خرید لیا تھا۔ تین ماہ تک اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی دے گا"۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یعنی اب تم نے ذخیرہ اندوزی بھی شروع کر دی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ذخیرہ اندوزی جرم ہے"۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"حریرہ جات کے سامان کی ذخیرہ اندوزی جرم نہیں ہے بلکہ بھاری بھاری رقموں کی ذخیرہ اندوزی جرم ہے اور گناہ بھی اور چونکہ مجھے آپ کی عاقبت کی ہر وقت فکر رہتی ہے اس لئے میں ساتھ ساتھ آپ کو اس گناہ سے بچانے کی کوششیں کرتا رہتا ہوں"۔۔۔ سلیمان نے مڑتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"بھاری بھاری رقموں کی ذخیرہ اندوزی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس فلیٹ میں ایک سپیشل روم ہے اور اس سپیشل روم میں ایک خفیہ سیف ہے اور اس خفیہ سیف میں ایک ایسا خفیہ خانہ بھی ہے جو طویل عرصے سے خفیہ ہی تھا لیکن شاید اللہ تعالیٰ آپ پر بے حد مہربان ہے کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ نے آ کر اس خفیہ خانے کے متعلق بتا دیا اور جب میں نے اس خفیہ خانے کو کھولا تو اس میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیاں ذخیرہ کی گئی تھیں۔ اب یہ میرا فرض بنتا تھا کہ آپ کو اس گناہ سے بچایا جائے چنانچہ میں نے بچا لیا"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ارے۔ رک جاؤ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس خفیہ خانے کا علم ہو سکے۔ وہی تو ایک ایسی جگہ تھی جو تمہاری ان بلی جیسی

نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور اس میں رکھے ہوئے نوٹ جعلی تھے۔ میں نے نمونے کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ انہیں خرچ نہ کرنا ورنہ جعلی نوٹ چلانے کے جرم میں پکڑے جاؤ گے تو ضمانت بھی نہ ہو گی اور ڈیڈی کو معلوم ہوا تو وہ تمہیں حوالات میں ہی گولی مارنے سے دریغ نہ کریں گے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جس طرح جعلی نوٹ چلانا جرم ہے اسی طرح جعلی نوٹ رکھنا بھی جرم ہے اس لئے آپ فکر مت کریں۔ اس خفیہ خانے میں موجود تمام جعلی نوٹ میں نے خزانہ سرکار میں جمع کرا دیئے ہیں۔ آپ پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے گا"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر مڑ کر اس نے چائے کی خالی پیالی اٹھائی کیونکہ عمران نے آخری چسکی لے کر پیالی میز پر رکھ دی تھی۔

"خزانہ سرکار میں۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے اس خفیہ خانے سے واقعی نوٹ نکالے تھے"۔۔۔ عمران نے چونک کر انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اب میں سرکار کو یہاں آپ کے سپیشل روم میں تو لانے سے رہا۔ اس لئے نوٹ نکال کر ہی سرکار تک پہنچانے تھے۔ چنانچہ پہنچ گئے"۔۔۔ سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"اب کیا کروں۔ چیل کی نظروں سے گوشت کیسے بچاؤں"۔ عمران

نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی وہ سر تھامے بیٹھا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اماں بی نے دوبارہ فون نہ کر دیا ہو۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے اماں بی کے خطرے کے پیش نظر بغیر کسی مذاق کے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"سلمیٰ بول رہی ہوں۔ سلمیٰ فیاض"۔۔۔ دوسری طرف سے فیاض کی بیوی کی پریشانی سے پر آواز سنائی دی۔

"اوہ بھابھی آپ"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"شکر ہے تم سے بات تو ہوئی۔ پہلے فون کیا تو سلیمان نے بغیر کوئی بات سنے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا کہ تم مصروف ہو۔ مجبوراً مجھے بڑی بیگم صاحبہ کو فون کرنا پڑا"۔۔۔ سلمیٰ کی آواز سنائی دی۔

"آئی ایم سوری بھابھی۔ دراصل میں ایک اہم کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اس لئے ایسا ہو گیا ہے لیکن میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ کا فون ہو گا۔ اماں بی نے سوپر فیاض کے بارے میں مجھے بتا دیا ہے اور میں نے اس کی تلاش شروع کر دی ہے۔ آپ قطعاً نہ گھبرائیں۔ انشاء اللہ جلد ہی میں فیاض کو کان سے پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش ایسا ہو جائے میرے دل میں تو ہول اٹھ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے سلمیٰ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بھابھی۔ فیاض نہ ہی بدھو ہے اور نہ ہی ایسا سیدھا۔

وہ بڑا سخت آدمی ہے اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وہ جہاں بھی ہو گا بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گا"۔۔۔ عمران نے سلمیٰ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں تلاش کرو گے۔ میں نے سارے ہسپتالوں سے پوچھ لیا ہے ان کے سارے دوستوں سے بھی معلومات کر لی ہیں ان کے رشتہ داروں کے ہاں بھی فون کر لئے ہیں لیکن ان کا پتہ کہیں سے بھی نہیں چلا"۔۔۔ سلمیٰ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں بھابھی۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ فیاض کوئی عام آدمی نہیں ہے کہ وہ دوستوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں جا کر بیٹھ جائے گا۔ وہ اس ملک کی سب سے بڑی ایجنسی کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔ وہ لازماً کسی سرکاری چکر میں ہی پھنسا ہوا ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ میں اسے ٹریس کر لوں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اچھا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے۔ خدا حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ کاؤنٹ بھی پچھلے تین روز سے غائب ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے۔ سوپر فیاض تین روز پہلے سہ پہر کے وقت ہوٹل آیا تھا۔ وہ کاؤنٹ سے ملا اور پھر وہ دونوں ہی کار میں بیٹھ

کر چلے گئے اور ابھی تک کاؤنٹ کی بھی واپسی نہیں ہوئی اور نہ ہی اس نے کوئی اطلاع دی ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ دونوں کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ معلوم کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں کوشش کر رہا ہوں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر کتاب اٹھالی۔ پھر ابھی اسے کتاب پڑھتے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتاب واپس میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ صفدر نے ابھی ایئرپورٹ سے اطلاع دی ہے کہ تین روز قبل سوپر فیاض ایک مقامی آدمی کے ساتھ ہوائی جہاز کے ذریعے ناشان گئے ہیں۔ سوپر فیاض صاحب نے سرکاری رعب دے کر ایمرجنسی میں سیٹیں حاصل کی تھیں۔ اس لئے عملے کو ان کے بارے میں یاد تھا اور سوپر فیاض کی کار ایئرپورٹ پارکنگ میں موجود ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ناشان۔ یعنی بہادرستان کا سرحدی شہر"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"صفدر کو فوری طور پر ناشان بھیجو اور اسے کہو کہ وہ وہاں جا کر معلومات حاصل کرے۔ بے شک اس کے ساتھ کسی دوسرے ممبر کو

بھیج دو لیکن انہیں کہہ دو کہ وہ وہاں سے فوری طور پر معلومات حاصل کریں۔ ٹائیگر نے رپورٹ دی ہے کہ اس کے ساتھ جانے والا ایک مقامی ہوٹل کا مالک اور شراب کی سمگلنگ میں ملوث آدمی کاؤنٹ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فلائٹ تو رات کو جائے گی۔ میں خصوصی ہیلی کاپٹر سروس سے انہیں بھجوا دیتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن رسیور رکھتے ہی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یا اللہ تو ہی انسان کو عقل دینے والا ہے لیکن یہ انسان ہی ہے جو اس عقل کے ذریعے ایجادات کر کے تیرے بندوں کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ستم زدہِ فون علی عمران بیچارہ۔ بے بس۔ لاچار اور بے بہرہ بول رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان کے مخصوص انداز میں ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"یعنی تمہاری ڈگریاں اب بدل گئی ہیں۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی بجائے بے بس۔ لاچار اور بے بہرہ۔ بہت خوب۔ لیکن یہ بے بہرہ کی ترکیب تم نے کیوں استعمال کی ہے۔ یہ سمجھ نہیں آئی"۔۔۔۔ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر بہرہ ہوتا تو ستم زدہِ فون کیوں ہوتا بجتی رہتی گھنٹیاں۔ میں

اطمینان سے بیٹھا کتاب پڑھتا رہتا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سرسلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کافی دیر تک ہنستے رہے۔

"اچھا تو اس سیاق و سباق میں تم نے بے بہرہ کہا تھا۔ بہت خوب۔ اگر تم واقعی فون کی گھنٹیوں سے ہی تنگ آگئے ہو تو پھر ایسا کرو کہ فوراً میرے دفتر آجاؤ تاکہ فون کی بجائے تم سے تفصیلی بات ہو جائے۔ انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔ جلدی آؤ"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھا اور اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران پہلے سرسلطان کے پی اے کے آفس میں پہنچ گیا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"۔۔۔۔ پی اے نے عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارے صاحب نے دوسری شادی کب کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے قریب جا کر بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو پی اے بے اختیار اچھل پڑا۔

"دوسری شادی۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ پی اے کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"دوسری شادی کا مطلب تو دوسری شادی کرنے کے بعد ہی سمجھ آتا ہے۔ پہلے تو صرف رنگین خواب نظر آتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پی اے بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کو یہ کیسے خیال آگیا کہ صاحب نے دوسری شادی کر لی ہے"۔۔۔۔ پی اے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید حیرت کے فوری جھٹکے سے نکل آیا تھا۔

"تمہارے صاحب نے آج مجھے فون کیا ہے اور بات بات پر اس طرح ہنس رہے تھے جیسے ہنسی بس ان کے اندر سے نکلی چلی آرہی ہو۔ ورنہ پہلے ہنسنا تو ایک طرف وہ سیدھے منہ بات کرنے سے بھی کتراتے تھے اور اس عمر میں ایسی خوشی دوسری شادی پر ہی ملتی ہے اور وہ بھی تازہ تازہ شادی پر۔ بعد میں تو ہنسی کا تصور تک ذہن سے صاف ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ بس صاحب کا موڈ آج بہتر ہے"۔۔۔۔ پی اے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موڈ بہتر کرنے والی کمرے میں تو موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو پی اے نے ہنستے ہوئے انکار میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیسے موڈ بہتر ہو سکتا ہے سرکاری افسر کا۔ خیر دیکھیں۔ اب جانا تو ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر پی اے کے کمرے سے نکل کر سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر موجود چپڑاسی نے عمران کو دیکھتے ہی بڑے پرخلوص انداز میں سلام کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔

"کیسے ہو رحمت علی"۔۔۔۔ عمران نے بڑی خوش دلی سے چپڑاسی کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"جی اللہ کا شکر ہے"۔۔۔۔ رحمت علی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا لیکن آفس خالی تھا۔ عمران قدم بڑھاتا ہوا ملحقہ سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سٹنگ روم میں سرسلطان موجود تھے ان کے ساتھ ایک یورپی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"آؤ عمران بیٹے۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"۔۔۔۔ سرسلطان نے عمران کو دروازے میں آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے ایسے تخلیے میں مداخلت"۔ عمران نے رک رک کر کہا تو سرسلطان چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسا تخلیہ۔ کیا بکواس کر رہے ہو"۔۔۔۔ سرسلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ وہ بھی عمران کی رگ رگ سے واقف تھے۔ اس لئے عمران کے لفظ تخلیے کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے نئی چچی کے ساتھ تخلیہ"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"یو نانسنس۔ احمق آدمی۔ بغیر کچھ سوچے سمجھے بکواس کر دیتے ہو۔

یہ مس ریٹا ہیں۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری"۔ سرسلطان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو عمران آگے بڑھ آیا۔

"پہلے ہوں گی تھرڈ سیکرٹری۔ لیکن اب تو یقیناً یہ فرسٹ سیکرٹری بن چکی ہوں گی۔ آخر سیکرٹری وزارت خارجہ کی۔۔۔۔" عمران نے بات کرتے کرتے ادھوری چھوڑ دی۔

"مس ریٹا۔ یہ علی عمران ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف بہت با اختیار ہیں اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ورنہ دراصل یہ عمران شیطان کا نمائندہ خصوصی ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے گریٹ لینڈ کی زبان میں مس ریٹا سے بات کرتے ہوئے کہا تو مس ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑی ہو گئی اور اس نے مصافحہ کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"آپ سے ملاقات کا مجھے بے حد شوق تھا۔ آپ کی میں نے بے شمار باتیں سنی ہیں اور جس طرح آپ نے یہاں آتے ہی سرسلطان صاحب سے باتیں کی ہیں کاش آپ یہ باتیں گریٹ لینڈ کی زبان میں کرتے تو یقیناً میں بھی محظوظ ہوتی"۔۔۔۔ ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ معذرت خواہ ہوں مس ریٹا۔ آپ سے مصافحہ نہیں کر سکتا۔ بب۔ بب۔ بزرگوں کے سامنے۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ ہمارے بزرگ برا مان جاتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اس بار گریٹ لینڈ

کی زبان میں لیکن انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں سرسلطان کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے جبکہ مس ریٹا نے بے اختیار مصافحے کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مس ریٹا۔ میں نے پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ پاکیشیا کے لوگ مذہبی اور اخلاقی طور پر خواتین سے مصافحہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن آپ نے پھر بھی عمران سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا"۔ سرسلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ عمران اس دوران بڑے اطمینان سے سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میں سمجھی شاید آپ زیادہ عمروں کے لوگ چونکہ مذہبی ہوتے ہیں اس لئے بہرحال آئی ایم سوری"۔۔۔۔ ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"عمران بیٹے۔ مس ریٹا ابھی حال ہی میں پہلی بار گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آئی ہیں۔ اس لئے انہیں یہاں کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں آنٹی سے ملوا دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ یہاں کے بارے میں بہت جلد بہت کچھ سمجھ جائیں گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم باز نہیں آؤ گے شرارت سے۔ مس ریٹا انتہائی اہم معاملہ لے کر آئی ہیں۔ گریٹ لینڈ حکومت نے اپنے سفارت خانے کے ذریعے مجھ تک ایک خط پہنچایا ہے۔ مس ریٹا یہ خط لے کر آئی ہیں۔ انہیں اس لئے یہاں بھیجا گیا ہے کہ یہ یہاں نئی ہیں اس لئے انہیں میرے آفس والے نہیں جانتے ہوں گے اس لئے اس خط کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے گا"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور سامنے رکھا ہوا ایک بڑا سا لفافہ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ لفافہ سفید رنگ کا تھا۔ عمران نے لفافے میں سے سرخ رنگ کے دو کاغذ باہر نکالے۔ یہ گریٹ لینڈ کے ہوم سیکرٹری کے سرکاری پیڈ تھے۔ عمران ان پر ٹائپ شدہ تحریر پڑھنے لگا۔ اس خط میں ہوم سیکرٹری گریٹ لینڈ کی طرف سے حکومت پاکیشیا کے لئے ایک خصوصی پیغام تھا کہ پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سرجان آرنلڈ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے ناشان میں پراسرار طور پر غائب ہو گئے تھے۔ اس علاقے کی پولیس اور انتظامیہ نے بڑی کوششیں کیں لیکن سرجان آرنلڈ کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ حکومت پاکیشیا کو جب اس گمشدگی کی رپورٹ دی گئی تو حکومت نے یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو دے دیا لیکن سنٹرل انٹیلی جنس بیورو ابھی تک نہ ہی سرجان آرنلڈ کو برآمد کر سکی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی سراغ لگا سکی ہے۔ چنانچہ گریٹ لینڈ کے ہوم سیکرٹری نے اس خط کے ذریعے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی تھی کہ وہ سرجان آرنلڈ کی کسی بھی طرح برآمدگی کو یقینی بنائیں اور

یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے واپس لے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے حوالے کیا جائے تاکہ سرجان آرنلڈ کو حتمی طور پر برآمد کیا جا
سکے"۔۔۔۔ عمران نے خط پڑھا اور پھر سوالیہ نظروں سے سرسلطان کی
طرف دیکھنے لگا۔

"مس ریٹا سرجان آرنلڈ کی صاحبزادی ہیں اور یہ بھی فارن سروس
سے متعلق ہیں۔ اس سے پہلے یہ یونائیٹڈ کارمن میں تعینات تھیں۔
اپنے والد کی گمشدگی کی وجہ سے انہوں نے خاص طور پر یہاں اپنا
تبادلہ کرایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے والد کے سلسلے میں تھیر
کچھ باتیں بھی بتانا چاہتی ہیں جن سے ان کی برآمدگی میں مدد مل سکتی
ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فرمائیں مس ریٹا۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں"۔
عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کیس پر کام کرے گی"۔۔۔۔ مس
ریٹا نے چونک کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا فیصلہ تو چیف کر سکتے ہیں۔ آپ جو کچھ بتائیں گی وہ ہم
چیف تک پہنچا دیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی ایسی بات
سکیں جس کی وجہ سے چیف یہ کیس لینے پر رضامند ہو جائیں ورنہ
ایسے کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے"۔۔۔۔ عمران
نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ باتیں کریں۔ میں اس دوران کچھ ضروری سرکاری کام

لوں"۔۔۔۔ سرسلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران اور ریٹا
دونوں احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں۔ تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے عمران
بیٹے۔ میری طرف سے بھی اپنے چیف کو سفارش کر دینا کیونکہ سرجان
آرنلڈ کی اس طرح گمشدگی پاکیشیا کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے"۔
سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سٹنگ
روم سے باہر چلے گئے۔

"یہاں پاکیشیا آ کر مجھے پہلی بار احساس ہو رہا ہے کہ یہاں کے
بزرگ اپنے سے چھوٹوں سے کس قدر شفقت اور محبت کا برتاؤ کرتے
ہیں"۔۔۔۔ ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بزرگوں کے علاوہ ابھی آپ کو یہ بھی تجربہ ہو گا کہ یہاں کے
نوجوان بھی اپنے ہم عمروں سے بڑا محبت بھرا سلوک کرتے
ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریٹا بے اختیار کھل کھلا
کر ہنس پڑی۔

"لیکن آپ کا برتاؤ تو مجھ سے بیحد روکھا پھیکا سا ہے"۔۔۔۔ ریٹا
نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ریٹا خاصی ذہین اور صاف گو سی لڑکی ہے۔

"یہ بھی یہاں کی روایت ہے کہ بزرگوں کے سامنے ایسا ہی برتاؤ
کیا جائے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ریٹا ایک بار
پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب۔ آپ واقعی بیحد حاضر جواب ہیں۔ بہرحال میں آپ

کو جو کچھ بتانا چاہتی ہوں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے ڈیڈی حکومت گریٹ لینڈ کے ایک خاص پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ حکومت گریٹ لینڈ ناشان سے مغرب کی سمت تقریباً تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے جس کا نام راگا ہے اس علاقے میں حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ مل کر ایک سائنسی پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ جسے خفیہ رکھا جانا مقصود تھا۔ ڈیڈی ناشان اسی مقصد کے لئے گئے تھے تاکہ وہاں کا سروے کر کے اپنی حکومت کو رپورٹ کر سکیں۔ لیکن انہیں اغوا کر لیا گیا"۔۔۔۔ ریٹا نے کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی آ گئی۔

"کیا اس پراجیکٹ کا علم حکومت پاکیشیا کو تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے پہلے بتایا ہے دونوں حکومتیں مل کر یہ پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتی تھیں اور بغیر حکومت پاکیشیا کے وہاں کیسے کوئی پراجیکٹ مکمل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ ریٹا نے جواب دیا۔

"کس قسم کا پراجیکٹ تھا یہ"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اس پراجیکٹ کو ساسک پراجیکٹ کہا جاتا ہے اور یہ بات بھی مجھے ڈیڈی کی ذاتی ڈائری سے معلوم ہوئی ہے ورنہ سرکاری طور پر اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا"۔۔۔۔ ریٹا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے مس ریٹا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں چیف کے نوٹس میں یہ ساری باتیں لے آؤں گا۔ اگر واقعی وہاں کسی پراجیکٹ کے سلسلے میں یہ ساری کارروائی ہوئی ہے تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ چیف اس کیس پر ضرور کام کرے گا۔ ویسے آپ کے پاس اپنے ڈیڈی کی کوئی تصویر تو ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے اپنے پرس کو کھول کر اس نے ایک لفافہ نکالا اور اس لفافے میں سے ایک پاسپورٹ سائز کی تصویر نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ایک نظر تصویر کو دیکھا اور پھر اسے واپس ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

"رکھ لیجئے۔ میرے پاس اس کی اور کاپیاں ہیں"۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تصویر جیب میں رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"اب آپ کا اور میرا رابطہ کہاں اور کب ہو گا"۔۔۔۔ ریٹا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو جلد ہی فون کروں گا سفارت خانے میں"۔ عمران نے جواب دیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"اب مجھے اجازت سر سلطان۔ میں نے عمران صاحب کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ چیف سے سفارش کریں

گے"۔۔۔۔ ریٹا نے سرسلطان کے قریب پہنچ کر کہا۔

"اوکے بے بی۔ عمران کے نوٹس میں آجانے کے بعد مسئلہ آپ سمجھیں کہ ننانوے فیصد حل ہو گیا۔ آپ کے ڈیڈی انشاء اللہ جلد ہی برآمد ہو جائیں گے۔ اب آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"آپ چلیں گے"۔۔۔۔ ریٹا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے سرسلطان صاحب سے ضروری گفتگو کرنی ہے"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو ریٹا سر ہلاتی ہوئی آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"خیریت۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آرہے ہو"۔۔۔۔ ریٹا کے دفتر سے باہر جانے کے بعد سرسلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر تشویش بھرے لہجے میں کہا جو اس دوران میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"ریٹا نے بتایا ہے کہ حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ ناشان کے علاقے میں کوئی سائنسی پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتے تھے اور سرجان آرنلڈ اسی سلسلے میں وہاں گئے تھے لیکن آپ نے اس کا ذکر مجھ سے نہیں کیا۔ حالانکہ یہ انتہائی اہم بات تھی"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سائنسی پراجیکٹ۔ نہیں بیٹے۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی صدر صاحب نے اس طرف کوئی اشارہ کیا

ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ آپ کو علم ہی نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اس کی تفصیلات کا علم نہ ہو کیونکہ بحیثیت سیکرٹری خارجہ آپ کو یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ دونوں حکومتوں کے درمیان کوئی سائنسی معاہدہ ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے علم ہوتا تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ بہرحال میں سیکرٹری وزارت سائنس سے معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت جہاں بھی ہوں ان سے بات کراؤ"۔۔۔۔ سرسلطان نے تحکمانہ لہجے میں اپنے پی اے سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ واقعی تم نے عجیب بات بتائی ہے اگر ایسی بات ہوتی تو صدر صاحب ضرور کوئی نہ کوئی اشارہ کرتے"۔۔۔۔ سرسلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ریٹا کو کیا ضرورت تھی یہ بات کرنے کی اور بقول اس کے اس کو بھی سرجان آرنلڈ کی ذاتی ڈائری سے اس کا علم ہوا ہے سرکاری طور پر نہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سرسلطان ایک بار پھر چونک پڑے۔

"ذاتی ڈائری سے۔ حیرت ہے کہ معاہدہ سرکاری ہوا ہو اور علم ذاتی ڈائری سے ہو رہا ہے۔ کہیں اس ریٹا نے اہمیت بنانے کے لئے

غلط بات تو نہیں کر دی ہو"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ایک ذمہ دار سفارت کار ہے۔ اسے بھی معلوم ہے کہ ایسی باتوں کی باقاعدہ انکوائری کی جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

"ڈاکٹر صاحب لائن پر ہیں بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈاکٹر بشارت۔ میں سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"سر سلطان۔ خیریت ہے آپ تو انتہائی ضروری کام کے سوا اور کسی قسم کے رابطے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے جب بھی آپ کا فون آتا ہے مجھے تشویش لاحق ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور سر سلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"دراصل کام ہی اس قدر ہے ڈاکٹر بشارت کہ وقت ہی نہیں ملتا۔ بہرحال میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے ناشان میں حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ مل کر کوئی سائنسی پراجیکٹ مکمل کرنے والی تھیں اور اس سلسلے میں

پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سرجان آرنلڈ ایک عام سے سیاح کے روپ میں وہاں گئے تو انہیں اغوا کر لیا گیا"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ تک یہ اطلاع کیسے پہنچ گئی"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ بہرحال ڈاکٹر بشارت کی اس بات سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ ریٹا نے غلط بیانی نہیں کی۔

"تو کیا واقعی ایسا کوئی معاہدہ ہوا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"معاہدہ نہیں ہوا۔ معاہدہ ہوتا تو پھر تو لامحالہ آپ کی وزارت بھی اس معاہدے میں شامل ہوتی۔ اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر خفیہ رکھنے کی وجہ سے بغیر معاہدے کے کام ہو رہا تھا لیکن سرجان آرنلڈ کے اغوا نے سارا کام روک دیا میں نے اس سلسلے میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن سے بات کی تو انہوں نے یہ کیس لے لیا اور ان کا سپرنٹنڈنٹ اس سلسلے میں کام کر رہا ہے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ ہمیں نہیں ملی"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"کیا اس پراجیکٹ کا صدر صاحب کو بھی علم نہیں"۔ سر سلطان نے اس بار حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب سے اصولی طور پر منظوری لے لی گئی تھی لیکن

صرف زبانی"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"لیکن اب یہ کیس صدر صاحب کی درخواست پر سیکرٹ سروس کے چیف نے لے لیا ہے اور ان کا نمائندہ خصوصی میرے پاس موجود ہے علی عمران۔ اس معاہدے کے سلسلے میں بھی اس نے مجھے بتایا ہے ورنہ مجھے تو علم نہیں تھا۔ آپ اس سے براہ راست بات کر لیں۔ ویسے اب آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ چیف صاحب کے کیا اختیارات ہیں"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے ان اختیارات کا بھی علم ہے اور عمران صاحب کی طبیعت کا بھی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا تو عمران نے رسیور سرسلطان کے ہاتھ سے لے لیا۔

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا تو نام سن کر آدمی خود بخود ہشاش بشاش ہو جاتا ہے اور اس کے چہرے پر بشاشت آجاتی ہے کیونکہ اسے بیٹھے بٹھائے بشارت جو مل جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر بشارت بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"پھر ہم سے تو ہمارا نام بہتر ہوا۔ بہرحال اس وقت چونکہ کام کا رش ہے اس لئے ایسی باتیں پھر کبھی سہی۔ آپ فرمائیں کہ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ کس ٹائپ کا پراجیکٹ ہے اور اس وقت کس پوزیشن میں

ہے"۔۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس پراجیکٹ کا سائنسی کوڈ نام سامک پراجیکٹ ہے یہ پراجیکٹ اس لئے انتہائی خفیہ رکھا جا رہا تھا کہ اس پراجیکٹ کے ذریعے کافرستان کے انتہائی اہم سرکاری راز خفیہ طور پر حاصل کئے جا سکتے تھے خاص طور پر دفاعی راز"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"نام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس پراجیکٹ کے ذریعے آپ کافرستان اور دوسرے ہمسایہ ملکوں میں ہونے والی ہر قسم کی ٹرانسمیٹر کالز کو مانیٹر کرتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہ صرف ٹرانسمیٹر کالز بلکہ مواصلاتی سیاروں کے ذریعے ہونے والی ہر قسم کی فون کالز بھی"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"اب یہ کس پوزیشن میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ابھی تو علاقے کا سروے ہو رہا تھا ابھی تو پراجیکٹ کی مشینری تک نہیں آئی"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"اس پراجیکٹ میں فرسٹ سیکرٹری سرجان آرنلڈ کا کیا رول تھا"۔ عمران نے کہا۔

"سرجان آرنلڈ دراصل ایسے پراجیکٹ کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کرنے کے ماہر ہیں۔ انہیں خفیہ رکھنے کے لئے سفارت خانے میں فرسٹ سیکرٹری لگایا گیا تھا"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"کیا فرسٹ سیکرٹری لگائے بغیر وہ فزیبلٹی رپورٹ تیار نہ کر سکتے تھے۔ اب بھی تو وہ وہاں عام سیاح کے روپ میں گئے تھے"۔ عمران

نے کہا۔

"مجھے اس تفصیل کا تو علم نہیں ہے یہ سارا کام حکومت گریٹ لینڈ کا تھا جب یہ پراجیکٹ تیار ہو جاتا تب اسے ہمارے حوالے کیا جاتا اس وقت باقاعدہ سرکاری طور پر معاہدہ بھی کیا جاتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"آپ کے ماہرین نے بھی تو اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام گریٹ لینڈ نے اپنے ذمے لیا تھا کیونکہ وہ اس کی مشینری کے بارے میں بہتر سمجھ سکتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"یہ پراجیکٹ کس طرح آپ تک پہنچا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں چھ ماہ پہلے ایک سائنسی دورے کے سلسلے میں گریٹ لینڈ گیا تھا۔ وہاں مجھے ایک خصوصی سیمینار میں شرکت کی دعوت دی گئی یہ سیمینار اس سائنسک پراجیکٹ کے سلسلے میں تھا حکومت گریٹ لینڈ نے ایسے پراجیکٹ دو اور افریقی ملکوں میں لگائے ہوئے ہیں جو وہاں انتہائی کامیابی سے کام کر رہے ہیں اور اس کی تفصیلات جب میرے سامنے آئیں تو میں نے اس میں پوری طرح دلچسپی لی۔ پھر اس پر باضابطہ بات چیت ہوئی اور میں نے صدر صاحب سے مل کر اسے ڈسکس کیا اور اس کی اصولی منظوری لے لی اور پھر اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار ہو رہی تھی کہ یہ سلسلہ شروع ہو گیا"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب

دیا۔

"کوئی خاص جگہ تو منتخب ہوئی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ناشان سے شمال کی طرف ایک علاقہ ہے اروکا۔ وہاں کا خیال تھا"۔۔۔۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ جناب"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے کہ بالا بالا ہی سب کچھ کیا جا رہا تھا اس کے باوجود کسی کو اس کا علم ہو گیا اور انہوں نے سرجان آرنلڈ کو اغوا کر لیا"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ ہے تو سب کچھ حیرت انگیز۔ لیکن بقول ڈاکٹر بشارت چونکہ یہ پراجیکٹ کافرستان کے خلاف استعمال ہونا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ کافرستانی ایجنٹوں نے اس کا سراغ لگا لیا ہو اور انہوں نے اس سلسلے میں کارروائی کرتے ہوئے سرجان آرنلڈ کو بھی اغوا کیا ہو"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کیوں اغوا کیا گیا ہے یقیناً سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس ساری واردات کا کسی نہ کسی طرح علم ہو گیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سرسلطان چونک پڑے۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض اغوا ہو گیا ہے۔ کیوں"۔۔۔۔ سرسلطان نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تین روز سے گم ہے اور ابھی تک جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق وہ یہاں کے ایک مقامی سمگلر کے ساتھ ایمرجنسی میں ناشان گیا اور پھر وہاں غائب ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن اسے کیا معلوم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے جو اسے اغوا کیا گیا ہے بہرحال اب ایک لائن آف ایکشن سامنے آگئی ہے اس لئے اب اس پر کام کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اجازت۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ویران پہاڑی علاقے کے درمیان اوپر کو جاتی ہوئی ایک تنگ سی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے چوٹی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ ایک ایکریمی نوجوان آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیپ کا ڈرائیور بھی ایکریمی ہی تھا۔ یہ بہادر ستان کا پہاڑی علاقہ تھا تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جیپ ایک سائیڈ روڈ پر مڑی اور پھر اسی تیز رفتاری سے نیچے اترتی ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھوڑی دیر بعد جیپ وادی میں پہنچ کر رک گئی جہاں ہر طرف پہاڑی چٹانیں اور پہاڑیاں ہی موجود تھیں۔ اس عمارت کو اس انداز میں تعمیر کیا گیا تھا جیسے یہ بھی ویران پہاڑی کا حصہ ہو۔ اس کے علاوہ اس عمارت کی ساخت اور انداز تعمیر بتا رہا تھا کہ یہ عمارت خصوصی طور پر بم پروف بنائی گئی ہے۔ عمارت کے بڑے دروازے کے سامنے دو مسلح ایکریمی موجود تھے جن

کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔ جیپ جیسے ہی گیٹ کے سامنے رکی وہ دونوں فوجی الرٹ ہو گئے اس کے ساتھ ہی ادھیڑ عمر ایکریمی جیپ سے نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"سر جیمس اپنے آفس میں ہیں"—— ادھیڑ عمر نے ایک مسلح فوجی سے پوچھا۔

"یس سر۔ آیئے سر"—— اس فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس ادھیڑ عمر آدمی کے آگے آگے چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ فوجی نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"—— دروازے پر لگے ہوئے ڈور فون سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"مہمان آگئے ہیں سر"—— فوجی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم جا سکتے ہو"—— ڈور فون سے کہا گیا اور فوجی تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔

"کون آیا ہے"—— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسی آواز نے پوچھا۔

"رابرٹ مرفی"—— آنے والے نے جواب دیا۔

"اوکے"—— ڈور فون سے جواب ملا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور رابرٹ مرفی اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک طرف بڑی سی آفس ٹیبل موجود تھی۔

اس کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر ایک ادھیڑ عمر ایکریمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ بھاری فریم کا چشمہ تھا۔ سر کے بال آدھے سے زیادہ غائب تھے لیکن چہرہ چوڑا اور بھرا ہوا تھا۔ یہ اس عمارت کے انچارج سر جیمس تھے۔

"ویل کم جناب رابرٹ مرفی"—— سر جیمس نے اٹھ کر آنے والے کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ سے مل کر بیحد خوشی ہوئی ہے"—— رابرٹ مرفی نے مصافحہ کرتے ہوئے رسمی فقرہ کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"تشریف رکھیں"—— سر جیمس نے کہا اور رابرٹ مرفی شکریہ ادا کر کے میز کے سامنے پڑی ہوئی آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ پہلے کچھ پینا پسند کریں گے"—— سر جیمس نے کہا۔

"نہیں جناب۔ کام کے اوقات میں کام پہلے"—— رابرٹ مرفی نے جواب دیا اور سر جیمس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے رابرٹ مرفی کی طرف بڑھا دی۔

"پہلے اسے دیکھ لیجئے۔ پھر بات ہو گی"—— سر جیمس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنے پی اے کو دو پیگ بھجوانے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔ رابرٹ مرفی فائل کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہال کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت ایکریمی لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں شراب کے دو پیگ رکھے ہوئے

تھے۔ اس لڑکی نے ایک پیگ رابرٹ مرفی کے سامنے اور دوسرا پیگ سر جیمس کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس چلی گئی۔

"ساتھ ساتھ اس سے بھی شوق فرماتے رہیں"۔۔۔۔ سر جیمس نے اپنا پیگ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا اور پیگ اٹھا کر اس نے چسکیاں لینی شروع کر دیں لیکن اس کی نظریں مسلسل فائل پر جمی ہوئی تھیں۔ فائل میں چھ صفحے تھے۔ رابرٹ مرفی نے ایک ایک کر کے سب کو پڑھا اور پھر فائل بند کر کے اس نے میز پر رکھ دی۔

"اس فائل سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا میں سائنسی سنٹر بنانے کے لئے کام کر رہی ہے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے جام میں سے آخری چسکی لے کر خالی جام واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اور اگر حکومت گریٹ لینڈ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تو پھر یہاں بہادرستان میں واقع ہمارا خفیہ سنٹر خفیہ نہ رہے گا۔ اس طرح ایکریمیا کے مفادات کو زبردست نقصان پہنچے گا حالانکہ حکومت گریٹ لینڈ سے ہمارا معاہدہ ہے کہ وہ اس علاقے میں سائنسی سنٹر نہیں بنا سکتے"۔۔۔۔ سر جیمس نے کہا تو رابرٹ مرفی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا آپ اس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے سر جیمس"۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی جو گریٹ لینڈ میں کام کرتی ہے۔ اس نے حکومت کو اطلاع دی کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا میں خفیہ طور پر حکومت پاکیشیا کے ساتھ مل کر سائنسی سنٹر قائم کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہمارے لئے یہ اطلاع انتہائی چونکا دینے والی تھی۔ کیونکہ گریٹ لینڈ اور ایکریمیا کے درمیان اس سلسلے میں باقاعدہ معاہدہ موجود ہے کہ وہ اس علاقے میں ایسا کوئی سنٹر قائم نہیں کریں گے جبکہ افریقہ میں ایکریمیا نے ایسے علاقے مخصوص کر دیئے تھے جہاں ایکریمیا ایسے سنٹر قائم نہیں کرے گا اور وہاں گریٹ لینڈ کے خفیہ سنٹر کام کرتے رہیں گے چنانچہ حکومت ایکریمیا نے حکومت گریٹ لینڈ سے اس سلسلے میں جب باقاعدہ بات کی تو حکومت گریٹ لینڈ نے اس اطلاع کو غلط قرار دیا لیکن ہمارے ایجنٹ بہرحال کام کرتے رہے اور پھر ہمیں اطلاع ملی کہ سر جان آرنلڈ جو افریقہ میں ایسے سنٹر کا انچارج ہے اور اس کی مشینری کی تنصیب کا ماہر ہے اسے پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے تو ہم چونک پڑے۔ چنانچہ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹوں نے یہاں کے ایک مقامی گروپ کی مدد سے سر جان آرنلڈ کی نگرانی شروع کرا دی۔ ایکریمی ایجنٹ خود اس کے سامنے نہ آئے کیونکہ گریٹ لینڈ کے ایجنٹ بھی یہاں کام کر رہے تھے۔ مقامی گروپ سے اطلاع ملی کہ سر جان آرنلڈ ایک عام سیاح کے روپ میں پاکیشیا کے پہاڑی علاقے ناشان کی سیاحت کے لئے گئے ہیں جس پر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ سب درست ہے جو ہم سوچ رہے ہیں۔

چنانچہ ہم نے بہادرستان کے آدمیوں کے ذریعے سرجان آرنلڈ کو ناشان سے اغوا کرا لیا۔ ہم نے ان سے جو انکوائری کی اس سے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ناشان کے کسی علاقے میں حکومت گریٹ لینڈ انتہائی خفیہ طور پر ایسا سنٹر قائم کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں کافی کام بھی ہو چکا ہے۔ اس پر ہمیں شک پڑ گیا کہ شاید ایسا سنٹر پہلے ہی قائم ہو چکا ہو لیکن مزید تفصیل معلوم نہ ہو سکی کیونکہ سرجان آرنلڈ اس انکوائری کے سلسلے میں ہلاک ہو گئے تھے۔ ادھر حکومت گریٹ لینڈ کو یہ معلوم ہو گیا کہ سرجان آرنلڈ کو بہادرستان کے آدمیوں نے اغوا کیا ہے اس نے حکومت پاکیشیا اور حکومت بہادرستان سے رابطہ کیا لیکن حکومت بہادرستان نے سرجان آرنلڈ کے اغوا سے لاعلمی ظاہر کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ حکومت پاکیشیا نے سرجان آرنلڈ کا کیس پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کو ریفر کر دیا ہے اور اس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے سرجان آرنلڈ کی تیار کردہ کوئی فائل بھی حاصل کر لی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اطلاع ملی کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض سرجان آرنلڈ کے اغوا کے سلسلے میں اس مقامی گروپ تک پہنچ گیا ہے جس کی مدد سے سرجان آرنلڈ کو اغوا کیا گیا ہے اور وہ اس مقامی گروپ کے چیف کو ساتھ لے کر ناشان پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سپرنٹنڈنٹ کو بھی اور اس مقامی گروپ کے چیف کو بھی وہاں سے اغوا کرا لیا۔ اس چیف کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اس سپرنٹنڈنٹ کو زندہ رکھا گیا ہے کیونکہ ہم نے اس سے سرجان آرنلڈ والی فائل حاصل کرنی ہے

لیکن یہ فائل اس کے آفس میں نہیں ہے اس نے خفیہ طور پر اسے کسی بنک لاکر میں رکھا ہوا ہے اور یہ آدمی اس بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ ہم نے مشینری کے ذریعے بھی اس کا ذہن چیک کیا ہے لیکن مشین کے ذریعے یہ جواب ملا ہے کہ ایسی کوئی فائل نہیں ہے۔ ہم مشکوک ہو گئے۔ میں نے حکومت سے بات کی تو انہوں نے آپ کو بھجوایا ہے کہ آپ ایسی انکوائری کے ماہر ہیں"۔۔۔۔ سرجیمس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ آپ وہ فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس نے بنک لاکر میں رکھی ہوئی ہے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"اس سپرنٹنڈنٹ کے بقول اس فائل کو اس نے بنک لاکر میں رکھا ہوا ہے لیکن تفصیل وہ نہیں بتاتا"۔۔۔۔ سرجیمس نے کہا۔

"اگر اس سپرنٹنڈنٹ کو ہلاک کر دیا جائے تو اس فائل کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"بقول اس سپرنٹنڈنٹ کے ایک ماہ بعد بنک کے حکام اس فائل کو اس کے ڈائریکٹر جنرل کو خود بخود بھجوا دیں گے"۔۔۔۔ سرجیمس نے جواب دیا۔

"کیا وہ بہت سخت جان آدمی ہے کہ آپ کے آدمی اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکے حالانکہ آپ یہاں بہادرستان میں ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی کے چیف ہیں"۔۔۔۔ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ سخت جان بھی نہیں ہے۔ معمولی سے تشدد سے بے ہوش ہو

جاتا ہے لیکن انتہائی ضدی بھی ہے۔ اصل بات پھر بھی نہیں بتاتا۔ عجیب سا آدمی ہے۔ کبھی احمقوں جیسی باتیں شروع کر دیتا ہے کبھی فلاسفروں جیسی"—— سر جیمس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ایسے لوگوں کو ڈیل کرنے کا ماہر ہوں۔ کہاں ہے وہ"—— رابرٹ نے کہا تو سر جیمس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"وارن کو بھیجو"—— سر جیمس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس سر"—— نوجوان نے مودبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"یہ رابرٹ مرفی ہیں جی آئی جی کے ٹارچر سیل کے چیف۔ یہ اس سپرنٹنڈنٹ فیاض سے پوچھ گچھ کے لئے خصوصی طور پر ایکریمیا سے آئے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملواؤ اور سنو۔ سپرنٹنڈنٹ کے سلسلے میں جو کہیں گے اس کی تعمیل تم پر فرض ہو گی"—— سر جیمس نے کہا۔

"یس سر"—— وارن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ مرفی۔ یہ اس ٹاپ ایجنسی ہیڈکوارٹر کا سیکورٹی چیف ہے وارن"—— سر جیمس نے وارن کا تعارف رابرٹ مرفی سے کراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں جلد ہی آپ کو مثبت رپورٹ دوں گا"—— رابرٹ مرفی نے کہا اور سر جیمس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ وارن کی طرف بڑھ گیا۔

"آئیے سر"—— وارن نے کہا اور تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا تھا۔

سوپر فیاض ایک درمیانے سائز کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا۔ بال پریشان تھے۔ جسم پر زخم تھے جن پر بینڈیج کی گئی تھی۔ اس کا سرخ وسفید رنگ زرد ہو رہا تھا۔ چہرے پر اس طرح ویرانی نظر آ رہی تھی جیسے کوئی مردہ صدیوں بعد قبر سے نکل آیا ہو۔ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس کرسی کے پائے فرش میں نصب تھے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسے یہاں آئے ہوئے آج چوتھا روز تھا۔ اس دوران اسے کوڑوں سے انتہائی بیدردی سے زدوکوب کیا گیا تھا۔ اس کی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ اس قدر ظلم اس نے زندگی میں کبھی برداشت نہیں کیا تھا لیکن اب اسے معلوم ہو رہا تھا کہ شاید اسے قبر بھی نصیب نہ ہو۔ سر عبدالرحمٰن نے اسے گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے اغوا کا کیس یہ کہہ کر دیا تھا کہ وہ غیر ملکی دورے پر جا رہے ہیں جب وہ

واپس آئیں تو فرسٹ سیکرٹری سرجان آرنلڈ برآمد ہو چکا ہو۔ ورنہ وہ اسے نوکری سے برخاست کر دیں گے۔ چنانچہ سرنٹنڈنٹ فیاض نے اس کیس پر کام شروع کر دیا۔ اس نے سفارت خانے اور اردگرد کے لوگوں سے انسپکٹروں کے ذریعے معلومات کرائیں تو اسے اطلاع مل گئی کہ ایک مقامی سمگلر اور مقامی ہوٹل کا مالک کاؤنٹ سرجان آرنلڈ کی رہائش گاہ کے اردگرد دیکھا گیا تھا چنانچہ اس نے جا کر کاؤنٹ کو پکڑا تو اس نے بتایا کہ وہ سرجان آرنلڈ کی نگرانی کرتا رہا تھا اور سرجان آرنلڈ کے پیچھے ناشان گیا تھا۔ وہاں سرجان آرنلڈ کو وہاں سے ایک مقامی گروپ نے اغوا کیا ہے اور وہ جا کر اسے برآمد کرا سکتا ہے۔ چنانچہ فیاض اسے ساتھ لے کر ایئرپورٹ پہنچا اور پھر وہاں سے بائی ایئر وہ کاؤنٹ سمیت ناشان پہنچ گیا لیکن ابھی وہ آرام کرنے کے لئے ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہی تھے کہ کسی نے کھڑکی کے ذریعے ایک کیپسول اندر پھینکا اور کمرے میں سرخ رنگ کی گیس سی بھر گئی اور سوپر فیاض بے ہوش ہو گیا اس کے بعد اسے ہوش آیا تو وہ اس کمرے میں موجود تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس نے سرجان آرنلڈ کو ٹریس کرنے کے لئے کیا کیا ہے تو اسے معلوم ہو گیا کہ اگر اس نے یہ کہا کہ اسے اس بارے میں معلوم نہیں ہے تو یقیناً یہ لوگ اسے ہلاک کر دیں گے کیونکہ ان کے ایک آدمی کے ذریعے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کاؤنٹ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر اپنے تحفظ کے لئے ایک سکیم سوچ لی اور پوچھ گچھ کرنے والوں کو بتایا

کہ سرجان آرنلڈ کی تیار کردہ ایک اہم فائل اس کے قبضے میں ہے۔ اس فائل کا خیال اسے اس لئے آیا تھا کہ سرجان آرنلڈ کے سامان سے' جو کاؤنٹ نے قبضے میں لے لیا تھا واقعی ایک فائل بھی ملی تھی جو سوپر فیاض نے قبضے میں لے لی تھی لیکن اس فائل میں سوائے سر آرنلڈ کی ذاتی یادداشتوں کے اور کچھ نہ تھا اور فیاض نے کاؤنٹ کے ساتھ ناشان جانے سے پہلے یہ فائل اپنے دفتر بھجوا دی تھی لیکن اب اس نے انہیں بتایا کہ یہ فائل اس نے بنک لاکر میں رکھی ہوئی ہے اور اگر اسے ہلاک کر دیا گیا تو یہ فائل خود بخود ڈائریکٹر جنرل کے پاس پہنچ جائے گی۔ اسے معلوم تھا کہ اس فائل کے حصول کے لئے اسے لامحالہ زندہ رکھا جائے گا لیکن اس بنک لاکر کے بارے میں پوچھ گچھ کے لئے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے اس تشدد کو سہ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ یہ سمجھتے رہیں گے کہ فائل موجود ہے تب تک وہ اسے زندہ رکھنے پر مجبور ہوں گے ورنہ تو وہ اسے ایک لمحے میں گولی سے اڑا دیتے۔ اس کے ذہن میں یہ سکیم تھی کہ وہ انہیں ساتھ لے جانے کا چکر دے کر ایک بار ان کی قید سے رہا ہو گیا تو پھر وہ انہیں سنبھال لے گا لیکن یہ لوگ اسے قید سے رہا کرنے پر آمادہ نہ ہو رہے تھے۔ گزشتہ آٹھ گھنٹوں سے اس سے پوچھ گچھ نہ کی گئی تھی اور اس کے زخموں کی بینڈیج بھی کر دی گئی تھی لیکن بہرحال وہ یہاں قید تھا اسے کھانا بھی دوسرا آدمی کھلاتا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ مستقل طور پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ مسلسل یہ

سوچ رہا تھا کہ کس طرح یہاں سے رہائی حاصل کرے لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں عمران کا خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر کسی طرح عمران کو معلوم ہو جائے تو وہ لازماً اسے یہاں سے چھڑوا سکتا ہے لیکن عمران تک پیغام کیسے پہنچایا جائے"۔۔۔۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں کوئی ترکیب سوچتا اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ایکریمی اندر داخل ہوا۔ چہرے مہرے سے وہ ایک معزز آدمی دکھائی دیتا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ فیاض کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی شکار اپنے پسندیدہ شکار کو دیکھتا ہے۔ اس کے پیچھے دو ایکریمی تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں خوفناک کوڑا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ فیاض سہمے ہوئے انداز میں آنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس اسے بتا رہی تھی کہ اس پر تشدد کا کوئی نیا دور شروع ہونے والا ہے۔ وہ بے اختیار سہم سا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا تھا۔ آنے والے نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی اٹھائی اور فیاض کے سامنے رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام رابرٹ مرفی ہے اور میں ایکریمیا سے خاص طور پر تمہارے لئے آیا ہوں"۔۔۔۔ آنے والے نے بھاری سی آواز اور

کرخت لہجے میں کہا۔

"ج۔ ج۔ جی۔ مم۔ میرا نام فیاض ہے۔ سوپر فیاض۔ میں پاکیشیا سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ ہوں"۔۔۔۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو رابرٹ مرفی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سپرنٹنڈنٹ پاکیشیا میں تھے۔ یہاں نہیں"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ پاکیشیا نہیں ہے"۔۔۔۔ فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ اب تک اس کا خیال یہی تھا وہ پاکیشیا میں ہی ہے۔

"نہیں۔ یہ پاکیشیا نہیں ہے اور اس بات سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہاں اگر تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی علیحدہ کر دی جائے تو تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہو گا"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے ایک بار پھر کرخت لہجے میں کہا تو فیاض نے بڑے مایوسانہ انداز میں ایک طویل سانس لیا۔ اس کی یہ آخری امید بھی دم توڑ گئی تھی کہ بہرحال وہ پاکیشیا میں ہے اور جلد ہی اس کے محکمے کا کوئی نہ کوئی آدمی اس کا کھوج لگاتے ہوئے یہاں تک پہنچ کر اسے رہا کرا لے گا۔

"سنو سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ مجھے ایکریمیا میں انسانوں پر تشدد کرنے کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ میں اس انداز میں تشدد کرتا ہوں کہ آدمی مر بھی نہیں سکتا اور زندہ بھی نہیں رہ سکتا اور میں انسان کی کھال اس کی کھوپڑی سے چھیلنا شروع کرتا ہوں اور پیروں تک کی

کھال بالکل اس طرح علیحدہ کر دیتا ہوں جیسے جانور کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی کھال اتاری جاتی ہے لیکن میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ تشدد نہ کیا جائے۔ مجھے ایکریمیا سے یہاں اس لئے بلوایا گیا ہے کہ میں تم سے فائل حاصل کروں جو بقول تمہارے تم نے کسی بنک لاکر میں رکھی ہوئی ہے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"میں وہ فائل تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں تم میرے ساتھ چلو میں لاکر سے وہ فائل نکال کر تمہیں دے دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"تم پہلے اس بنک کا نام اور لاکر کا نمبر بتا دو۔ بس۔ پھر میں تمہارے ساتھ چلوں گا"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ وہ بنک لاکر میں ہے"۔۔۔۔ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے فائل کا تو اس نے صرف چکر چلا رکھا تھا۔ وہ کس بنک اور کس لاکر کے بارے میں بتاتا اور اگر بتا بھی دیتا تب بھی وہاں سے فائل تو بہرحال نہ ملنی تھی اور اس کے بعد اس کا جو حشر انہوں نے کرنا تھا اس کا خیال اس کے ذہن میں تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم پر تشدد کیا جانا ضروری ہے۔ اوکے"۔۔۔۔ مرفی نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے عقب میں کھڑے ہوئے کوڑا بردار سے اس طرح کوڑا جھپٹا جیسے اگر ایک لمحہ مزید اس کے ہاتھ میں کوڑا نہ آتا تو

اس کا ہاتھ مفلوج ہو کر رہ جاتا۔ اس کے چہرے پر شعلے سے رقص کرنے لگے تھے اور آنکھوں سے غصے کی تیز لہر سی ابھر رہی تھی۔

"تم۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مرفی کو بتانے سے انکار کر دو"۔ مرفی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر ابھی فیاض نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ مرفی کا بازو گھوما اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یکلخت آگ بھڑک اٹھی ہو۔ وہ بے اختیار ہو کر چیخنے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت اندھیرا سا چھا گیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو اسے اپنا حلق گیلا سا محسوس ہوا لیکن جسم میں ویسے ہی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

"بولو فائل کہاں ہے۔ ورنہ"۔۔۔۔ مرفی نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ عمران کے پاس ہے۔ علی عمران کے پاس"۔ فیاض نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"کون علی عمران"۔۔۔۔ مرفی نے یکلخت چونک کر پوچھا۔

"ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا ہے۔ میرا دوست ہے۔ میں نے اسے فائل دی تھی کہ وہ اسے کسی بنک لاکر میں رکھ دے۔ میرے لئے وہ کام کرتا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس ابھی رک جائے گا اور پھر یکلخت ایک بار پھر اس کے ذہن میں اندھیرا سا چھا گیا۔ پھر جب

اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے جسم میں درد کی لہریں غائب ہو چکی تھیں۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت بھی نہیں دے سکتا۔ اس کے جسم کو بستر کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ صرف اس کا سر اور گردن حرکت کر سکتے تھے۔

"یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے"۔۔۔۔ فیاض نے سر اٹھا کر اور گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے ذہن میں پہلا تاثر یہی ابھرا تھا کہ وہ کسی ہسپتال میں ہے لیکن اب گردن گھما کر دیکھنے پر محسوس ہوا کہ یہ ہسپتال نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک عام سا کمرہ ہے اور بس۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا اچانک دروازہ کھلا اور فیاض نے بے اختیار ایک مایوسانہ طویل سانس لیا کیونکہ دروازے سے وہی رابرٹ مرفی داخل ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون تھا۔ وہ بستر کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہیں ہڈیاں بچانے کا آخری موقع دیا ہے اس علی عمران کا فون نمبر بتاؤ اور اس سے میرے سامنے بات کرو تاکہ یہ بات کنفرم ہو سکے کہ واقعی وہ فائل اس کے پاس ہے اور اسے کہو کہ تمہارا آدمی اس کے پاس پہنچ رہا ہے اور وہ اس آدمی کو فائل دے دے۔ بولو کیا نمبر ہے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"وہ۔ وہ بہت غلط آدمی ہے۔ وہ اس طرح نہیں مانے گا۔ تم مجھے اس کے پاس لے چلو۔ پھر میں تمہارے سامنے اس سے وہ فائل لوں

گا اور تمہیں دے دوں گا"۔۔۔۔۔ فیاض نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو سوپر فیاض۔ انسان کو ہلاک کرنا ہمارے لئے انتہائی معمولی سی بات ہے اور جہاں مفادات حکومتوں کے ہوں وہاں انسانوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ہم تمہیں ہلاک کر کے بھی اس عمران سے فائل حاصل کر سکتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم زندہ رہو۔ میرا وعدہ ہے کہ جیسے ہی فائل یہاں پہنچے گی تمہیں زندہ اور صحیح سلامت واپس پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے نرم سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کراؤ بات۔ اب جو میری قسمت میں ہو گا وہی ہو گا۔ میں کب تک اپنی قسمت سے لڑ سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ فیاض نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"نمبر بتاؤ"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا تو فیاض نے عمران کا فون نمبر بتا دیا۔

"پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتاؤ"۔ رابرٹ مرفی نے پوچھا تو فیاض نے دونوں رابطہ نمبر بھی بتا دیئے۔

"اگر اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں سے بات کر رہا ہوں تو پھر میں کیا بتاؤں گا اسے"۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"تم اسے کہنا کہ تم پاکیشیا سے ہی بول رہے ہو۔ بہادرستان کا نام نہ لینا"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے نمبر پریس کرتے ہوئے کہا اور فیاض

نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ فون پیس میں لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے فیاض کو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا یہ علی عمران کا نمبر ہے"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔۔۔ سلیمان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب کہاں ہیں۔ ان سے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"وہ تو موجود نہیں ہیں۔ آپ فیاض صاحب کی بات مجھ سے کرائیں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

"نہیں۔ انہوں نے عمران سے ہی بات کرنی ہے۔ کس نمبر پر ہوں گے وہ"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مجھے معلوم کرنا پڑے گا۔ آپ پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کر لیں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا تو مرفی نے اوکے کہہ کر بٹن آف کر دیا۔

"میرا جسم تم نے کیوں باندھ رکھا ہے۔ میں تو زخمی ہوں۔ میں کیا کر سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"میں ابھی آرہا ہوں"۔۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کوئی جواب دینے کی بجائے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا اور

فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کو چونکہ فائل کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے اس لئے اس نے صاف انکار کر دینا ہے اور اس کے بعد یہ ظالم لوگ واقعی اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں گے لیکن وہ واقعی مجبور تھا۔ بے بس تھا۔ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ وہ انہیں صاف بتا دے کہ ایسی کوئی فائل سرے سے ہے ہی نہیں اور اس نے جھوٹ بولا ہے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ سوچ کر ڈر گیا کہ جیسے ہی انہیں یقین آ گیا وہ اسے ایک لمحہ ہچکچائے بغیر گولی مار دیں گے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رابرٹ مرفی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی موجود تھے۔

"اسے کھول دو اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بے شک گولی مار دینا"۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا اور بستر کے ساتھ پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دونوں آدمی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے کلپ کھولنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی فیاض بستر کی گرفت سے آزاد ہو گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا جبکہ دونوں مسلح آدمی بستر سے ہٹ کر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے مرفی کا اشارہ ملتے ہی وہ اسے گولیوں سے اڑا دیں گے۔ مرفی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈلیس فون کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر سلیمان کی آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کی وجہ سے آواز فیاض کو صاف سنائی

دے رہی تھی۔

"عمران صاحب کا پتہ چلا۔ فیاض صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"ہاں ہولڈ آن کریں"۔۔۔ سلیمان نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران اپنے مخصوص لہجے میں کہہ رہا تھا اور عمران کی آواز سن کر فیاض کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

"یہ لو کرو بات اس سے"۔۔۔ مرفی نے فون پیس فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور فیاض نے فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں"۔۔۔ فیاض کا لہجہ انتہائی دردناک تھا۔

"ارے کیا ہوا تمہیں۔ کہاں غائب ہو گئے تھے۔ تمہاری بیوی نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے"۔۔۔ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران۔ پلیز میری بات سنجیدگی سے سنو۔ جو فائل میں نے تمہیں بنک کے لاکر میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ اب مجھے چاہئے لیکن میں خود تمہارے پاس نہیں آ سکتا اور اپنا آدمی بھیج رہا ہوں۔ تم یہ فائل لاکر سے نکلوا کر اسے دے دو"۔۔۔ فیاض نے ڈرتے ڈرتے کہا کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران نے فوراً کہنا ہے کون سی فائل

اور رابرٹ مرفی یقیناً مشکوک ہو جائے گا۔

"تو اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ بھیج دو آدمی۔ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ البتہ میری فیس اس آدمی کے ہاتھ بھجوا دینا۔ ورنہ فائل نہیں دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو فیاض کا چہرہ یکلخت کھل سا اٹھا۔

"فیس بھی بھجوا دوں گا۔ تم فائل اسے ضرور دے دینا"۔ فیاض نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہا تو ہے کہ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ مجھے تو اپنی فیس سے غرض ہے۔ پھر کب بھیج رہے ہو آدمی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جلد ہی پہنچ جائے گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو اسی لمحے رابرٹ مرفی نے ہاتھ بڑھا کر اس سے فون پیس لے لیا اور اس کا بٹن آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی سچ بولا تھا۔ بہرحال تم نے اپنی زندگی بچا لی ہے۔ اب اس عمران کا پورا پتہ بتا دو"۔۔۔۔ مرفی نے کہا تو فیاض نے جلدی جلدی اسے فلیٹ کا نمبر اور پتہ بتا دیا۔

"اوکے۔ فی الحال تم آرام کرو۔ جب فائل آجائے گی تو پھر تم سے بات ہو گی۔ دونوں مسلح محافظ باہر موجود رہیں گے۔ اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو پھر تمہاری قبر یہیں بنے گی۔ ورنہ فائل پہنچ جانے کے بعد تمہیں رہا کر دیا جائے گا"۔۔۔۔ مرفی نے کرسی سے

اٹھتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے فرار ہو کر کہاں جانا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو مرفی سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مسلح افراد بھی اس کے پیچھے ہی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ فیاض خاموش بیٹھا انہیں جاتا دیکھتا رہا۔ جب ان کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا تو فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب عمران خود ہی تم نمٹ لے گا"۔۔۔۔ فیاض نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی آدمی وہاں پاکیشیا سے ہی بھجوا دیں اور اس آدمی کو یہاں کا سرے سے علم ہی نہ ہو تو اس کا مسرت بھرا چہرہ ایک بار پھر کملا سا گیا۔

"مجھے خود یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچنی چاہئے"۔ فیاض نے کہا اور پھر آہستہ سے بستر سے نیچے اتر آیا اور کمرے میں ٹہلنے لگا لیکن چلتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی پیدا ہوتی ہیں تو وہ بستر پر لیٹنے کی بجائے اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس کرسی پر رابرٹ مرفی بیٹھا ہوا تھا لیکن کرسی پر بیٹھتے ہی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ اس کرسی کے پائے تو فرش میں نصب نہیں ہیں اور یہ ہے بھی لوہے کے راڈز کی بنی ہوئی۔ اس لئے اس کرسی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس کمرے سے باہر کیا ہے اور وہ کس قسم کی جگہ میں

قید ہے۔ اس کا اسے علم نہ تھا اور ساتھ ہی اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو اگر اسے گولی نہ بھی ماری گئی تب بھی اس کا حشر عبرت ناک ہو گا۔ وہ کرسی پر بیٹھا کافی دیر تک ایسی باتیں سوچتا رہا کہ اچانک دروازہ کھلا اور فیاض نے چونک کر گردن موڑی تو رابرٹ مرفی اندر داخل ہو رہا تھا فیاض جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رابرٹ مرفی کے ہاتھ میں کارڈلیس فون موجود تھا۔

"تم نے یہ بتایا نہیں کہ فیس کا کیا چکر ہے"۔۔۔۔ مرفی نے فیاض کے قریب پہنچ کر کرخت لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کے لئے تو فیاض کا دل چاہا کہ وہ مرفی کا گلا دونوں ہاتھوں سے دبا دے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ باہر موجود مسلح آدمی معمولی سی آواز سنتے ہی اندر آ جائیں گے اور اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائے گا۔

"میں اسے فیس کے طور پر ہر ماہ دس ہزار روپے دیتا ہوں"۔ فیاض نے کہا۔

"کس بات کی فیس"۔۔۔۔ مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائل کی حفاظت کی۔ جب بھی کسی اہم فائل کی حفاظت کرنی ہوتی ہے میں اسی کے ذریعے ہی بنک لاکر میں رکھوا دیتا ہوں اس طرح فائل محفوظ رہتی ہے"۔۔۔۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو میں اپنے آدمی کو کہہ دوں کہ وہ دس ہزار روپے اسے دے دے"۔۔۔۔ مرفی نے کہا تو فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے"۔۔۔۔ مرفی نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ

گیا جبکہ فیاض اس طرح کرسی پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے اچانک روح نکل گئی ہو۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران کے پاس فائل تو سرے سے ہے ہی نہیں اس لئے وہ کیا فائل دے گا لیکن وہ دس ہزار روپے لے کر اس آدمی کو بھگا دے گا اور نتیجہ اس کی موت کے سوا اور کیا نکلے گا اس لئے وہ کرسی پر ڈھیر سا ہو گیا تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا اور بے اختیار ہچکیاں لے لے کر رونے لگا لیکن ظاہر ہے وہ کب تک روتا۔ آخر کار ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ اٹھا اور دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مرفی ہاتھ میں کارڈلیس فون پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی دونوں مسلح آدمی موجود تھے۔

"ہمارا آدمی اس عمران کے پاس پہنچا۔ اس نے دس ہزار روپے وصول کر لئے اور پھر یہ کہہ کر ہمارے آدمی کو ٹرخا دیا کہ فیاض نے فائل کا نمبر تو بتایا ہی نہیں ہمارے آدمی نے اس کے فلیٹ سے ہی مجھے فون کیا ہے اور فائل نمبر پوچھا ہے۔ میں اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم خود اس عمران سے بات کر لو اور سنو۔ اب اگر اس نے ہمارے آدمی کو فائل نہ دی تو پھر تمہارا جو حشر ہو گا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے فون پیس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو پارکر۔ کیا تم لائن پر ہو"۔۔۔۔ مرفی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

بولنے والے کا لہجہ البتہ مقامی تھا۔

"فیاض صاحب بات کر رہے ہیں۔ تم رسیور عمران کو دے دو"۔ مرفی نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ پارکر نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مرفی نے فون پیس فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسرے لمحے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔ فیس تمہیں مل گئی ہے اب تم سرجان آرنلڈ والی فائل اس آدمی کے حوالے کر دو پلیز"۔ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں سرجان آرنلڈ والی فائل چاہیئے۔ لیکن وہ فائل تو میں نے تمہارے کہنے پر سپیشل لاکر میں رکھوا دی تھی اور تمہیں معلوم ہے کہ سپیشل لاکر صرف صبح کے نو بجے سے گیارہ بجے تک کھولے جاتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آدمی کو کہہ دو کہ وہ کل گیارہ بجے آ جائے تو میں فائل نکلوا کر رکھ لوں گا۔ وہ لے جائے"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فائل ضرور نکلوا رکھنا۔ میرے آدمی کو کل فائل بہرحال ملنی چاہئے۔ مجھے اس فائل کی انتہائی سخت ضرورت ہے"۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"جب مجھے فیس مل گئی ہے تو میں نے کیا کرنا ہے اس سرکاری

فائل کا۔ بے فکر رہو۔ تمہارے آدمی کو کل گیارہ بجے فائل مل جائے گی۔ اپنے آدمی سے بات کر لو"۔۔۔ عمران نے کہا تو مرفی نے فیاض کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"ہیلو۔ پارکر بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسرے لمحے پارکر کی آواز سنائی دی۔

"پارکر۔ کل گیارہ بجے تم نے عمران سے فائل حاصل کرنی ہے اور پھر جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے تم نے اسی طرح کرنا ہے"۔ مرفی نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے پارکر نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا تو مرفی نے فون آف کر دیا۔

"سپیشل لاکر کا مجھے بھی علم ہے۔ اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا ہوں۔ اب کل تم سے بات ہو گی اور یہ بھی سن لو کہ میرے حکم پر میرے آدمیوں نے تمہارے ہاتھ آزاد کئے ہیں کیونکہ تم نے بہرحال ہم سے تعاون کیا ہے لیکن اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی کوئی غلط حرکت کرنا۔ ورنہ تم اس کا انجام جانتے ہو"۔ مرفی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور فیاض نے منہ سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ مرفی تیزی سے مڑا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فیاض واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے دل میں ایک بار پھر امید کا شعلہ بھڑک اٹھا تھا کیونکہ عمران نے جس سنجیدگی سے بات کی تھی اور جس طرح سپیشل لاکر کا

کہہ کر کل گیارہ بجے تک کی مہلت لے لی تھی اس سے فیاض کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ اسے عمران کی صلاحیتوں کا علم تھا اس لئے اسے اب امید لگ گئی تھی کہ عمران یقیناً کھوج لگا کر اس کی رہائی کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ پیدا کر لے گا اس لئے اس کے دل میں خاصا اطمینان سا پیدا ہو گیا تھا۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ریٹا نے اسے جو کچھ بتایا تھا۔ سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت نے اس سے قطعی مختلف بات کی تھی۔ ریٹا کے مطابق یہ سنٹر ناشان سے مغرب کی سمت راگا نامی علاقے میں بنایا جانا تھا جبکہ ڈاکٹر بشارت کے مطابق یہ سنٹر ناشان سے شمال کی جانب اروکا نامی علاقے میں بننا تھا اور سر جان آرنلڈ بھی غائب تھے اور سوپر فیاض بھی۔ وہ اب دانش منزل اس لئے جا رہا تھا تاکہ وہاں جا کر وہ صفدر کی رپورٹ خود سن سکے کیونکہ اس نے سر سلطان کے پاس جانے سے پہلے بلیک زیرو کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ صفدر کو سپیشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے ناشان بھجوا کر سپرنٹنڈنٹ فیاض کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرے۔ اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ سر جان آرنلڈ کی گمشدگی کا کیس

سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ذمے لگایا گیا ہے لیکن مقامی آدمی کاؤنٹ کا
رول اس میں اور ہے۔ فیاض جیسے آدمی کا اس طرح ایمرجنسی میں
کاؤنٹ کے ساتھ ناشان جانے اور پھر اس کے غائب ہو جانے والی بات
اسے پریشان کر رہی تھی کیونکہ بظاہر ان میں اسے کوئی ربط نظر نہ آ رہا
تھا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار کھلے صحن میں روکی اور پھر کار سے
اتر کر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں
داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔ صفدر کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے"۔۔۔۔ عمران
نے سلام دعا کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں آئی لیکن آپ کی سنجیدگی بتا رہی
ہے کہ معاملات صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض کی گمشدگی تک محدود نہیں
ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ معاملات نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ہے"۔۔۔۔ عمران
نے کہا اور پھر سر سلطان کے پاس جانے۔ وہاں ریٹا سے ہونے والی
ملاقات اور گریٹ لینڈ کے ہوم سیکرٹری کی طرف سے لکھے گئے خط
سمیت سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ۔ تو اصل مسئلہ یہ تھا لیکن اس میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی
گمشدگی کا کیا کردار ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی بات پر تو میں خود حیران ہو رہا ہوں۔ یہ تو کافی بڑا کیس ہے۔
اس میں سوپر فیاض اور ایک مقامی بدمعاش کا کیا رول ہو سکتا

ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا
ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"صاحب یہاں موجود ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کی
آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میں عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔ عمران نے
اس بار اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب جی۔ ابھی فون آیا ہے جس میں کوئی غیر ملکی بول رہا تھا۔
اس نے پوچھا کہ یہ علی عمران کا نمبر ہے جس پر میں نے اس سے پوچھا
کہ کون بول رہا ہے تو اس نے کہا کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔ ان
سے سپرنٹنڈنٹ فیاض بات کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر میں نے انہیں کہا
کہ آپ موجود نہیں ہیں۔ فیاض سے میری بات کراؤ تو اس غیر ملکی
نے کہا کہ فیاض صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے
انہیں کہا کہ وہ پانچ منٹ بعد فون کریں۔ میں اس دوران آپ کو تلاش
کرتا ہوں جس پر رابطہ ختم ہو گیا۔ اس پر میں نے یہاں فون کیا
ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ سپیشل روم میں جا کر فون کا رابطہ دانش منزل کے
سپیشل فون سے کر دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی صاحب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا تو
عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فیاض غیر ملکیوں کی تحویل میں ہے۔ لیکن

یہ غیر ملکی کون ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ فیاض مجھ سے کیوں رابطہ کرنا چاہتا ہے اور وہ غیر ملکی اس بات پر کیسے آمادہ ہو گئے ہیں کہ مجھ سے اس کا رابطہ کرا دیں"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں آنے والی کال کے منبع کو چیک کر لوں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ تم جا کر مشین آن کر دو اور کال کے منبع کو چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص بات سامنے آ جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کی طرف جاتا تھا پھر تقریباً سات آٹھ منٹ کے وقفے کے بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی سلیمان کی آواز میں کہا۔

"عمران صاحب کا پتہ چلا۔ فیاض صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران فوراً ہی پہچان گیا کہ بولنے والا ایکریمی ہے۔

"ہاں۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کے لہجے میں کہا اور رسیور پر ہاتھ رکھ کر چند لمحوں بعد اس نے رسیور سے ہاتھ اٹھایا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"عمران میں فیاض بول رہا ہوں"۔۔۔۔ فیاض کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ اور بات کرنے کا انداز سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت انتہائی بے بسی اور خوف کے عالم میں بات کر رہا ہے۔

"ارے کیا ہوا تمہیں۔ کہاں غائب ہو گئے تھے۔ تمہاری بیوی نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر چہکتے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ اب اسے معاملے کی کسی حد تک سمجھ آ گئی تھی کہ وہ غیر ملکی اپنے کسی مقصد کے لئے فیاض سے زبردستی فون کرا رہا ہے اور عمران کی آواز وہ غیر ملکی بھی سن رہا ہو گا۔ اس لئے عمران نے اس لہجے میں بات کی تھی تاکہ اسے یہ شک نہ پڑے کہ عمران مشکوک ہو گیا ہے۔

"عمران۔ پلیز میری بات سنجیدگی سے سنو۔ جو فائل میں نے تمہیں بنک کے لاکر میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ اب مجھے چاہئے۔ لیکن میں خود تمہارے پاس نہیں آ سکتا اور اپنا آدمی بھیج رہا ہوں۔ تم یہ فائل لاکر سے نکلوا کر اسے دے دو"۔۔۔۔ فیاض نے کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بات کرتے ہوئے سہما ہوا ہے اور عمران نے بے اختیار اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اب ساری صورت حال کو سمجھ گیا ہو۔ حالانکہ نہ ہی فیاض نے اسے کوئی فائل دی تھی اور نہ ہی فیاض کی

اس سے ملاقات ہوئی تھی لیکن فیاض کی بات سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے ان غیر ملکیوں کو چکر دے رکھا ہے کہ اس نے کوئی فائل عمران کو دی ہوئی ہے جو اس نے بنک لاکر میں رکھی ہوئی ہے۔

"تو اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ بھیج دو آدمی۔ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ البتہ میری فیس اس آدمی کے ہاتھ بھجوا دینا۔ ورنہ فائل نہیں دوں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"فیس بھی بھجوا دوں گا۔ تم فائل اسے ضرور دے دینا"۔ دوسری طرف سے فیاض کی آواز سنائی دی لیکن اس بار اس کا لہجہ سن کر ہی عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ فیاض کے لہجے میں اس بار زندگی کی لہر موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ فیاض جو کچھ چاہتا تھا وہ عمران نے پورا کر دیا تھا۔

"کہا تو ہے کہ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ مجھے تو اپنی فیس سے غرض ہے۔ پھر کب بھیج رہے ہو آدمی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جلد ہی پہنچ جائے گا"۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے بلیک زیرو کا انتظار تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آ گیا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار تھے۔

"عمران صاحب۔ یہ کال جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"جنوبی ایکریمیا سے۔ اتنی دور سے۔ نہیں اتنی دور کی کال اس قدر صاف اور واضح نہیں ہو سکتی۔ یہ کال تو کہیں قریب سے ہی کی جا رہی تھی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسی بات نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ مشین کے مطابق کال جنوبی ایکریمیا سے ہو رہی تھی لیکن آواز کی پاور لائننگ شو کرنے والا میٹر بتا رہا تھا کہ کال قریب سے ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میٹر پر کیا ریڈنگ تھی"۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"تھرٹی تھری۔ فور تھری ون"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں اس کی فراخ اور صاف پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔

"دنیا کا نقشہ لے آؤ۔ وہ نقشہ جس میں طول بلد اور عرض بلد کی مکمل گرافنگ دی گئی ہے"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ جوزف نے یکلخت چوکنا انداز میں کہا۔

"میرے فلیٹ پر جاؤ۔ وہاں کوئی آدمی سوپر فیاض کا نمائندہ بن کر آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے اسے بے ہوش کر کے یہاں دانش منزل پہنچا دینا۔ جوانا کو ساتھ لے جاؤ۔ وہ باہر کی نگرانی کرے گا۔ اگر اس کا کوئی اور ساتھی ہو تو جوانا اسے بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے گا لیکن اصل آدمی کو تم نے خود دانش منزل پہنچانا ہے"۔ عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ فریکونسی ایڈ جسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ چونکہ فون یہاں دانش منزل کے ساتھ ڈائریکٹ ہے۔ اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر کال کی ہے۔ جوزف اور جوانا کو میں فلیٹ پر بھیج رہا ہوں۔ فیاض کسی آدمی کو فلیٹ پر بھجوا رہا ہے۔ جوزف اسے بے ہوش کر کے دانش منزل پہنچا دے گا جبکہ جوانا باہر نگرانی کرے گا۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"جی صاحب۔ لیکن فیاض صاحب بخیریت تو ہیں ناں۔ اوور"۔

سلیمان نے کہا۔

"فی الحال تو زندہ ہے۔ باقی اللہ مہربانی کرے گا لیکن تم اس کے لئے اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ آپ کا اکلوتا فنانسر ہے اور میں آپ کا اکلوتا باورچی۔ باقی آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تمہارے حریرہ جات بنتے رہیں گے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس دوران بلیک زیرو نقشہ لے کر واپس کرسی پر آ کر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے نقشہ کھولا اور عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"تھرٹی تھری۔ فور تھری ون ہی بتایا تھا ناں تم نے"۔ عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ساؤنڈ ویوز پاور لاسنگ میٹر پر یہی تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے قلمدان میں سے ایک پنسل اٹھائی اور پھر اس نے نقشے پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ پھر کافی دیر کے غور و خوض کے بعد اس نے ایک جگہ دائرہ سا لگا دیا۔

"میٹر جو کچھ بتا رہا ہے اس کے مطابق تو یہ کال بہادرستان کے اس جنوبی پہاڑی علاقے سے ہو رہی تھی لیکن مشین تو اسے جنوبی ایکریمیا بتا رہی ہے۔ آخر یہ کیا چکر ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا لیکن دوسرے

لیجے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ تو یہ ہے اصل معاملہ"۔۔۔۔۔ عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو مسئلہ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اب حل ہوا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے سر سے ٹنوں کے حساب سے بوجھ اتر گیا ہو۔

"کیا۔ کچھ مجھے بھی تو سمجھائیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے نقشہ بند کر دیا۔

"سر جان آر نلڈ کے اغوا کا مسئلہ تو میں نے تمہیں بتایا تھا اور وزارت سائنس کے سیکرٹری ڈاکٹر بشارت کے مطابق حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ کے ساتھ مل کر ناشان کے قریب ساسک پراجیکٹ قائم کر رہی ہیں۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے نہ صرف ہمسایہ ملکوں میں ہونے والی تمام ٹرانسمیٹر کالز کو باقاعدہ مانیٹر کیا جائے گا بلکہ مواصلاتی سیاروں کے ذریعے جو فون کالز ہوتی ہیں ان کو بھی مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح ہمسایہ ملکوں کے دفاعی راز حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اور ان کے دفاعی نظام پر بھی نظر رکھی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی فوجوں کی نقل وحرکت اور ان کی دفاعی اور جارحانہ پالیسی کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے اور یہ ساری کارروائی ملکی دفاع کے لئے

انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ لیکن سر جان آر نلڈ ناشان سے اغوا کر لیا گیا۔ اس کا کیس سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو سونپا گیا تو فیاض ایک مقامی بدمعاش کے ساتھ ناشان گیا۔ وہاں سے دونوں ہی غائب ہو گئے۔ اب فیاض کی فون کال آئی ہے اور مشین کے مطابق جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی ہے لیکن ساؤنڈ ویوز پاور لا ئسنگ کے مطابق یہ کال بہادرستان کے جنوبی پہاڑی علاقے سے کی جا رہی ہے اور بہادرستان کا یہ جنوبی علاقہ پاکیشیا کے شمالی پہاڑی علاقے سے ملحقہ ہے اور کال چیک کرنے والی مشین اسے جنوبی ایکریمیا سے کیا جانا ثابت کرتی ہے۔ جس جگہ سے کال کی جا رہی ہے وہاں ایسی جدید مشینری نصب ہے جو اس علاقے کی کال کو مواصلاتی سیارے کی مشینری کو کنٹرول کرتے ہوئے اسے جنوبی ایکریمیا جتنے فاصلے اور سمت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اگر ساؤنڈ ویوز پاور لا ئسنگ میٹر اس مشین کے ساتھ منسلک نہ ہوتا تو یقیناً ہم یہی سمجھتے کہ فیاض جنوبی ایکریمیا سے بات کر رہا ہے اور ایسی مشینری اگر بہادرستان کے اس ویران پہاڑی علاقے میں موجود ہے تو یقیناً وہاں انتہائی جدید ساسک پراجیکٹ خفیہ طور پر پہلے سے موجود ہے اور جس طرح کال کا منبع جنوبی ایکریمیا ظاہر کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سنٹر ایکریمیا کا ہے پھر فیاض سے پہلے جس غیر ملکی نے بات کی ہے وہ بھی لہجے کے لحاظ سے ایکریمی ہی تھا۔ ان لوگوں کو یقیناً یہ علم ہو گیا ہو گا کہ حکومت گریٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا ناشان میں ساسک پراجیکٹ قائم کرنے والے ہیں تو وہ چونک پڑے۔ کیونکہ اس طرح ان

کا پراجیکٹ بھی سامنے آ سکتا تھا۔ سرجان آرنلڈ کے پاس یقیناً اس پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلات موجود ہوں گی۔ اس لئے انہوں نے سرجان آرنلڈ کو اغوا کر لیا لیکن اس سے تفصیلات نہ ملیں اور انہیں اطلاع مل گئی کہ یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو ریفر کیا گیا ہے اور سوپر فیاض بھی خلاف توقع شاید کسی ثبوت کی وجہ سے صحیح ٹریک پر چل پڑا ہو گا۔ اس لئے اسے بھی اغوا کر لیا گیا۔ سوپر فیاض اپنی زندگی بچانے کی حد تک انتہائی ہوشیار آدمی ہے اس نے یقیناً تشدد اور موت سے بچنے کے لئے کسی فائل کا سہارا لے لیا ہو گا کہ اس کے پاس کوئی انتہائی اہم فائل ہے اور اس نے یہ فائل بنک لاکر میں میرے ذریعے رکھی ہوئی ہے تاکہ یہ لوگ فائل حاصل کرنے کے لئے مجھ سے رابطہ کریں اور اس طرح مجھے فیاض کے بارے میں علم ہو جائے اور میں کارروائی کر کے فیاض کو ان کی قید سے چھڑوا سکوں"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"کمال ہے۔ یہ آپ کی ہی ذہانت ہے کہ آپ نے اس قسم کا تجزیہ کر لیا جو مجھے سو فیصد درست معلوم ہوتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"انہی تجزیوں کے زور پر تو تم سے چیک وصول کرتا ہوں اور اس سے کچھ دال روٹی چل جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا کمرے میں تیز سیٹی کی

آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے میز کے کنارے پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی جس میں دانش منزل کے گیٹ سے باہر جوزف کی کار موجود تھی اور جوزف اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"جوزف اس فیاض کے نمائندے کو لے آیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس بٹن کو آف کر کے اس نے دوسرے بٹن پریس کر دیئے۔ سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب دانش منزل کا جہازی سائز کا گیٹ خودبخود کھلتا نظر آ رہا تھا اور گیٹ کھلتے ہی جوزف کار میں بیٹھا نظر آیا اور دوسرے لمحے اس کی کار دانش منزل میں داخل ہو گئی۔

"اسے کہہ دو کہ لے آنے والے کو سپیشل گیسٹ روم میں پہنچا دے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر دبایا تو میز کی سائیڈ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ گئی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک باہر آ گیا۔

"جوزف۔ طاہر بول رہا ہوں۔ جسے تم لے آئے ہو۔ اسے سپیشل گیسٹ روم میں پہنچا دو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا اور مائیک کا بٹن آف کر دیا۔ کار رک چکی تھی اور جوزف کار کا عقبی دروازہ کھول کر کسی کو گھسیٹ کر باہر نکال رہا تھا۔ عمران کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جب جوزف کار سے گھسیٹے جانے والے

آدمی کو کاندھے پر لاد کر سپیشل گیسٹ روم کی طرف بڑھا تو اس بے ہوش آدمی کا چہرہ سکرین پر نظر آنے لگ گیا۔

"اوہ۔ یہ تو مقامی آدمی ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب انہوں نے بہادرستان سے تو آدمی نہ بھیجنا تھا۔ یہیں کسی گروپ سے آدمی بھیج دیا ہو گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اس سے ضروری پوچھ گچھ کر لوں۔ اس دوران اگر سپیشل فون پر کال آ جائے تو اسے سپیشل گیسٹ روم کو ڈائریکٹ کر دینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران جب سپیشل گیسٹ روم کے دروازے پر پہنچا تو جوزف باہر آ رہا تھا۔

"نگرانی کا کیا ہوا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جوانا فلیٹ سے باہر تھا۔ یہ اکیلا ہی آیا تھا۔ اس لئے میں نے جوانا کو واپس رانا ہاؤس بھجوا دیا ہے"۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم بھی رانا ہاؤس جا سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سپیشل گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ فرش پر مقامی آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن مخصوص انداز میں ٹیڑھی نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر

اس نے ایک دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار کا ایک چھوٹا سا حصہ سرر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گیا اور لوہے کے راڈز سے بنی ہوئی ایک کرسی ایک جھٹکے سے باہر آ گئی۔ عمران نے جھک کر اس بے ہوش آدمی کو اٹھا کر اس کرسی پر بٹھا دیا اور پھر کرسی کے بازو پر لگے ہوئے ایک بٹن کر پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی کھٹاک کھٹاک کی آواز سے کرسی کے راڈز برآمد ہوئے اور دوسرے لمحے اس آدمی کا جسم راڈز میں جکڑا جا چکا تھا۔ عمران نے اس آدمی کے دونوں بازوؤں کو بھی کرسی کے بازوؤں پر رکھ کر علیحدہ علیحدہ راڈز میں جکڑ دیا اور پھر اس نے خلا میں ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا تو کرسی کھسکتی ہوئی آگے بڑھ آئی اور اس کے ساتھ ہی دیوار کا وہ حصہ برابر ہو گیا۔ کرسی کے پایوں میں باقاعدہ پہیے لگے ہوئے تھے۔ عمران نے کرسی کو گھسیٹ کر کمرے کے عین درمیان میں کیا اور پھر خود جا کر وہ دروازے کے قریب رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کرسی کے بازو پر مختلف بٹن لگے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک بٹن دبایا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ یہ جھٹکا اتنا زوردار تھا کہ ایک جھٹکے کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر

حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور خوف کے ان تاثرات کو دیکھ کر عمران کا منہ بن گیا کیونکہ یہ تاثرات بتا رہے تھے کہ یہ آدمی کوئی تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہے بلکہ کوئی عام سا غنڈہ ہے جبکہ عمران نے اسے باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ سمجھتے ہوئے یہ ساری کارروائی کی تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام پارکر ہے۔ مم۔ مم۔ مگر یہ سب کیا ہے تم کون ہو"۔ پارکر نے انتہائی گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کک۔ کک۔ کاؤنٹ گروپ سے۔ میں کاؤنٹ کا اسسٹنٹ ہوں"۔۔۔ پارکر نے اسی طرح خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ پارکر ایک عام سا بدمعاش ہے۔

"تمہیں کس نے فلیٹ پر بھیجا تھا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایکریمیا سے لارڈ کے چیف باس نے۔ اس نے کہا تھا کہ فلیٹ پر جا کر میں ایک آدمی علی عمران سے ملوں اور اسے دس ہزار روپے دے کر اس سے ایک فائل حاصل کروں اور میں جا کر کہوں کہ میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا آدمی ہوں اور پھر فائل حاصل کر کے اسے ایکریمیا کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو

پہنچا دوں"۔۔۔ پارکر نے جواب دیا۔

"لارڈ کا چیف باس کون ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جنوبی ایکریمیا کا ایک بڑا گروپ ہے۔ ہمارے گروپ کا باس کاؤنٹ اس کے لئے کام کرتا ہے۔ کاؤنٹ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ ناشان گیا ہوا ہے لیکن پھر اس کی وہاں سے کوئی خبر نہیں آئی اس کی عدم موجودگی میں میں بطور چیف کام کرتا ہوں"۔۔۔ پارکر نے جواب دیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ لیکن اگر میں فائل نہ دوں تو تم کیا کرو گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے۔ میں لارڈ کو جا کر فون پر اطلاع کر دوں گا"۔۔۔ پارکر نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا فون نمبر ہے اور کہاں کا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جنوبی ایکریمیا کا کوئی علاقہ ہے وکنوریہ۔ وہاں کا نمبر ہے"۔ پارکر نے جواب دیا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا۔

"اس نمبر سے پہلے رابطہ نمبر بھی تو ملانا پڑتا ہو گا وہ رابطہ نمبر کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پارکر نے رابطہ نمبر بھی بتا دیا۔

"دیکھو پارکر۔ تم ایک عام سے آدمی ہو جبکہ یہ حکومتی معاملات ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نادانستہ طور پر اس خوفناک چکر میں پھنس گئے ہو۔ جس میں تمہیں گولیوں سے بھی اڑایا جا سکتا ہے اور پھانسی پر بھی لٹکایا جا سکتا ہے اور نہ صرف تم بلکہ تمہارے پورے خاندان کا

بھی یہی حشر ہو سکتا ہے کیونکہ حکومتیں اپنے معاملات میں بیحد سفاک ہوتی ہیں اس لئے تمہاری بچت اسی میں ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو ورنہ ----" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تعاون کروں گا۔ اس کمرے کا ماحول ہی مجھے خوفزدہ کر رہا ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بڑا اور لمبا سلسلہ ہے اور میں تو واقعی ایک عام سا آدمی ہوں پلیز تم جس طرح کہو میں اسی طرح کرنے کے لئے تیار ہوں میری جاں بخشی کر دو" ---- پارکر نے کہا تو عمران نے اٹھ کر اپنی پشت پر دیوار پر ہاتھ رکھا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار وہاں سے سرک گئی۔ اب اندر ایک الماری کی طرح کا ایک خانہ نظر آ رہا تھا اس نے خانے میں سے ایک کارڈلیس فون اٹھایا اور پھر وہ فون لئے پارکر کے قریب آ گیا۔

"میں نمبر ملا رہا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ خود بولے گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس کا نائب رابرٹ مرفی بات کرے گا۔ اسی نے ہی مجھے احکام دیئے تھے" ---- پارکر نے جواب دیا۔

"تم نے اس سے کہنا ہے کہ عمران نے دس ہزار روپے وصول کر لئے ہیں اور کہا ہے کہ چونکہ فائل کا نمبر نہیں بتایا گیا اس لئے فائل نہیں مل سکتی۔ اگر وہ پوچھے کہ تم کہاں سے بول رہے ہو تو تم نے کہنا ہے کہ تم فلیٹ سے ہی بول رہے ہو" ---- عمران نے پارکر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں گے میں ویسے ہی کروں گا میں آپ سے پورا پورا تعاون کروں گا" ---- پارکر نے جواب دیا تو عمران نے رابطہ نمبر پریس کر کے پارکر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا اس کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا دوسری طرف سے کچھ دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس" ---- ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمی ہی تھا۔

"میں پاکیشیا سے پارکر بول رہا ہوں جناب۔ رابرٹ مرفی سے بات کرائیں" ---- پارکر نے کہا۔

"ہولڈ آن کرو" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رابرٹ مرفی بول رہا ہوں پارکر۔ فائل مل گئی ہے"۔ وہی آواز سنائی دی جو فیاض سے بات کرنے سے پہلے بول رہا تھا۔

"نہیں جناب۔ میں فلیٹ پر پہنچا تو وہاں ایک نوجوان موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کا نام عمران ہے میں نے اس سے فائل طلب کی تو اس نے مجھ سے دس ہزار روپے لئے اور پھر کہا کہ مجھے کس نمبر کی فائل چاہئے میں نے اسے بتایا کہ مجھے نمبر کا علم نہیں ہے۔ مجھے تو بس فائل چاہئے تو اس نے کہا کہ اس کے پاس تو بہت سی فائلیں ہیں اس لئے بغیر نمبر کے وہ کیسے فائل دے سکتا ہے چنانچہ میں اب اس کے فلیٹ سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں۔ آپ نمبر بتا دیں تاکہ اس سے فائل لی جا سکے" ---- پارکر نے کہا۔

"عمران موجود ہے فلیٹ میں" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ پارکر نے جواب دیا۔

"پانچ منٹ بعد دوبارہ کال کرنا۔ میں اس دوران نمبر معلوم کر لوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی فون آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو کرسی پر جکڑے ہوئے پارکر کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک پڑا تو پارکر کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ عمران تیزی سے مڑا اس نے کارڈلیس فون واپس اس خانے میں رکھا اور خانہ بند کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر برآمدے میں آ کر اس نے دروازہ بند کر کے باہر سے سپیشل لاک لگایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کوئی خاص بات معلوم ہوئی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو کوئی خاص بات سامنے نہیں آئی اب میں نے انہیں یہاں سے کال کرنا ہے تم بھی اندر جا کر دوبارہ چیکنگ مشین آن کرو۔ خاص طور پر ساؤنڈ ویوز پاور میٹر کو چیک کرنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ اب چونکہ یہاں سے کال ہونی ہے اس لئے تم نے ایس ایم مشین بھی ساتھ ہی آن کر دینی ہے پھر صحیح صورت حال

سامنے آ جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کو جاتا تھا کچھ دیر بعد عمران نے سپیشل فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر وہی نمبر اور پارکر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"پارکر بول رہا ہوں۔ رابرٹ مرفی سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے پارکر کے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو رابرٹ مرفی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رابرٹ مرفی کی آواز سنائی دی۔

"پارکر بول رہا ہوں جناب۔ فائل نمبر آپ نے بتانا تھا جناب"۔ عمران نے پارکر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کرو"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر رابرٹ مرفی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو پارکر۔ کیا تم لائن پر ہو"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر"۔۔۔۔ عمران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"فیاض صاحب بات کر رہے ہیں تم رسیور عمران کو دے دو"۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"یس سر"—— عمران نے پارکر کے لہجے میں مودبانہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"—— چند لمحوں بعد عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔ فیس تمہیں مل گئی ہے اب تم سرجان آرنلڈ والی فائل اس آدمی کے حوالے کر دو پلیز"—— فیاض کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ تو تمہیں سرجان آرنلڈ والی فائل چاہئے لیکن وہ فائل تو میں نے تمہارے کہنے پر سپیشل لاکر میں رکھ دی تھی اور تمہیں معلوم ہے کہ سپیشل لاکر صرف صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک کھولے جاتے ہیں اس لئے تم اپنے آدمی کو کہہ دو کہ وہ کل گیارہ بجے آ جائے تو میں فائل نکلوا کر رکھ لوں گا وہ لے جائے"—— عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فائل ضرور نکلوا رکھنا۔ میرے آدمی کو کل فائل بہرحال واپس ملنی چاہئے۔ مجھے اس فائل کی انتہائی سخت ضرورت ہے"—— فیاض نے کہا۔

"جب مجھے فیس مل گئی ہے تو میں نے کیا کرنا ہے اس سرکاری فائل کا۔ بے فکر رہو تمہارے آدمی کو کل گیارہ بجے فائل مل جائے گی۔ اپنے آدمی سے بات کر لو"—— عمران نے کہا اور پھر ایک لمحے

کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ بول پڑا۔

"ہیلو پارکر بول رہا ہوں"—— عمران نے اس بار پارکر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پارکر کل گیارہ بجے تم نے عمران سے فائل حاصل کرنی ہے اور پھر جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے تم نے اسی طرح کرنا ہے"۔ اس بار دوسری طرف سے فیاض کی بجائے رابرٹ مرفی کی آواز سنائی دی۔

"یس سر"—— عمران نے پارکر کے لہجے میں جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ آف ہوتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"عمران صاحب۔ کال اب بھی جنوبی ایکریمیا میں ہی ریسیو کی جا رہی ہے لیکن میٹر ریڈنگ وہی پہلے جیسی ہی ہے"—— بلیک زیرو نے کہا۔

"ایس ایم مشین نے کیا ظاہر کیا ہے"—— عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"وہی جنوبی ایکریمیا کا علاقہ"—— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انتہائی جدید ترین مشینری استعمال ہو رہی ہے۔ اب ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سے بات کرنی پڑے گی کہ اس نے فائل کہاں بھیجی ہے"—— عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم ان کی راہ پر لگ گئے ہیں"---- بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے کل گیارہ بجے تک کا وقت اسی لئے لیا ہے تاکہ ہم اس دوران کوئی لائحہ عمل طے کر لیں اور تمہاری بات ٹھیک ہے اگر فرسٹ سیکرٹری پر فوری ہاتھ ڈال دیا گیا تو یقیناً اس کی اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر فیاض کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی"---- عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ یہ جو لوگ بھی ہیں وہ بہرحال سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہیں اگر وہ سیکرٹ ایجنٹ ہوتے تو آپ کا نام سنتے ہی وہ کھٹک جاتے۔ پھر وہ ایک عام سے بدمعاش کو آپ کے فلیٹ پر فائل لینے نہ بھیجتے۔ یہ یا تو سائنس دان ہیں یا پھر اس سائنس پراجیکٹ کے سیکورٹی کے لوگ ہیں"---- بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اب میرے سامنے اس وقت دو پرابلم ہیں ایک تو یہ کہ کیا ہمارا مشن صرف اس سرجان آر نلڈ اور سوپر فیاض کو برآمد کرنا ہے یا ہمیں اس سائنس پراجیکٹ کو بھی تباہ کرنا ہے جو ہمارے خیال کے مطابق بہادرستان میں قائم ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ بہادرستان والی بات ابھی تک صرف آئیڈیے تک ہی محدود ہے ہو سکتا ہے۔ ہمارا آئیڈیا غلط ہو اس لئے یہ بھی کنفرم کرنا ہے کہ واقعی ایسا سنٹر بہادرستان میں موجود ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں

ہے"---- عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا عمران نے سپیشل فون کی بجائے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ"---- عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"---- چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ جس پراجیکٹ کی بات سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت کر رہے تھے ایسا ہی ایک سنٹر ایکریمیا نے بھی بہادرستان میں پہلے سے قائم کر رکھا ہے اور ایکریمیا نے اس سنٹر کی وجہ سے ہی گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سرجان آر نلڈ کو اغوا کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی اغوا کر رکھا ہے۔ میں اب یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سنٹر پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کام کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر تو اس سنٹر سے پاکیشیا کے دفاع کو نقصان ہو رہا ہے تو پھر اس سنٹر کو تباہ کر دیا جائے۔ دوسری صورت میں صرف سرجان آر نلڈ اور سوپر فیاض کو ہی برآمد کرائے جانے پر ہی اکتفا کر لیا جائے"۔

عمران نے کہا۔

"یہ تو انتہائی اہم معاملہ ہے کیا واقعی بہادرستان میں ایکریمیا نے ایسا سنٹر قائم کر رکھا ہے"۔۔۔۔۔۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد تو نہیں کہا جا سکتا لیکن بظاہر ایسا ہی لگتا ہے"۔ عمران نے گول مول سا جواب دیا۔

"عمران بیٹے۔ صرف اندازے پر معاملہ آگے نہیں بڑھایا جا سکتا تم ایکریمیا اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات اور ان کی حساسیتوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ اگر واقعی ایکریمیا نے بہادرستان میں ایسا سنٹر قائم کر رکھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس سنٹر سے وہ لازماً پاکیشیائی دفاع کو بھی مانیٹر کر رہا ہو گا اور یہ بات ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اور اس میں یقیناً بہادرستانی حکومت بھی ملوث ہو گی حالانکہ بہادرستان کی روسیاہ سے لڑائی کے لئے پاکیشیا نے جو کچھ کیا ہے اور جس قدر قربانیاں دی ہیں اور اب تک دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں بہادرستانی حکومت کو پاکیشیا کی رضامندی کے بغیر ایسا سنٹر قائم کئے جانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی یا اگر وہ کسی وجہ سے مجبور تھا تو وہ اس کی اطلاع بہرحال ہمیں ضرور دیتا اور بحیثیت سیکرٹری وزارت خارجہ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ ایسی کوئی اطلاع اب تک ہمیں نہیں ہوئی اس لئے اس سنٹر کے خلاف کام تو بہرحال کرنا پڑے گا لیکن اگر وہاں سنٹر نہ ہوا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کارروائی کر دی تو پھر

بہادرستان کے ساتھ ہمارے تعلقات میں بے شمار پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے حتمی طور پر یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ وہاں سنٹر موجود بھی ہے یا نہیں"۔۔۔۔۔۔ سرسلطان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے سرکاری طور پر یہ طے کر کے مجھے بتائیں کہ اگر وہاں سنٹر موجود ہو تو ہمارا ردعمل کیا ہونا چاہئے۔ باقی جو کچھ آپ نے کہا ہے میں نے آپ کی بات سمجھ لی ہے میں کارروائی اس انداز میں کروں گا کہ آپ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔ میں تمہیں وہاں فون کروں گا"۔۔۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"دانش منزل سے بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں سیکرٹری دفاع سیکرٹری وزارت سائنس اور صدر مملکت سے یہ سارا معاملہ ڈسکس کر کے تمہیں فون کرتا ہوں۔ خدا حافظ"۔۔۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"سرسلطان کی بات تو درست ہے اگر واقعی وہاں سنٹر نہ ہوا تو بین الاقوامی سطح پر معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو کیا جواب آتا ہے اس کے بعد کوئی حتمی لائحہ عمل طے کرلیں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس آدمی کیا کرنا ہے جو سپیشل گیسٹ روم میں ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

"اسے چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ رابرٹ مفی اس سے ہوٹل میں بات کرے اور اس کی گمشدگی سے وہ مشکوک ہو جائیں گے ویسے اس نے وعدہ تو کر لیا ہے کہ وہ ہم سے تعاون کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور اس کا بٹن آن کر دیا کیونکہ پہلے سے اس پر اس کی اپنی فریکونسی ایڈجسٹ تھی اس لئے اسے دوبارہ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان اب فلیٹ کے فون کا رابطہ دانش منزل کے سپیشل روم سے آف کر دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ کار لے کر دانش منزل آ جاؤ اور جسے لے آئے تھے اسے سپیشل گیسٹ روم سے اٹھا کر لے جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جب تک جوزف آئے۔ میں اس پارکر کو مزید سمجھا دوں تاکہ کل تک کی مہلت قائم رہ سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"سر سپیشل سیکرٹری بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اسی طرح بارعب لہجے میں کہا۔

"ہیلو باب بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی باوقار آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ والموٹ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے قدرے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہادرستان میں ساسک پراجیکٹ کی سیکورٹی آپ کی ایجنسی کے پاس ہی ہے ناں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ پوری دنیا میں ساسک سنٹرز کی سیکورٹی کی ذمہ داری جی آئی جی پر ہے"۔۔۔۔ والموٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ مرفی جی آئی جی کا آدمی ہے"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ جی آئی جی کے ٹارچر سیل کا چیف ہے لیکن آپ یہ سب اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔۔۔۔ والموٹ نے کہا۔

"مجھے بہادرستان سے رپورٹ ملی ہے کہ رابرٹ مرفی نے پاکیشیا کے علی عمران سے فون پر رابطہ کیا ہے۔ آپ علی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا۔

"جی نہیں۔ مجھے تو اس آدمی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ ہم نے پہلے یہ نام سنا ہے۔ کون ہے یہ"۔۔۔۔ والموٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے مرفی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا کا سب سے خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور بہادرستان میں ساسک سنٹر پاکیشیا سے خفیہ طور پر بنایا گیا تھا۔ اس سنٹر سے پاکیشیا، شوگران، آران اور اردگرد کے اور دوسرے ممالک کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا کو چیک کیا جاتا ہے کیونکہ پاکیشیا ایٹمی پیش رفت میں بہت تیز جا رہا ہے لیکن تمہارے آدمی نے اس علی عمران

سے رابطہ کر کے اس پورے سنٹر کو داؤ پر لگا دیا ہے"۔ سپیشل سیکرٹری نے تلخ لہجے میں کہا۔

"جناب رابرٹ مرفی ساسک سنٹر میں تو نہیں گیا۔ وہاں تو ہمارا سیکورٹی آفیسر مارٹن کام کر رہا ہے اور وہاں کی سیکورٹی کے انتظامات بھی انتہائی محفوظ ہیں۔ رابرٹ مرفی تو بہادرستان میں واقع ایکریمیا کی ملٹری خفیہ ایجنسی ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر میں گیا ہے جہاں اس نے ایک پاکیشیائی کی زبان کھلوانی ہے۔ اس سنٹر کا چیف سر جیمس ہے۔ چونکہ وہ پاکیشیائی ساسک سنٹر کے سلسلے میں ہی ایم ٹارگٹ نے گرفتار کیا تھا اس لئے سر جیمس نے مجھے کوئی ماہر بھیجنے کے لئے کہا اور میں نے رابرٹ مرفی کو بھیج دیا۔ ویسے بھی سر اس ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر اور ساسک سنٹر دونوں میں ایسی خصوصی مشینری نصب ہے کہ اگر وہاں سے کال کی بھی جائے تو کال کا منبع بھی ایکریمیا ہی ٹریس ہو گا اس لئے کسی خطرے کا کوئی امکان ہی نہیں رہتا"۔۔۔۔ والموٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مجھے بھی علم ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ان دونوں سنٹرز کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا سیٹ اپ تیار کیا گیا تھا اور اس سیٹ اپ کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی قیمتی مشینری نصب کی گئی تھی لیکن وہ علی عمران دراصل انسان کم اور شیطان زیادہ ہے۔ اس کا ریکارڈ ہے کہ اس سے جو چیز جتنی خفیہ رکھی جائے وہ اسے اتنا ہی جلد تلاش کر لیتا ہے"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے بھی سہی تو فکر کی کون سی بات ہے۔ ساسک سنٹر تک اول تو کسی کا پہنچنا ہی محال ہے اور اگر کوئی پہنچ بھی جائے تو اس سنٹر کو اس انداز میں تعمیر کیا گیا ہے کہ اسے کسی بھی صورت کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا اور اگر اس کے باوجود آپ چاہیں تو پھر وہاں سیکورٹی مزید سخت کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ والموٹ نے جواب دیا۔

"تم پہلے رابرٹ مرفی سے بات کر کے اس سے تفصیل معلوم کرو کہ اس نے کیوں عمران سے رابطہ کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ تفصیل جاننا انتہائی ضروری ہے تاکہ اسے پیش نظر رکھ کر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ میں نصف گھنٹے بعد پھر فون کروں گا"۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ والموٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر میز کی دراز کھولی اور اس میں رکھے ہوئے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون باہر نکالا اور پھر اسے آن کر کے اس نے اس پر نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جی آئی جی چیف بول رہا ہوں"۔ رابرٹ مرفی سے بات کراؤ"۔۔۔۔ والموٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رابرٹ مرفی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

"والموٹ بول رہا ہوں مرفی"۔۔۔۔ والموٹ نے سخت لہجے میں

کہا۔

"لیس باس" ــــــ رابرٹ مرفی نے پہلے کی طرح مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے پاکیشیا کے کسی علی عمران سے فون پر رابطہ قائم کیا ہے" ــــــ والموٹ نے کہا۔

"لیس باس" ــــــ رابرٹ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ رابطہ کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ" ــــــ والموٹ نے اور زیادہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹوں کو اطلاع ملی تھی کہ حکومت پاکیشیا حکومت گریٹ لینڈ کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں ایک ساسک پراجیکٹ قائم کرنا چاہتی ہے حالانکہ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان معاہدہ بھی ہے کہ گریٹ لینڈ ایشیا کے اس علاقے میں کوئی ساسک پراجیکٹ نہ قائم کرے گا۔ اس اطلاع پر طے کیا گیا کہ اس ساسک پراجیکٹ کی تفصیلات حاصل کی جائیں کہ یہ کس ٹائپ کا پراجیکٹ ہے۔ اس سلسلے میں اطلاع ملی کہ ایک ماہر سرجان آرنلڈ کو پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے جو بہادرستان سے ملحقہ پاکیشیائی علاقے ناشان کا خفیہ دورہ کر رہا ہے۔ چنانچہ بہادرستان میں ایم ٹارگٹ ایجنسی کے چیف سر جیمس کو حکم دیا گیا کہ سرجان آرنلڈ کو وہاں سے اغوا کر کے ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر لایا جائے اور پھر اس سے معلومات حاصل کی جائیں چنانچہ یہ

کام کر دیا گیا۔ لیکن سرجان آرنلڈ سے پوری انکوائری نہ ہو سکی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر اطلاع ملی کہ سرجان آرنلڈ کا کیس سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو دیا گیا ہے اور جس مقامی گروپ نے سرجان آرنلڈ کی نگرانی کی تھی اور اس کے اغوا میں مدد کی تھی۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کے چیف کو ساتھ لے کر ناشان پہنچا ہے جس پر اس مقامی آدمی کو تو ہلاک کر دیا گیا لیکن اس سپرنٹنڈنٹ کو اغوا کرا کر ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر لایا گیا تاکہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ سرجان آرنلڈ کی تیار کردہ ساسک سنٹر کے بارے میں اہم فائل اس نے کس بنک کے لاکر میں رکھی ہوئی ہے۔ فیاض زبان نہ کھول رہا تھا اس لئے سر جیمس نے آپ کو کال کیا اور آپ نے مجھے یہاں ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر بھیج دیا۔ میں نے اس فیاض سے معلوم کر لیا کہ اس نے سرجان آرنلڈ کی فائل اپنے دوست علی عمران کے ذریعے کسی بنک لاکر میں رکھی ہوئی ہے۔ یہ فائل حاصل کرنا ضروری تھی چنانچہ میں نے اس فیاض سے عمران کو فون کرایا۔ اس نے فیس مانگی اور فائل دینے پر آمادگی ظاہر کر دی تو میں نے اس مقامی گروپ کے آدمی کو عمران کے فلیٹ پر بھیجا۔ وہاں سے اس آدمی نے کہا کہ عمران فائل کا نمبر طلب کر رہا ہے جس پر میں نے فیاض کی بات عمران سے کرائی۔ فیاض نے اسے بتایا کہ اسے سرجان آرنلڈ والی فائل چاہئے تو اس عمران نے بتایا کہ وہ فائل سپیشل لاکر میں ہے اور سپیشل لاکر صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک کے لئے کھولے جاتے ہیں چنانچہ وہ کل اسے نکلوا

رکھے گا۔ اس پر اس آدمی کو میں نے کہہ دیا کہ وہ کل گیارہ بجے عمران سے فائل لے کر ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری تک پہنچا دے جو اسے پہلے ہیڈ کوارٹر بھیجتا اور وہاں سے یہ فائل یہاں بہادرستان بھیج دی جاتی۔ یہ ہے ساری بات"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ علی عمران کون ہے"۔۔۔۔ والموٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"فیاض کا دوست ہے۔ فیاض نے بتایا ہے کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ اس نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے لیکن کوئی کام نہیں کرتا۔ فارغ رہتا ہے اور یہی فیاض ہی اسے فنانس کرتا ہے"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بہادرستان کا ساسک سنٹر پاکیشیا سے خفیہ رکھا گیا تھا۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ جبکہ تم نے اسے اوپن کر دیا"۔۔۔۔ والموٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"اوپن کر دیا۔ وہ کیسے باس۔ میں نے تو اسے نہیں بتایا کہ میں بہادرستان سے بات کر رہا ہوں یا فیاض بہادرستان سے بات کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ساسک سنٹر کی طرح ایم ٹارگٹ ایجنسی کے اس

خفیہ سنٹر کا سیٹ اپ ایسا رکھا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ کال چیک کریں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ یہ کال جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی ہے اب آپ خود سوچیں کہ بہادرستان اور جنوبی ایکریمیا میں کتنا فاصلہ ہے۔ جس آدمی کو میں نے فائل لینے بھیجا ہے اسے یہ معلوم نہیں کہ کال بہادرستان سے کی جا رہی ہے۔ اسے کال ایکریمیا کے لارڈ گروپ کی طرف سے کی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ لارڈ گروپ فرضی نام ہے۔ اس کے علاوہ فائل وہ ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو پہنچائے گا اور فرسٹ سیکرٹری کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ فائل بہادرستان بھیجی جائے گی وہ تو اسے ایکریمیا میں ہمارے ہیڈ کوارٹر کو بھیجے گا جہاں سے فائل بہادرستان بھیجی جائے گی۔ اس کے علاوہ ساسک سنٹر کا تو درمیان میں کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اگر وہ خطرناک ایجنٹ ہے بھی تو وہ کس طرح ساسک سنٹر کے بارے میں معلوم کرے گا"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری وضاحت قابل قبول ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ والموٹ نے رابرٹ مرفی کے جواب سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ اعلیٰ حکام کو بتا دیں کہ جی آئی جی کمزور نہیں ہے۔ اگر ان ساری باتوں کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ساسک سنٹر کے بارے میں علم ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہو گا۔ ہم اس کی حفاظت کر سکتے

ہیں"۔۔۔۔ رابرٹ مرفی نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنی کارروائی جاری رکھو"۔۔۔۔ والموٹ نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"سپیشل سیکرٹری صاحب خوامخواہ ہر ایک سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے"۔ والموٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو والموٹ نے رسیور اٹھا لیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ سپیشل سیکرٹری بات کرنا چاہتے ہیں تو اس نے فوراً بات کرانے کا کہہ دیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سپیشل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں والموٹ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ والموٹ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ مرفی سے بات ہوئی ہے"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے پوچھا۔

"یس سر۔ میری اس سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ رابرٹ مرفی بیحد ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے بہادرستان سنٹر کو اوپن نہیں کیا"۔۔۔۔ والموٹ نے جواب دیا۔

"کیا بات ہوئی ہے۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا تو والموٹ نے رابرٹ مرفی سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"ہونہہ۔ بات تو اس کی ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود اس عمران کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مجھے چیف سیکرٹری اور دیگر اعلیٰ حکام سے بات کرنا پڑے گی۔ عمران اگر ایم ٹارگٹ ایجنسی کے خفیہ سنٹر تک پہنچ گیا تو پھر وہ ساسک سنٹر کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لے گا اور ہم ساسک سنٹر کو کسی صورت بھی رسک میں نہیں ڈال سکتے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو والموٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"خوامخواہ کا خوف"۔۔۔۔ والموٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھی ہوئی فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

"تقریباً ایک گھنٹے سے چند منٹ پہلے سپیشل سیکرٹری کی دوبارہ کال آ گئی۔

"یس"۔۔۔۔ والموٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر والموٹ۔ میری اعلیٰ حکام سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ بہادرستان ساسک سنٹر کی سیکورٹی جی آئی جی کے پاس ہی رہے گی لیکن وہاں کا انچارج ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنٹ جوڈی ہو گا۔ جوڈی کو مکمل ہدایات دے دی گئی ہیں۔ وہ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اسے بہادرستان ساسک سنٹر کے بارے میں بریف بھی کر دیں اور سنٹر میں احکامات بھی بھجوا دیں کہ وہ اب جوڈی کے ماتحت کام کریں گے"۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی جناب۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو جی آئی جی کی کارکردگی پر اعتماد نہیں رہا"۔۔۔۔۔ والموث نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے والموث۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ عمران کس قدر خوفناک ایجنٹ ہے۔ جیسے ہی اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات آئی تو وہاں زلزلہ سا آ گیا۔ خصوصی طور پر ہنگامی میٹنگ کال کی گئی اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا"۔۔۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ والموث نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"لیس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"رافیل۔ ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنٹ جوڈی مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے اسے میرے پاس بھجوا دینا"۔۔۔۔۔ والموث نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو والموث چونک پڑا۔

"لیس کم ان"۔۔۔۔۔ اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ وہ خاصا قد آور اور وجیہہ نوجوان تھا۔ فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا مالک نوجوان۔

"سر میرا نام جوڈی ہے اور میں ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہوں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو والموث اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید مسٹر جوڈی۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا"۔۔۔۔۔ والموث نے کہا اور پھر اس نے مصافحہ کر کے جوڈی کو میز کی دوسری طرف پڑی کرسی پر بیٹھنے کا کہہ دیا۔

"شکریہ جناب۔ میں نے بھی جی آئی جی کی کارکردگی کی بہت تعریفیں سنی ہوئی ہیں لیکن آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہو سکی"۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کارکردگی کا کیا فائدہ کہ ہم پر اعتماد نہیں کیا جا رہا اور ایک پسماندہ ملک کے ایک معمولی سے ایجنٹ سے خوفزدہ ہو کر اعلیٰ حکام ریڈ ایجنسی کو حرکت میں لا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ والموث سے نہ رہا گیا تو آخر کار وہ بول ہی پڑا اور اس کی بات سن کر جوڈی بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب۔ جسے آپ پسماندہ ملک کا ایک معمولی سا ایجنٹ کہہ رہے ہیں وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور شاید آپ کو یقین نہ آئے تو میں بتا دوں کہ اس علی عمران کا نام سنتے ہی اسرائیل، ایکریمیا، یورپ، یونائیٹڈ کارمن کے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا ہے اور نہ صرف حکومتی ایوانوں بلکہ دنیا بھر کی وسیع، منظم اور انتہائی باوسائل تنظیمیں اس سے اس طرح خوفزدہ رہتی ہیں جیسے آدمی موت سے خوفزدہ رہتا ہے۔ ریڈ ایجنسی کا ٹکراؤ اس سے کئی بار ہو چکا ہے۔

ہماری لائبریری میں اس کی باقاعدہ فائل موجود ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی"۔۔۔۔ والموٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جوڈی کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"یس سر۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ درست کہہ رہا ہوں"۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ لوگ کیسے اس کا مقابلہ کریں گے۔ آپ تو پہلے ہی اس سے خوفزدہ ہیں"۔۔۔۔ والموٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوڈی ہنس پڑا۔

"خوفزدہ ہونے والی کوئی بات نہیں۔ ہم ریڈ ایجنٹوں کو ایسے ایجنٹوں سے نمٹنے کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے اس لئے ہم ایسے ایجنٹوں کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں اور انہیں شکست بھی دے سکتے ہیں لیکن یہ بات بھی ہماری تربیت کا حصہ ہے کہ ہم مخالف ایجنٹ کو کمزور نہ سمجھیں بلکہ اس کی تمام صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں اور میرا خیال ہے کہ اگر عمران ایکریمیا کی کسی ایجنسی سے خوفزدہ ہو سکتا ہے تو وہ ریڈ ایجنسی ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ سپر ایجنٹ بلیک ایجنٹ ہوتے ہیں۔ کیا آپ ریڈ ایجنٹ ان سے بھی سپر ہوتے ہیں"۔۔۔۔ والموٹ نے کہا۔

"یس سر۔ بلیک ایجنٹس کا نمبر ہم سے دوسرا ہوتا ہے۔ اس سے ہ

آپ ریڈ ایجنٹوں کے بارے میں جان سکتے ہیں اور میں چیف ریڈ ایجنٹ ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ پاکیشیا جا کر اس عمران کا خاتمہ نہیں کر سکتے"۔ والموٹ نے کہا۔

"ضرور کر سکتے ہیں۔ یہ کام ہمارے لئے مشکل نہیں ہے۔ لیکن ایسا کام اس وقت کیا جاتا ہے جب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ والموٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ یہ سارا کیا سلسلہ ہے۔ مجھے تو چیف نے صرف اتنا کہا ہے کہ حکومت ایکریمیا کے بہادرستان میں واقع کسی سائنسی خفیہ پراجیکٹ کو جس کی سیکورٹی جی آئی جی کے ذمہ ہے پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اعلیٰ حکام نے یہ طے کیا ہے کہ اب اس پراجیکٹ کا سیکورٹی انچارج مجھے بنا دیا جائے تاکہ میں اس سنٹر کو اس علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے بچا سکوں اور اس سلسلے میں تفصیل کے لئے مجھے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"میں آپ کو شروع سے بتاتا ہوں تاکہ اس سارے سلسلے کا صحیح پس منظر آپ سمجھ سکیں"۔۔۔۔ والموٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر جان آرنلڈ کے اغوا پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض کے اغوا سے

لے کر رابرٹ مرفی کی بتائی ہوئی پوری تفصیل دوہرا دی۔

"رابرٹ مرفی کے مطابق عمران اس کال یا اس آدمی کے ذریعے بہادرستان میں واقع ایم ٹارگٹ ایجنسی کے خفیہ سنٹر کو ٹریس نہیں کر سکتا تو پھر ساسک سنٹر کو کیا خطرہ ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو میں نے سپیشل سیکرٹری صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اب اگر عمران اس کال کو ٹریس بھی کرے گا تو اسے یہی معلوم ہو گا کہ فیاض جنوبی ایکریمیا میں ہمارے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ وہ کبھی بھی بہادرستان کو ٹریس نہیں کر سکتا۔ جو آدمی رابرٹ مرفی نے اس کے پاس بھیجا ہے اسے بھی جنوبی ایکریمیا میں ہمارے ایک فرضی گروپ لارڈ کا نام دے کر بھیجا گیا ہے۔ اسے بھی بہادرستان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن سپیشل سیکرٹری صاحب تو عمران کا نام سنتے ہی اس طرح بدحواس ہوئے ہیں جیسے یہ عمران کوئی مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتا ہو کہ کال تو جنوبی ایکریمیا کی ہو گی لیکن اسے علم بہادرستان کے بارے میں ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اسے تو شاید اس ساسک سنٹر کے بارے میں علم تک نہ ہو گا کیونکہ سر جان آرنلڈ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق سوائے سیکرٹری وزارت سائنس کے اور کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہے اور اسے بھی صرف اتنا معلوم ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ ایک ساسک پراجیکٹ قائم کرنا چاہتی ہے اور بس۔ جب حکومت گریٹ لینڈ کو بھی ہمارے

بہادرستان کے اس سنٹر کے بارے میں علم نہیں ہے تو عمران کو کیسے علم ہو جائے گا"۔۔۔۔ والموٹ نے منہ بناتے ہوئے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ عمران سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا لڑکا ہے اور اس کی سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بڑی گہری دوستی ہے۔ فیاض کو غائب ہوئے کئی روز ہو گئے ہیں اس لئے لامحالہ عمران کو اس کی گمشدگی کا علم ہو گیا ہو گا۔ ایسی صورت میں فیاض کی کال کو وہ لازماً ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا اور وہ واقعی مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اگر فیاض بہادرستان کے ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر میں رہا تو عمران لامحالہ وہاں تک پہنچ جائے گا اور پھر اس کے لئے ساسک سنٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا اور اسے ٹریس کر لینا مشکل نہ ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ موجودہ صورت میں دونوں سنٹرز کو بچانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ فیاض کو وہاں سے پہلے جنوبی ایکریمیا شفٹ کر دیں اور پھر وہاں سے اسے اس انداز میں باہر نکالیں کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنوبی ایکریمیا میں قید تھا۔ اس طرح اگر عمران کو کسی قسم کا کوئی شک ہو گا تو دور ہو جائے گا اور اگر ہو سکے تو سر جان آرنلڈ کی لاش کو بھی جنوبی ایکریمیا میں پہنچا دیں اور اس فیاض کو دکھا دیں لیکن اس میں مسئلہ صرف اتنا رہ جائے گا کہ وہ فائل جو عمران کے پاس ہے وہ اس سے کیسے حاصل کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا تو والموٹ کے چہرے پر حیرت کے

تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ۔ آپ لوگ واقعی بیحد ذہین ہیں۔ آپ نے جو حل بتایا ہے وہ بے حد شاندار ہے۔ فائل کی آپ فکر نہ کریں۔ فائل بعد میں بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس وقت فوری طور پر تو سائنسی سنٹر کو خفیہ رکھنے کا پرابلم سامنے ہے اور اس سلسلے میں آپ کی تجویز واقعی شاندار ہے"۔۔۔۔ والموٹ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو جوڈی مسکرا دیا۔

"تو پھر آپ رابرٹ مرفی کو ہدایات دے دیں کہ وہ اس پر فوری عملدرآمد شروع کر دے۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ اب مجھے وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ کی واقعی اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رابرٹ مرفی بیحد ذہین ہے۔ میں اسے تفصیل سے ہدایات دے دیتا ہوں وہ آسانی سے یہ سارا کام کر لے گا"۔۔۔۔ والموٹ نے کہا تو جوڈی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے والموٹ کو سلام کیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی والموٹ نے میز کی دراز کھولی اور سرخ رنگ کا کارڈلیس فون نکال کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ رابرٹ مرفی کو اس بارے میں تفصیلی ہدایات دے سکے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔ بہادرستان میں سنٹر کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے یا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کی کال آئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں کی حکومت کو ایسے کسی سائنسی سنٹر کا علم نہیں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بغیر حکومت کی اجازت کے اتنا بڑا سنٹر تو بنایا بھی نہیں جا سکتا۔ آخر اس کی عمارت تیار کی گئی ہو گی۔ اس میں مشینری نصب کی گئی ہو گی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا آئیڈیا غلط ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی سائنسی طریقے سے اسے حتمی طور پر ٹریس نہیں کیا جا

سکتا"—— بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میری سرداور سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس مضمون کے ماہرین سے تفصیلی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکیشیا میں ایسی کوئی مشینری موجود نہیں ہے جو ایسے سنٹر کو ٹریس کر سکے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شوگران سے بھی بات کی ہے وہاں البتہ مشینری موجود ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں خصوصی طور پر چیکنگ کریں گے اور پھر رپورٹ دیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ گیارہ بجے اس آدمی پارکر کو کیا کہیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے فیاض کی جان بچانے کے لئے اور اس معاملے کو ٹریس کرنے کے لئے ایک فائل اپنے طور پر تیار کرلی ہے۔ پارکر فائل لے جائے گا اور پھر ہدایات کے مطابق وہ یہ فائل ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے حوالے کرے گا۔ اس کے بعد اس فرسٹ سیکرٹری کی نگرانی ہو گی کہ وہ یہ فائل کہاں بھیجتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں نے انتظامات کر لئے ہیں۔ اس کے بعد اصل صورت حال سامنے آئے گی"—— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"—— عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں

کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں صاحب موجود ہیں"—— دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"—— عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

"فیاض صاحب کی کال آئی ہے۔ وہ فوری طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ پانچ منٹ بعد پھر فون کریں تاکہ اس دوران آپ کو تلاش کر سکوں۔ اس لئے یہاں فون کیا ہے"—— سلیمان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"فیاض کی کال۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم فون کا رابطہ دانش منزل کے سپیشل فون سے ملا دو۔ میں بات کرلوں گا"—— عمران نے کہا۔

"جی صاحب"—— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"فیاض نے پھر کال کی ہے۔ تم لیبارٹری جا کر ایک بار پھر چیک کرو"—— عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"—— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران میں فیاض بول رہا ہوں جنوبی ایکریمیا کے دارالحکومت کے

ایئرپورٹ سے" ——— دوسری طرف سے فیاض کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"جنوبی ایکریمیا کے ایئرپورٹ سے۔ کیا مطلب۔ وہ رابرٹ مرفی کہاں ہے اور وہ فائل وغیرہ" ——— عمران نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے عمران۔ میں ان کی قید سے رہا ہو گیا ہوں اور اب ایک گھنٹے بعد فلائٹ چلنے والی ہے۔ میں رات کو پاکیشیا پہنچ جاؤں گا اور عمران۔ اب مجھے واقعی حقیقی معنوں میں احساس ہوا ہے کہ تم میرے دوست ہو۔ تم نے واقعی میری زندگی بچالی ہے۔ اگر تم اس فائل کی حامی نہ بھرتے تو وہ لوگ مجھے اسی لمحے گولی مار کر ہلاک کر دیتے۔ میں تمہارا احسان مند ہوں" ——— فیاض نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم کاؤنٹ کے ساتھ ناشان کیا کرنے گئے تھے اور پھر وہاں سے جنوبی ایکریمیا کیسے پہنچ گئے۔ پوری تفصیل بتاؤ" ——— عمران نے کہا۔

"وہاں پاکیشیا آ کر بتا دوں گا۔ بڑی لمبی کہانی ہے اور میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اتنی لمبی کال کا بل ادا کر سکوں۔ یہ رقم بھی میرے ایک ہمدرد نے مجھے ادھار دی ہے تو میں پاکیشیا آنے کے قابل ہوا ہوں" ——— فیاض نے کہا۔

"تمہاری فلائٹ کس وقت پہنچے گی" ——— عمران نے پوچھا۔

"رات گیارہ بجے کا وقت بتایا گیا ہے" ——— فیاض نے جواب

دیا۔

"کیا نمبر ہے فلائٹ کا" ——— عمران نے پوچھا تو فیاض نے نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ پھر ملاقات ہو گی" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر حیرت اور تعجب کے تاثرات جیسے مجسم ہو کر رہ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"کال جنوبی ایکریمیا سے ہی کی جا رہی ہے اور اس بار ساؤنڈ پاور میٹر کی ریڈنگ پہلے سے مختلف ہے" ——— بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ریڈنگ ہے" ——— عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے ریڈنگ بتا دی۔

"مجھے بھی فیاض کی پہلی کال اور موجودہ کال کے درمیان آواز کا فرق صاف محسوس ہو رہا تھا" ——— عمران نے کہا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا" ——— بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ فیاض پہلے واقعی بہادرستان میں تھا لیکن پھر راتوں رات اسے کسی خصوصی چارٹرڈ جیٹ طیارے کے ذریعے جنوبی ایکریمیا پہنچایا گیا اور پھر اسے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت فرار

کرا دیا گیا" ---- عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس ساری کارروائی کی وجہ" ---- بلیک زیرو نے کہا۔

"وجہ وہی میرا نام" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام۔ کیا مطلب" ---- بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ رابرٹ مرفی شاید مجھ سے واقف نہیں ہے اس لئے اسے معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ فیاض کا رابطہ کس سے کرا رہا ہے لیکن یقیناً اس کی اطلاع ایکریمیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچ گئی ہو گی اور وہ لوگ مجھ سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اگر انہوں نے سرجان آرنلڈ کو اغوا کیا ہے تو لازمی بات ہے کہ وہ گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے اس سائنسی پراجیکٹ کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ بہادرستان میں بہرحال ان کا سنٹر موجود ہے اور مشینری کی مدد سے بہرحال انہیں بھی یقین ہو گا کہ ہم فیاض کی کال سے اس سنٹر کا سراغ نہیں لگا سکتے لیکن اس کے باوجود انہیں وہم ہو گیا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی نہ کسی طرح بہادرستان سنٹر کا سراغ لگا لے گی۔ چنانچہ انہوں نے گیم کھیلی اور فیاض کو بھی جنوبی ایکریمیا پہنچا کر رہا کر دیا۔ چنانچہ اب جب فیاض خود بتائے گا کہ وہ جنوبی ایکریمیا میں تھا تو ظاہر ہے اگر مجھے کسی قسم کا کوئی شک بہادرستان سنٹر کے بارے میں تھا تو وہ لامحالہ ختم ہو جائے گا۔ بہرحال اس سے اور کوئی فائدہ ہو نہ ہو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ فیاض کی زندگی بچ گئی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ اس کی فکر تھی" ---- عمران نے

کہا۔

"اب جبکہ فیاض وہاں سے رہا ہو گیا ہے تو ظاہر ہے اب وہ فائل کا سلسلہ بھی تو ختم ہو گیا۔ اب اس سنٹر کو کیسے ٹریس کیا جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب وہ ایکریمین سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی نگرانی والی بات تو ختم ہو گئی البتہ اب اس فرسٹ سیکرٹری سے یہ اگلوانا پڑے گا کہ اسے فائل ملتی تو وہ اسے کہاں بھجواتا اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے بھی مزید ہدایات دی جا چکی ہوں" ---- عمران نے کہا اور پھر بات ختم کرتے ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکریمین ایمبسی" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی اسسٹنٹ راحت علی سے بات کرائیں۔ میں اس کا دوست پرنس بول رہا ہوں" ---- عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راحت علی بول رہا ہوں" ---- چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا فون محفوظ ہے راحت علی" ---- عمران نے اس بار اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ۔ ایک منٹ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو عمران صاحب"۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد راحت علی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا اب فون محفوظ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں آپ کو خود فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ فرسٹ سیکرٹری آدھا گھنٹہ پہلے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا چلے گئے ہیں۔ وہ ایک ماہ کی ہنگامی رخصت پر گئے ہیں"۔ راحت علی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی اس لئے میں نے تمہیں کال کی تھی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر اب وہ پلاننگ تو ختم ہو گئی۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ میں باقاعدہ نگرانی کرتا رہوں کہ فائل کس آدمی تک پہنچائی جاتی ہے"۔۔۔۔ راحت علی نے کہا۔

"نہیں۔ وہ فائل والا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب کسی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے البتہ تمہارا معاوضہ تمہیں ویسے ہی مل جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تھینک یو سر"۔۔۔۔ راحت علی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر پر فریکونسی اڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ فون کا رابطہ سپیشل فون سے ختم کر دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب جی۔ اوور"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"فرسٹ سیکرٹری کو اس انداز میں واپس بلوانے کا تو مطلب یہی ہے کہ آپ کا خیال درست ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اب مجھے اس سنٹر کو خود ٹریس کرنا پڑے گا کیونکہ یہ سنٹر پاکیشیا کے دفاع اور سلامتی کے خلاف بہت بڑا خطرہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آپ اسے کیسے ٹریس کریں گے۔ جب حکومت بہادرستان اس سے لاعلم ہے تو پھر۔۔۔۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اب اس کا سراغ بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے سے ہی ملے گا اور تو بظاہر کوئی صورت نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"بہادرستان میں ایکریمیا نے ایک خفیہ سائنسی سنٹر قائم کر رکھا ہے جسے سائنسی زبان میں ساسک سنٹر یا ساسک پراجیکٹ کہا جاتا ہے اس سنٹر سے پاکیشیا کے دفاعی راز سائنسی طور پر چوری کئے جا رہے ہیں لیکن یہ سنٹر اس قدر خفیہ طور پر قائم کیا گیا ہے کہ اس کا علم حکومت بہادرستان کو بھی نہیں ہے۔ میں اس کی موجودگی اور اس کے محل وقوع کے بارے میں حتمی رپورٹ چاہتا ہوں تاکہ پھر وہاں ٹیم بھیجی جا سکے۔ تم صالحہ کو ساتھ لے کر بہادرستان جاؤ اور وہاں ایکریمین سفارت خانے سے اس سنٹر کا کلیو لگاؤ۔ ویسے غالب امکان ہے کہ یہ سنٹر بہادرستان کے اس پہاڑی علاقے میں قائم کیا گیا ہو گا جو پاکیشیا کے سرحدی علاقے ناشان سے ملحقہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"فوری طور پر روانہ ہو جاؤ اور ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے اس سلسلے میں واضح رپورٹ چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہم نے صرف سنٹر کو ٹریس کرنا ہے یا اس کے خلاف کوئی کارروائی بھی کرنی ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے پہلے بتا دیا

ہے کہ تم نے اسے ٹریس کرنا ہے۔ اس کے خلاف کام کرنے کے لئے ٹیم بھیجی جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو کیا آپ ساتھ نہیں جائیں گے جولیا اور صالحہ کے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں آج رات فیاض سے مل کر کل ٹائیگر کو ساتھ لے کر ناشان جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر وہاں کے مقامی مجرموں سے کوئی نہ کوئی کھوج آسانی سے نکال لے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا اور صالحہ کے ساتھ اگر صفدر اور تنویر کو بھی آپ بھیج دیتے تو میرا خیال ہے بہتر رہتا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ اکیلی جولیا پوری سیکرٹ سروس پر بھاری ہے پھر صالحہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس طرح وہ کھل کر کام کرے گی لیکن اگر صفدر کیپٹن شکیل یا تنویر ساتھ ہوا تو پھر وہ پوری طرح ذمہ داری محسوس نہیں کرتی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بہادرستان کے دارالحکومت میں واقع ہوٹل آشان نیا تعمیر کیا گیا تھا اور سہولیات اور سٹینڈرڈ کے لحاظ سے وہ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے ہوٹل سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ بارہ منزلہ شاندار عمارت کا طرز تعمیر انتہائی انوکھا، شاندار اور دلکش تھا ٹیکسی ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سیدھی اس کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں وہ پاکیشیا سے ابھی بہادرستان پہنچی تھیں اور ایئرپورٹ سے سیدھی اس ہوٹل میں آئی تھیں۔ مین گیٹ کے سامنے جا کر جیسے ہی ٹیکسی رکی وہاں موجود دو باوردی سرخ و سفید رنگ اور اونچے لمبے قد کے دربان تیزی سے آگے بڑھے اور ان میں سے ایک نے جلدی سے عقبی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ جولیا اور اس کے پیچھے صالحہ بھی نیچے اتر آئی جبکہ دوسرا دربان کار کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے نیچے اتر

کر جلدی سے ڈگی کھول دی اور دربان نے اندر موجود جولیا اور صالحہ کے دو بڑے بڑے بیگ اٹھا لئے جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور کو بل کی پیمنٹ کی اور پھر وہ دونوں مین گیٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ ہوٹل کا ہال انتہائی جدید اور شاندار انداز میں سجا ہوا تھا اور کاؤنٹر بھی بیحد وسیع و عریض تھا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئیں اور چند لمحوں بعد انہیں چوتھی منزل پر دو کمرے مل گئے اور وہ دونوں لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل کے کمروں میں پہنچ گئیں۔

"تم اپنے کمرے میں سامان رکھوا کر میرے پاس آ جاؤ"۔ جولیا نے صالحہ سے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صالحہ اس کے کمرے میں پہنچ گئی۔

"ہاں اب بتاؤ کس طرح کام کرنا ہے"۔۔۔۔ صالحہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چیف نے ایک لائن آف ایکشن تو دی ہے کہ کلیو یہاں کے ایکریمین سفارت خانے سے ملے گا۔ اب سوچنا یہ ہے کہ وہاں سے کلیو کیسے حاصل کیا جائے۔ ظاہر ہے اب ہم جا کر انکوائری کرنے سے تو رہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور صالحہ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن ہمیں بہرحال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اب یہاں بیٹھ کر گپیں ہانکنے سے تو کلیو نہیں مل سکتا"۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔ یہ سروس روم کے نمبر

تھے جو انہیں پہلے ہی بتا دیئے گئے تھے۔

"سروس روم"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"دو ہاٹ کافی بھجوا دیجئے"۔۔۔ جولیا نے اپنے کمرے کا نمبر بتاتے ہوئے کہا۔ اسے منزل بتانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہر منزل کے لئے علیحدہ سروس روم بنایا گیا تھا۔

"یس مس"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"پہلے کافی پی لیں پھر سوچیں گے"۔۔۔ جولیا نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس ہوٹل کے ہال میں تو میں نے ایکریمی ہی بھرے ہوئے دیکھے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایکریمین سفارت خانے کے لوگ بھی یہاں آتے ہوں"۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"اوہ گڈ آئیڈیا۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"۔۔۔ جولیا نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ویٹر اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں ہاٹ کافی کا سامان موجود تھا اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ہاٹ کافی کے برتن ان دونوں کے درمیان موجود میز پر رکھے تو جولیا نے جیکٹ کی جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں دے دیا تو ویٹر کے چہرے پر یکلخت انتہائی

مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔ شاید یہ ٹپ اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھی اس لئے وہ خاصا خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے نوٹ کو جیب میں رکھتے ہوئے بڑے مہذبانہ انداز میں جولیا کا شکریہ ادا کیا۔

"کیا یہاں ایکریمین سفارت خانے کے لوگ بھی آتے ہیں"۔ جولیا نے بڑے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"یس مس۔ سفارت خانے کے سب لوگ ہمارے ہوٹل ہی آتے ہیں حتی کہ محترم سفیر صاحب بھی تشریف لاتے ہیں اور سفارت خانے کی طرف سے تمام پارٹیاں بھی ہمارے ہوٹل میں ہی دی جاتی ہیں"۔۔۔ بیرے نے بڑے مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے یہاں سے ایکریمیا جانا ہے اس لئے پوچھ رہی تھی اگر کوئی ایسی ٹپ مل جائے جس سے ہمارا کام آسان ہو جائے تو۔۔۔" جولیا نے کہا اور جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر بیرے کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ مس۔ لیکن آپ کس کام کی بات کر رہی ہیں"۔ بیرے نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کسی بھی قسم کا کام ہو سکتا ہے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس یہ لوگ بہت روکھے پھیکے سے ہوتے ہیں سلام کرو تو جواب تک نہیں دیتے ہم مقامی لوگوں کے ساتھ تو ان کا رویہ کچھ زیادہ دوستانہ بھی نہیں ہوتا لیکن ہمارے ہوٹل کی اسسٹنٹ مینجر مس گریٹا

کے ساتھ سب کے بے حد گہرے تعلقات ہیں اور مس گریٹا انتہائی ملنسار لڑکی ہے تھوڑی سی خدمت پر ہی خوش ہو جاتی ہے آپ کے ہر قسم کے کام مس گریٹا کی معرفت آسانی سے ہو سکتے ہیں اگر حکم دیں تو میں اسے کہہ دوں کہ وہ آپ سے مل لے"۔۔۔۔ بیرے نے جواب دیا۔

"کیا اس وقت مس گریٹا ڈیوٹی پر ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"یس مس۔ ویسے ایک گھنٹے بعد شفٹ تبدیل ہونے والی ہے"۔ بیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس گریٹا کی رہائش کہاں ہے ہم ان سے ان کی رہائش گاہ پر ملنا زیادہ پسند کریں گی تاکہ ان سے تفصیلی بات ہو سکے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"مس گریٹا کی رہائش یہاں سے قریب ہی ایک پلازہ میں ہے وہ بھی اس ہوٹل کی ہی ملکیت ہے آشان پلازہ۔ یہاں کا سارا بڑا شاف وہیں رہتا ہے۔ پہلی اور دوسری منزل شاف کے لئے مخصوص ہے جبکہ باقی آٹھ منزلوں پر دوسرے لوگ رہتے ہیں مس گریٹا کے فلیٹ کا نمبر بارہ ہے۔ پہلی منزل پر ہے"۔۔۔۔ بیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ لیکن تم نے مس گریٹا سے کچھ نہیں کہنا۔ ہم خود ہی ان سے مل کر بات کر لیں گی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"یس مس"۔۔۔۔ بیرے نے جواب دیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا اس دوران صالحہ نے ہاٹ کافی کی دو پیالیاں تیار

کر لی تھیں اس لئے وہ دونوں کافی سپ کرنے لگیں۔

"یہ مس گریٹا کام دے جائے گی"۔۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"اگر خود نہ دے سکی تو کوئی نہ کوئی ٹپ بہرحال اس سے مل جائے گی"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں ہوٹل سے نکلیں اور پیدل چلتی ہوئی آشان پلازہ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ آشان پلازہ کی عالیشان بلڈنگ انہیں ہوٹل سے نکلتے ہی نظر آ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ نمبر بارہ کے سامنے موجود تھیں پلازہ انتہائی شاندار اور وسیع تھا فلیٹ اپنی ساخت کے لحاظ سے لگژری بنائے گئے تھے اور فلیٹ کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ فلیٹس ساؤنڈ پروف ہیں۔

"حیرت ہے کہ بہادرستان میں ایسے رہائشی پلازہ بنائے گئے ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"کسی قوم پر یلغار اسی طرح کی جاتی ہے کہ اسے آسائشوں کا عادی بنا دیا جائے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

"کون ہے باہر"۔۔۔۔ ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والی نوجوان خاتون ہے۔

"ہم آپ کے لئے اجنبی ہیں لیکن آپ ہمارے لئے اجنبی نہیں ہیں مس گریٹا"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا

اور دروازے پر ایک نوجوان ایکریمین لڑکی گھریلو لباس میں کھڑی نظر آنے لگی۔ وہ حیرت بھری نظروں سے جولیا اور صالحہ کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا آپ ہمیں اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گی"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری۔ دراصل حیرت کی وجہ سے میں سن سی ہو گئی تھی آیئے تشریف لایئے"۔۔۔۔ لڑکی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔ جولیا اور صالحہ دونوں اندر داخل ہوئیں تو گریٹا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ ان دونوں کو انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے آئی۔

"بہت شاندار فلیٹ ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو گریٹا بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ مجھے سوئس لگتی ہیں جبکہ آپ کی ساتھی شاید۔۔۔۔" گریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان کا تعلق کافرستان سے ہے۔ ان کا نام صالحہ ہے اور میں واقعی سوئس ہوں۔ میرا نام جولیا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا تو گریٹا نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ان سے مصافحہ کیا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی"۔۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہم ابھی ہوٹل سے ہی سیدھی آ رہی ہیں ہوٹل آشان سے۔ جہاں آپ اسسٹنٹ مینجر ہیں ہم آج ہی بہادرستان پہنچی

ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا تو آپ ہمارے ہی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں لیکن آپ کو میرا پتہ کس نے دیا ہے اور آپ کی یہاں تشریف آوری کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے اگر کوئی بات کرنی تھی تو آپ ہوٹل میں بھی کر سکتی تھیں۔ آپ ہماری معزز مہمان ہیں میں خود آپ کے کمرے میں حاضر ہو جاتی"۔۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

"اسی تکلف سے بچنے کے لئے ہم نے ہوٹل میں ملاقات نہیں کی۔ آپ کے بارے میں ہمیں ہوٹل کے ہی ایک آدمی سے معلوم ہوا ہے۔ ہمارا مسئلہ ایکریمین سفارت خانے سے متعلق ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ ہمارا مسئلہ حل کر سکتی ہیں۔ ہم اس کے لئے باقاعدہ معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو گریٹا کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی ہو ورنہ پہلے اس کے چہرے اور آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں نظر نہ آتے تھے۔

"اوہ۔ معاوضے کی کوئی بات نہیں آپ اب میرے پاس چل کر آ ہی گئی ہیں تو میری مہمان ہیں اب آپ کا مسئلہ حل کرنا تو مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔ آپ بتائیں مسئلہ کیا ہے"۔۔۔۔ گریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس گریٹا۔ یہاں بہادرستان میں حکومت ایکریمیا کا ایک خفیہ سائنسی پراجیکٹ کام کر رہا ہے اس پراجیکٹ میں مس صالحہ کا بھائی کام

کرتا ہے پہلے وہ فون بھی کرتا رہتا تھا اور خط بھی بھیجتا رہتا تھا لیکن اب پچھلے چار پانچ ماہ سے نہ اس کا کوئی فون آیا ہے اور نہ ہی کوئی خط آیا ہے۔ مس صالحہ اپنے بھائی کے لئے سخت پریشان ہیں وہ پراجیکٹ جسے سائنسک سنٹر کہا جاتا ہے انتہائی خفیہ ہے اس لئے جب مس صالحہ نے حکومت بہادرستان سے اس سلسلے میں رجوع کیا تو حکومت بہادرستان کی طرف سے انہیں جواب ملا کہ ایسا کوئی پراجیکٹ بہادرستان میں موجود ہی نہیں ہے اب یہ اور زیادہ پریشان ہو گئی ہیں کہ اسے کہاں تلاش کریں۔ میں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ لامحالہ بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے کے کسی نہ کسی آدمی کو اس بارے میں ضرور علم ہو گا اور چونکہ وہ ہمیں تو نہیں بتا سکتا اس لئے ہم آپ کے پاس آئی ہیں کہ آپ کسی نہ کسی طرح اس سنٹر کا پتہ معلوم کرا دیں تاکہ صالحہ وہاں اپنے بھائی سے رابطہ کر سکے یا کم از کم یہ تو معلوم ہو سکے کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اسے درمیانی میز پر رکھ دیا۔ یہ بھاری مالیت کے ڈالروں کی گڈی تھی۔ گرشا کی نظریں اس طرح نوٹوں سے چپک گئیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"یہ گڈی آپ کی ہو سکتی ہے بشرطیکہ آپ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کریں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور گڈی دوبارہ اٹھا کر اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔

"مم۔ مم۔ مگر یہ کام کون کر سکتا ہے۔ سفارت خانے میں کون ایسا ہے جو جانتا ہو گا۔ اب میں ویسے تو کسی سے پوچھنے سے رہی کیونکہ جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو یہ ٹاپ سیکرٹ ہو گا"۔ گرشا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا آپ کا کام ہے لیکن یہ بتا دوں کہ کسی عام آدمی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہو گا یقیناً فرسٹ سیکرٹری یا زیادہ سے زیادہ سیکنڈ سیکرٹری کی سطح کے آدمی کو اس کا علم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ تو میرا بہترین دوست ہے اور وہ یہاں ہے بھی طویل عرصے سے لیکن وہ تو انتہائی لالچی آدمی ہے اگر اسے معلوم بھی ہو گا تو وہ یقیناً بھاری معاوضہ لئے بغیر ہرگز نہیں بتائے گا"۔ گرشا نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"معاوضے کی بات آپ چھوڑیں۔ کیا آپ گلبرٹ کو یہاں ابھی بلوا سکتی ہیں۔ یہاں فلیٹ میں۔ ہم اس سے خود سودا کر لیں گی البتہ آپ کا معاوضہ آپ کو ویسے ہی مل جائے گا"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ تو سر کے بل چل کر آ جائے گا لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اسے اس بارے میں معلوم ہو"۔۔۔۔ گرشا نے کہا۔

"اسے معلوم نہ ہو گا تو وہ تمہیں کوئی نہ کوئی ٹپ بہرحال دے دے گا۔ ایسی صورت میں بھی آپ کا معاوضہ بہرحال آپ کو مل جائے

گا"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر میں اسے بلاتی ہوں"۔۔۔۔ گرشا نے کہا اور ایک طرف
پڑا ہوا فون اٹھا کر اس نے سامنے والی میز پر رکھ دیا۔

"ایک منٹ۔ اسے ہرگز تم یہ نہیں بتاؤ گی کہ ہم یہاں موجود ہیں۔
کیونکہ سفارت خانے کے لوگ اجنبیوں سے بے حد محتاط رہتے ہیں۔
آپ اپنے طور پر کوئی بھی بہانہ بنا کر اسے بلا لیں"۔۔۔۔ جولیا نے
فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گئی ہوں"۔۔۔۔ گرشا نے
اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا تو جولیا نے فون سے ہاتھ ہٹا لیا۔ گرشا
نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا
نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر فون لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تو گرشا نے اثبات
میں سرہلا دیا۔

"ایکریمین ایمبسی"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"سیکنڈ سیکرٹری مسٹر گلبرٹ سے بات کرائیں میں ان کی دوست
گرشا بول رہی ہوں"۔۔۔۔ گرشا نے کہا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر موجود ہیں۔ آپ وہاں براہ راست فون کر
لیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں کا نمبر دے دیں"۔۔۔۔ گرشا نے کہا تو دوسری طرف سے
ایک نمبر بتا دیا گیا۔ گرشا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر

اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی
لیکن لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی ملازم ہے۔

"گلبرٹ سے بات کراؤ۔ میں ان کی دوست گرشا بول رہی ہوں۔
ہوٹل آشان کی اسسٹنٹ مینجر گرشا"۔۔۔۔ گرشا نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں مس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں
کہا گیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"گلبرٹ۔ میں گرشا بول رہی ہوں"۔۔۔۔ گرشا نے بے تکلفانہ
لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ آج کیسے فون کیا۔ خیریت ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے
بھی انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا لیکن لہجے میں حیرت کا عنصر
نمایاں تھا۔

"ایک ماہ ہو گیا ہے تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ آج جب میں
اپنے فلیٹ میں آئی تو البم دیکھ رہی تھی کہ تمہاری تصویر نظر آ گئی بس
کچھ نہ پوچھو۔ کیا دل کی حالت ہوئی۔ میں نے فوراً رسیور اٹھا لیا۔ تم
تو مجھے بھول ہی گئے ہو جبکہ دیکھو کہ میں تمہارے لئے کس طرح تڑپ
رہی ہوں"۔۔۔۔ گرشا نے بات کرتے ہوئے جولیا اور صالحہ کی طرف
دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اور صالحہ دونوں بھی مسکرا دیں۔

"اوہ ڈیئر۔ تم بھلا بھلانے والی چیز ہو۔ میں دراصل ایک انتہائی

ضروری کام سے ایکریمیا چھٹی پر چلا گیا تھا کل واپسی ہوئی ہے اور ابھی فارغ ہو کر رہائش گاہ پر آیا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ تم سے فوری طور پر ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے کہ تمہاری کال آ گئی"۔ گلبرٹ نے جواب دیا اور جولیا اور صالحہ دونوں اس کے لہجے سے ہی سمجھ گئیں کہ وہ واقعی ماہر شکاری ہے۔ عورتوں کا شکاری۔

"اسے ہی تو کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ پھر آ جاؤ پلیز۔ اب تو تمہارے بغیر کسی صورت بھی وقت نہیں گزرے گا"۔۔۔۔ گریٹا نے بڑے رومانٹک سے لہجے میں کہا۔

"لیکن کہاں۔ کیا ہوٹل آ جاؤں"۔۔۔۔ گلبرٹ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ یہاں میرے فلیٹ میں۔ لگژری فلیٹ ہے۔ تمہیں یقیناً پسند آئے گا۔ آشان پلازہ کا فلیٹ نمبر بارہ۔ فرسٹ سٹوری"۔ گریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں آ رہا ہوں۔ بس ابھی پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گریٹا نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اوہ ابھی آ جائے گا۔ میں نے کہا تھا کہ وہ سر کے بل چل کر آئے گا۔ لیکن اب آپ اس سے کیا بات کریں گی۔ وہ بڑا ہوشیار اور شاطر آدمی ہے"۔۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جب دولت اسے نظر آئے گی تو پھر وہ خود ہی سب

کچھ بتا دے گا اور ہم نے بھی صرف اس سے معلومات ہی لینی ہیں اور کیا کرنا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"میری رقم تو مجھے دے دو"۔۔۔۔ گریٹا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی مل جائے گی۔ جب ہم نے وعدہ کر لیا ہے تو وعدہ نبھائیں گے بھی سہی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور گریٹا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو گریٹا نے اٹھ کر دیوار میں لگے ہوئے ہک سے لٹکا ہوا رسیور نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"۔۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

"گلبرٹ ہوں ڈیئر"۔۔۔۔ رسیور سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"او کے"۔۔۔۔ گریٹا نے کہا اور رسیور واپس ہک میں لٹکا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جولیا اور صالحہ وہیں بیٹھی رہیں۔ چند لمحوں بعد گریٹا کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اندر آتے ہی جولیا اور صالحہ کو دیکھ کر بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔

"آؤ۔ آؤ۔ یہ میری فرینڈز ہیں۔ آؤ"۔۔۔۔ گریٹا نے اسے بازو سے پکڑ کر اندر لے آتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم یہاں اکیلی ہو"۔۔۔۔ گلبرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"میرا نام جولیانا ہے مسٹر گلبرٹ اور یہ میری فرینڈ ہے صالحہ۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے"۔۔۔۔ جولیا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا نام گلبرٹ ہے اور میں گریٹا کا دوست ہوں"۔۔۔۔ گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری۔ ہم دونوں کو الرجی ہے اس لئے ہم مصافحہ نہیں کر سکتیں۔ تشریف رکھیے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو گلبرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ایک جھٹکے سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھے اجازت دو گریٹا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ پھر ملاقات ہو گی"۔۔۔۔ گلبرٹ نے گریٹا سے مخاطب ہو کر کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ایک منٹ مسٹر گلبرٹ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو گلبرٹ تیزی سے مڑا تو جولیا کے اشارے پر صالحہ نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے انتہائی بھاری مالیت کے ڈالروں کی دو گڈیاں نکالیں اور جولیا کے ہاتھ میں دے دیں۔

"مسٹر گلبرٹ۔ یہ دونوں گڈیاں آپ کی ہو سکتی ہیں بشرطیکہ آپ مجھے ایک معمولی سی بات بتا دیں اور یہ بھی بتا دوں کہ آپ کا نام کبھی اور کہیں بھی سامنے نہیں آئے گا"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو گلبرٹ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ لیکن جولیا نے دیکھ لیا

تھا کہ بھاری مالیت کے نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں"۔۔۔۔ گلبرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ ہم آپ سے صرف چند منٹ لیں گی اور یہ بھی آپ کی مرضی ہے کہ آپ کچھ بتائیں یا نہ بتائیں۔ یہ تو صرف ایک سودا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو گلبرٹ پلیز"۔۔۔۔ گریٹا نے بھی منت بھرے لہجے میں کہا تو گلبرٹ ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے نوٹوں کی گڈیاں اس کے سامنے رکھ دیں۔

"مسٹر گلبرٹ۔ میری فرینڈ صالحہ کا بھائی یہاں بہادرستان میں ایکریمیا کے سائنس سنٹر میں کام کرتا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے گلبرٹ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ سائنس سنٹر"۔۔۔۔ گلبرٹ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسے سائنس سنٹر ہی کہا جاتا ہے۔ اب یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ سائنس سنٹر کیا ہوتا ہے بہرحال یہی اس کا نام ہے گذشتہ کئی ماہ سے صالحہ کے بھائی کا نہ ہی فون آیا ہے اور نہ خط جس سے ظاہر ہے قدرتی طور پر صالحہ کو بیحد تشویش ہوئی ہے۔ میں سیاحت کی غرض سے کافرستان گئی ہوئی تھی۔ ویسے میرا تعلق سوئٹزرلینڈ سے ہے۔

کافرستان میں میری صالحہ سے گہری دوستی ہو گئی جب اس نے مجھے اپنی پریشانی بتائی تو میں نے حکومت بہادرستان کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا لیکن مجھے بیحد حیرت ہوئی کہ حکومت بہادرستان نے ایسے کسی سنٹر کے وجود سے ہی سرے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ سنٹر بہرحال یہاں موجود ہے۔ چنانچہ اس کی تلاش میں ہم دونوں آج ہی کافرستان سے یہاں پہنچی ہیں۔ ہم ہوٹل آشان میں ٹھہری ہیں اور وہیں سے ہمیں مس گریٹا کی ٹپ ملی اور ہم یہاں آگئیں۔ مس گریٹا نے آپ کے متعلق بتایا کہ آپ یہاں ایکریمین سفارت خانے میں سیکنڈ سیکرٹری ہیں اور طویل عرصے سے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ کو بہرحال اس سنٹر کے بارے میں علم ہو گا۔ دولت میرے لئے کوئی پرابلم نہیں ہے مجھے صرف اپنی فرینڈ کی پریشانی دور کرنی ہے۔ اس لئے دو صورتیں ہیں یا تو آپ ہمیں اس سنٹر کا محل وقوع بتا دیں اور یہ دونوں گڈیاں آپ کی ہوں گی اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے تو پھر آپ صرف اتنا کر دیں کہ صالحہ کے بھائی کے بارے میں معلوم کر کے ہمیں بتا دیں کہ وہ خیریت سے ہے اور اس نے کیوں فون نہیں کیا۔ اس صورت میں بھی یہ دونوں گڈیاں آپ کی ہوں گی" ---- جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو گلبرٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ کا دوسرا کام ہو سکتا ہے۔ پہلا نہیں" ---- گلبرٹ نے کہا۔

"دوسرا کون سا" ---- جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ میں آپ کی فرینڈ کے بھائی کے بارے میں وہاں سے معلومات اپنے طور پر حاصل کر کے بتا سکتا ہوں لیکن اس ٹاپ سیکرٹ سنٹر کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا" ---- گلبرٹ نے جواب دیا۔

"لیکن مسٹر گلبرٹ۔ اس صورت میں آپ کو صالحہ کی بات اس کے بھائی سے فون پر کرانا ہو گی" ---- جولیا نے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ ایسا تو کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ انتہائی خفیہ سنٹر ہے۔ وہاں سے کال کی تو جا سکتی ہے لیکن وہاں کسی صورت بھی کال نہیں کی جا سکتی" ---- گلبرٹ نے جواب دیا۔

"پھر آپ کیسے معلوم کریں گے" ---- جولیا نے کہا۔

"یہ میرا اپنا کام ہے۔ میرا وہاں رابطہ ہے میں معلوم کر لوں گا" ---- گلبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہماری تسلی کیسے ہو گی۔ معاف کیجئے گا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں بس ویسے ہی تسلی دے دیں" ---- جولیا نے کہا تو گلبرٹ چند لمحے سوچتا رہا۔

"مس صالحہ کے بھائی کا کیا نام ہے اور وہ وہاں کیا کام کرتا ہے" ---- گلبرٹ نے کہا۔

"ان کے بھائی کا نام صفدر ہے اور وہ اس سنٹر کے کمپیوٹر سے متعلق ہیں" ---- جولیا نے جواب دیا۔ صالحہ مسلسل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"جہاں تک میری معلومات ہیں وہاں ایک بھی آدمی ایشیائی نہیں ہے۔ پھر صالحہ کا بھائی وہاں کیسے ملازم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"جہاں مسئلہ مہارت کا درمیان میں آ جائے وہاں اصول توڑ دیئے جاتے ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح مس صالحہ کے بھائی کو ٹریس کر کے ان کی ملاقات مس صالحہ سے کرا دوں۔ لیکن حتمی وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں انتہائی سخت سیکورٹی ہے"۔۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"یہ کام کب تک ہو جائے گا"۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"کم از کم ایک ہفتہ تو لگ جائے گا"۔۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"ایک ہفتہ تو بہت زیادہ ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"آپ کو معلوم ہی نہیں ہے کہ اس سنٹر کا کیا مسئلہ ہے یہ تو مجھے ان دنوں رقم کی ضرورت ہے اس لئے میں نے حامی بھر لی ہے ورنہ تو میں آپ کو صاف جواب دے دیتا کہ میں ایسے کسی سنٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر یہ رقم آپ رکھ لیں اور ہمیں اجازت دیں"۔۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اس کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ گلبرٹ نے بجلی کی سی تیزی سی میز پر رکھی ہوئی دونوں گڈیاں جھپٹیں اور جلدی سے انہیں جیبوں میں رکھ لیا۔ اس کے

چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آیئے مس کریٹا۔ ہمیں دروازے تک تو چھوڑ دیجئے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں"۔۔۔۔ کریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے ساتھ جیسے ہی کمرے سے باہر آئی جولیا نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور خاموشی سے کریٹا کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"بیحد شکریہ"۔۔۔۔ کریٹا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا مسکرا دی۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کے دروازے سے باہر پہنچ چکی تھیں۔

"یہ کیا کیا تم نے اس سے وہیں سب کچھ پوچھ لینا تھا"۔۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"میرے ساتھ آجاؤ۔ جلدی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہ گیلری سے نکل کر مین گیٹ سے ہوتی ہوئی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے گیسٹ ہال میں پہنچ گئیں۔ یہ گیسٹ ہال اس لئے بنایا گیا تھا کہ ملازم اور یہاں رہنے والا کوئی آدمی اگر کسی کو اپنے فلیٹ میں لے جانا پسند نہ کرے تو وہ یہاں اسے بٹھا کر اس سے گفتگو کر لے۔ گیسٹ ہال میں کافی ساری میزوں پر عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ یہاں ایک چھوٹا سا ریستوران بھی تھا جہاں سے سامان خوردونوش سرو کیا جا رہا تھا جولیا ایک طرف رکھی ہوئی خالی میز کی

طرف بڑھ گئی۔ اس نے وہاں بیٹھتے ہی جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو کسی ریموٹ کنٹرول جتنا تھا اور اس کا ایک بٹن دبا کر اس نے اسے کان سے لگا لیا۔ اسی لمحے ویٹر کے آنے پر صالحہ نے اسے جوس لانے کا کہہ دیا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ ڈکٹا فون رسیور ہے"—— صالحہ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہو کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ تم واقعی بیحد ذہین ہو"—— صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جولیا نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش بیٹھی رہی۔

"کوئی بات ہوئی ہے"—— چند لمحوں بعد صالحہ نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے جوس کے دو گلاس لا کر ان کی میز پر رکھ دیئے اور واپس چلا گیا تو جولیا نے آلے کا ایک بٹن دبایا اور اسے میز پر رکھ دیا۔

"گریٹا ڈارلنگ۔ تمہاری وجہ سے میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے مجھے واقعی رقم کی شدید ضرورت تھی اور یہ رقم تو میری ضرورت سے کئی گنا زیادہ ہے"—— گلبرٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے جوس کا گلاس اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

"لیکن ان بیچاریوں کا کام ہو جانا چاہئے گلبرٹ۔ ایسا نہ ہو کہ رقم واپس کرنی پڑے۔ یہ ہمارے ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں اور اگر انہوں

نے چیف مینجر سے شکایت کر دی تو تم جانتے ہو کہ وہ ان معاملات میں کس قدر سخت ہے"—— گریٹا کی آواز سنائی دی۔

"تم فکر نہ کرو۔ اس سنٹر کا سیکورٹی انچارج میرا کلاس فیلو ہے اور دوست بھی۔ میں اسے فون کر کے اس سے سب کچھ پوچھ لوں گا۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"—— گلبرٹ کی آواز سنائی دی۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہاں فون کیا ہی نہیں جا سکتا"۔ گریٹا کی آواز سنائی دی۔

"میں نے درست کہا تھا۔ یہ تو سیکورٹی آفیسر مارٹن نے مجھے ایک خاص نمبر دیا ہوا ہے۔ وہ بھی میری طرح تم جیسی خوبصورت لڑکیوں سے دوستی کا بیحد شوقین ہے اور ہم اکثر اکٹھے ہی پروگرام بنا لیا کرتے ہیں"—— گلبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے"—— گریٹا کی اطمینان بھری آواز سنائی دی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر آلے کا بٹن آف کر دیا اور اسے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اس دوران انہوں نے جوس سپ کر لیا تھا اور گلاس خالی ہو چکے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے"—— صالحہ نے کہا۔

"میں نے اسی لئے وہاں ڈکٹا فون لگایا تھا اور خاموشی سے باہر آ گئی تھی کہ میں کنفرم کرنا چاہتی تھی کہ گلبرٹ کو واقعی اس بارے میں تفصیلات معلوم ہیں یا نہیں۔ گو میں نے سنٹر کے نام پر اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والے تاثرات دیکھ لئے تھے لیکن اس کے باوجود میں

بہرحال چیف کو اطلاع دینے سے پہلے معاملات کو حتمی طور پر کنفرم کرنا چاہتی تھی اور اب معاملات کنفرم ہو گئے ہیں کہ نہ صرف گلبرٹ کو اس سنٹر کے بارے میں علم ہے بلکہ وہ اس کے سیکورٹی انچارج کو بھی جانتا ہے اور اسے اس سنٹر سے باہر بھی بلوا سکتا ہے۔ اب دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں چیف کو کال کر کے پوری تفصیل بتا دوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس گلبرٹ سے اس سنٹر کا محل وقوع معلوم کر کے پھر چیف کو کال کروں"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اب معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے بہرحال ہلاک کرنا پڑے گا اور ساتھ ہی گریٹا کو بھی اور اس بیرے کو معلوم ہے کہ ہم نے گریٹا کے بارے میں اس سے پوچھا تھا۔ اس صورت میں ایسا نہ کہ یہاں کی پولیس فوری طور پر حرکت میں آ جائے اور ہم الٹا پھنس کر رہ جائیں"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہم فوری طور پر ہوٹل چھوڑ دیں گے اور میک اپ کر کے کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو سکتی ہیں"۔۔۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"میں دراصل یہ چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس گلبرٹ کے ذریعے اس سیکورٹی آفیسر مارٹن سے ملاقات کر لوں۔ اس سے مجھے جو معلومات ملیں گی وہ زیادہ تفصیلی ہوں گی"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"لمبے چکر میں مت پڑو جولیا۔ جو کچھ چیف نے کہا ہے اتنا ہی کرو

کیونکہ ہم نے جو کچھ گلبرٹ کو بتایا ہے وہ سب غلط ہے اور اگر اس نے وہاں رابطہ کر لیا تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے غلط بیانی کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک غائب ہو جائے یا غائب کر دیا جائے"۔۔۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"اوہ۔ وہ یہاں گریٹا کے فلیٹ سے ہی فون کر سکتا ہے۔ اوکے۔ آؤ"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور جیب سے نوٹ نکال کر اس نے گلاس کے نیچے رکھا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی گیٹ کی طرف مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر بارہ نمبر فلیٹ کے دروازے پر موجود تھیں۔ جولیا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے باہر"۔۔۔۔۔ گریٹا کی تیز آواز سنائی دی۔

"میں جولیا ہوں گریٹا۔ آئی ایم سوری۔ تمہیں ڈسٹرب کر رہی ہوں۔ دراصل گلبرٹ کو صالحہ کے بھائی کے بارے میں ایک اہم بات بتانی بھول گئی تھی۔ اس لئے ہمیں واپس آنا پڑا ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں آ رہی ہوں"۔۔۔۔۔ گریٹا نے جواب دیا۔

"میں گلبرٹ پر وار کروں گی۔ تم نے گریٹا کو سنبھالنا ہے"۔ جولیا نے صالحہ سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور گریٹا دروازے پر نظر آئی۔ اس کے جسم پر انتہائی مختصر سا لباس تھا۔

"آؤ"۔۔۔۔۔ گریٹا نے مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹتے ہوئے

کہا۔

"سوری فار ڈسٹربنس" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی اندر داخل ہوئی تو کرسٹا نے دروازہ بند کر دیا۔

"ادھر بیڈ روم میں۔ ادھر ہے گلبرٹ" ـــــ کرسٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔

"تو اسے باہر بلا لاؤ" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے اب تم سے کیا پردہ ہے۔ آ جاؤ" ـــــ کرسٹا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ جولیا اور صالحہ دونوں اس کے پیچھے بیڈ روم میں داخل ہوئیں تو گلبرٹ بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف پتلون تھی۔ اور وہ شراب کی بوتل منہ سے لگائے لمبے لمبے گھونٹ لینے میں مصروف تھا۔

"کیا ہوا مس جولیا اور مس صالحہ" ـــــ گلبرٹ نے بڑے اوباشانہ انداز میں کہا تو جولیا نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے شراب کی بوتل پکڑ لی۔

"کون سی شراب پی جا رہی ہے" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما تو بوتل گلبرٹ کے سر پر ایک دھماکے سے پڑی اور گلبرٹ جو شاید شراب کا نام بتانے کے لئے منہ کھول رہا تھا چیختا ہوا بیڈ پر گرا۔ اسی لمحے جولیا کو عقب سے کرسٹا کی چیخ سنائی دی تو جولیا نے بوتل کا دوسرا وار اٹھتے ہوئے گلبرٹ کی کھوپڑی پر

کر دیا اور گلبرٹ کا چہرہ مسخ ہو گیا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جولیا مڑی تو اس نے کرسٹا کو فرش پر گرے ہوئے دیکھا۔ وہ بھی بے ہوش ہو چکی تھی۔

"کہیں سے رسی ڈھونڈ لو۔ اب ان دونوں کو باندھنا پڑے گا" ـــــ جولیا نے کہا تو صالحہ سرہلاتی ہوئی مڑی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں نائیلون کی باریک سی رسی کا ایک گچھا موجود تھا۔

"آؤ انہیں گھسیٹ کر ڈرائنگ روم میں لے جائیں۔ وہاں انہیں باندھیں گے۔ یہاں بیڈ روم میں تو میرے لئے ایک ایک لمحہ بھی گزارنا مشکل ہو رہا ہے" ـــــ جولیا نے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

"کیوں۔ وجہ" ـــــ صالحہ نے جان بوجھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں یہ سب کچھ پسند ہے تو پھر ٹھیک ہے" ـــــ جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تم جیسی مغربی ملک میں پیدا ہونے اور پرورش پانے والی لڑکی کے خیالات سن کر مجھے واقعی حیرت ہوتی ہے کہ انسان اس حد تک بھی بدل سکتا ہے" ـــــ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اس دوران ان دونوں نے بیڈ پر بے ہوش پڑے ہوئے گلبرٹ کو گھسیٹ کر نیچے فرش

پر پھینک دیا تھا۔ اس طرح جولیا نے گلبرٹ کا ہاتھ پکڑا جبکہ صالحہ نے گریٹا کا ہاتھ۔ اور پھر وہ دنوں ہی انہیں فرش پر گھسیٹتی ہوئیں بیڈ روم سے باہر لے آئیں۔

"یہ تبدیلی میرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے صالحہ۔ تم نے اب تک دیکھ لیا ہو گا کہ ہمارے ساتھی کس حد تک پاکیزہ خیالات کے مالک ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر کے متعلق کیا خیال ہے"۔۔۔۔ صالحہ نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تنویر کا کردار انتہائی پاکیزہ ہے۔ تم حیران ہو گی کہ میں نے آج تک تنویر کی آنکھوں میں اپنے لئے شیطانی چمک نہیں دیکھی"۔ جولیا نے کہا تو صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو جولیا۔ واقعی یہ ساری ٹیم عام مردوں سے ہٹ کر ہے اب عمران زبردستی صفدر کو میرے ساتھ اٹیچ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے لیکن صفدر کی نگاہوں میں میرے لئے ایسی ہی پاکیزگی ہے جیسی دوسرے ساتھیوں کی نظروں میں ہے۔ میں تو بعض اوقات یہ سوچ کر حیران ہو جاتی ہوں کہ آخر یہ لوگ کس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ انسان ہیں اور انسان بہرحال غلطیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن نجانے یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے گریٹا کو کرسی پر بٹھا کر باندھتے ہوئے کہا۔

"کردار کی یہ پاکیزگی دراصل چیف کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ چیف ٹیم

کے ممبروں کی بڑی سے بڑی غلطی معاف کر دیتا ہے لیکن کردار کا معمولی سے معمولی جھول بھی اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے"۔ جولیا نے گلبرٹ کو کرسی پر بٹھا کر اسے رسی سے باندھتے ہوئے جواب دیا۔

"خود چیف کی بھی سمجھ نہیں آتی۔ کیا یہ واقعی اسی دنیا کا باسی ہے یا یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے"۔۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"کیوں۔ تمہیں یہ خیال کیسے آگیا"۔۔۔۔ جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"چیف کبھی خود سامنے نہیں آتا۔ خود کہیں جاتا نہیں۔ کسی مشن میں شامل نہیں ہوتا۔ لیکن باخبر اس طرح رہتا ہے جیسے ہر لمحے ہر ممبر کے ساتھ رہتا ہو۔ آخر یہ سب کچھ وہ کیسے کر لیتا ہے۔ کم از کم ایک انسان تو مسلسل ایسا نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ صالحہ نے بھی آخری گانٹھ لگا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہاری بات درست ہے۔ چیف واقعی نہ سمجھ آنے والی شخصیت ہے اور صالحہ بعض اوقات تو میں سوچتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر خصوصی نظر کرم ہے کہ اس نے اس ملک میں چیف، عمران اور دوسرے ساتھی پیدا کر دیئے ہیں ورنہ جس طرح اس ملک کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں نجانے اس ملک کا کیا حال ہوتا"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے گلبرٹ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند

کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب گلبرٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔

"آؤ بیٹھو"—— جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس گریٹا کو ہوش میں نہیں لانا"—— صالحہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ اس گلبرٹ سے ہی معلوم کرنا ہے"—— جولیا نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد گلبرٹ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم۔ یہ۔ یہ"—— گلبرٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر گلبرٹ۔ اب تم ہمیں بتاؤ گے کہ ساسک سنٹر کا محل وقوع کیا ہے"—— جولیا نے کہا۔

"ساسک سنٹر۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ مجھے کسی سنٹر کے بارے میں علم نہیں ہے اور سنو۔ میں ایکریمین سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری ہوں۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ میرے سامنے بہادرستان کے اعلیٰ ترین حکام ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں چھوڑ دو مجھے اور اپنی جانیں بچا لو ورنہ میرے ساتھی ابھی یہاں آ جائیں گے اور پھر تمہاری زندگی جیلوں میں سڑتے ہوئے گزر جائے گی"—— گلبرٹ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے

کہا۔

"صالحہ۔ جا کر کچن سے چھری اٹھا لاؤ اور ساتھ ہی مرچوں اور نمک کے ڈبے بھی لے آنا۔ میں دیکھتی ہوں کہ گلبرٹ میں کتنی قوت برداشت ہے"—— جولیا نے صالحہ سے کہا اور صالحہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"تم یقین کرو کہ مجھے واقعی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ میں تو تمہیں ڈاج دے رہا تھا۔ میں نے تو یہ سارا ڈرامہ بھاری رقم حاصل کرنے کے لئے کھیلا تھا ورنہ میرا کسی سائنسی سنٹر سے بھلا کیا تعلق ہو سکتا ہے"—— گلبرٹ نے اب ایک اور پینترہ بدلتے ہوئے کہا اور جولیا مسکراتی ہوئی اٹھی اور اس نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی کو اٹھا کر گلبرٹ کے سامنے کر دیا۔ یہ دیکھو۔ میں پہلے اسی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی ناں۔ میں نے جانے سے پہلے اس میں یہ انتہائی جدید ڈکٹا فون نصب کر دیا تھا یہ ڈکٹا فون اس قدر طاقتور ہے کہ اس پورے فلیٹ کے کسی کونے میں بھی اگر سرگوشی کی جائے یہ اسے کیچ کر لیتا ہے۔ یہ میں نے اسی لئے لگایا تھا اور ہم واپس اس لئے چلی گئی تھیں تاکہ میں یہ کنفرم کر سکوں کہ تمہیں واقعی اس بارے میں معلومات حاصل بھی ہیں یا تم صرف دولت کمانے کے لئے یہ کھیل کھیل رہے ہو اور یہ دیکھو یہ ڈکٹا فون کا رسیور۔ اس میں گفتگو ٹیپ کرنے کا بھی جدید ترین سسٹم موجود ہے۔ تم نے ہمارے جانے کے بعد جو گفتگو گریٹا سے کی ہے وہ اس میں ٹیپ شدہ موجود ہے اور ہمیں گفتگو سن کر ہی

واپس آنا پڑا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور اس نے نہ صرف رسیور واپس جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا بلکہ کرسی کی پشت پر لگا ہوا جدید ترین ڈکٹا فون بٹن بھی اتار کر جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے صالحہ اندر داخل ہوئی تو اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں شیشے کے دو ڈبے تھے جن میں ایک ڈبے میں نمک اور دوسرے میں سرخ مرچیں بھری ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں۔

"اب آخری موقع دے رہی ہوں تمہیں۔ اگر اپنی زندگی اور اپنا جسم بچانا چاہتے ہو تو اس سنٹر کے بارے میں تفصیل سے بتا دو ورنہ یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہ ہو گا"۔۔۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ یقین کرو۔ مجھے واقعی نہیں معلوم"۔ گلبرٹ نے کہا۔

"صالحہ اس کے دونوں بازوؤں پر اس طرح زخم ڈالو کہ خون نہ بہے اور پھر ان زخموں میں سے ایک میں نمک اور دوسرے میں مرچیں بھر دو"۔۔۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن ایسا زخم کیسے ڈالا جا سکتا ہے کہ اس سے خون نہ بہے"۔۔۔ صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے کٹ کہا جاتا ہے۔ چاقو کے پھل کو ذرا سا ٹیڑھا کر کے کٹ لگاؤ تو زخم ہو جائے گا لیکن اس میں سے روانی سے خون نہیں نکلے گا"۔۔۔ جولیا نے اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے اس نے مختلف

انداز کے زخم لگانے کی باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی ہو اور صالحہ سرہلاتی ہوئی آگے بڑھی۔

"تم یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم مجھ پر کیوں یقین نہیں کرتیں"۔۔۔ گلبرٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے صالحہ کا چاقو والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ گلبرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"گڈ صالحہ۔ ایسا ہی زخم دوسرے بازو پر لگا دو۔ شرٹ تو اس نے پہلے سے ہی اتاری ہوئی ہے۔ اس لئے اطمینان سے زخم لگ جائے گا"۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور اب تو کمرے میں جیسے چیخوں کا طوفان سا آ گیا۔ گلبرٹ کے حلق سے اس تواتر سے چیخیں نکل رہی تھیں جیسے اس کے گلے میں چیخیں مارنے والی مشین نصب کر دی گئی ہو۔

"ارے ارے ابھی سے۔ ابھی تو صرف دو معمولی سے زخم لگے ہیں ابھی تو ان زخموں میں مرچیں اور نمک بھرا جائے گا اور ابھی ایسے ہی بے شمار زخم تمہارے پورے جسم پر لگائے جائیں گے"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جبکہ صالحہ نے خون آلود چاقو ایک طرف رکھا اور نمک والا ڈبہ اٹھا لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"۔۔۔ گلبرٹ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں اور چہرہ اس طرح بگڑ گیا تھا جیسے اس کے

پورے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے ہوں۔

"حیرت ہے۔ صرف دو معمولی سے زخموں نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے۔ کیسے مرد ہو تم"۔۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ چوری کھانے والے مجنوں ہیں جولیا۔ خون دینے والے نہیں ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ پلیز رک جاؤ۔ ان زخموں پر کوئی دوا ڈالو۔ اوہ۔ اوہ۔ فار گاڈ سیک۔ ورنہ میں مرجاؤں گا"۔۔۔۔ گلبرٹ نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"ان زخموں پر پانی ڈال دو صالحہ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ نے نمک کا ڈبہ واپس کرسی پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔ اب گلبرٹ نے مسلسل دائیں بائیں سر مارنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی حالت انتہائی تیزی سے مزید بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ جولیا کے چہرے پر اس کی یہ حالت دیکھ کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتی تھی اس لئے خاموش بیٹھی رہی اور پھر گلبرٹ کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسی لمحے صالحہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک جگ موجود تھا۔

"کیا ہوا اسے۔ بے ہوش ہو گیا ہے"۔۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلا آدمی دیکھا ہے جس کا معمولی سی تکلیف میں ری

ایکشن اس قدر شدید ہے۔ شاید یہ بھی کوئی بیماری ہو گی۔ بہرحال پانی ڈالو اس پر۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں مرجائے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے دونوں زخموں پر پانی کی دھار ڈالنا شروع کر دی۔ تقریباً آدھا جگ ڈالنے کے بعد اس نے کچھ پانی گلبرٹ کے سر پر ڈالا تو گلبرٹ یکلخت جھرجھری لے کر ہوش میں آ گیا۔ اس کے حلق سے چیخ سی نکلی لیکن چیخ میں پہلے جیسی شدت بہرحال نہ تھی۔

"اسے پانی پلاؤ صالحہ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ نے پانی کا جگ گلبرٹ کے منہ سے لگا دیا اور گلبرٹ اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا جیسے صدیوں سے پیاسا رہا ہو۔ پھر صالحہ نے جگ ایک طرف ہٹا لیا اور گلبرٹ بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

"تمہاری یہ حالت بتا رہی ہے گلبرٹ کہ تم تشدد برداشت نہیں کر سکتے اور ابھی تو تم پر تشدد ہوا ہی نہیں ایسے زخم تو بیحد معمولی ہوتے ہیں اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ ہمیں تفصیل سے بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں نہ صرف زندہ چھوڑ دیا جائے گا بلکہ جو رقم ہم نے تمہیں دی ہے وہ بھی تمہارے پاس رہے گی اور تمہارا نام بھی کبھی سامنے نہیں آئے گا ورنہ۔۔۔۔" جولیا نے کہا۔

"تم۔ تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہو۔ تم کون ہو۔ کیا تم غیر ملکی ایجنٹ ہو"۔۔۔۔ گلبرٹ نے رک رک کر کہا۔

"نہ ہی ہم ایجنٹ ہیں اور نہ ہمارا اس سنٹر سے کوئی تعلق ہے۔

ہمارا تعلق ایک ایسی تنظیم سے ہے جو معلومات فروخت کرتی ہے۔ ہم اس تنظیم کے لئے کام کرتی ہیں۔ ہم تم سے معلومات لے کر اپنی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیں گی۔ ہماری تنظیم یہ معلومات آگے فروخت کر دے گی اور بس۔ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ معلومات کہاں سے حاصل کی گئیں اور کس سے حاصل کی گئی ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتی ہو کہ تم مجھے جان سے نہیں مارو گی"۔ گلبرٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کی قائل نہیں ہوں گلبرٹ۔ میں تو تمہیں ایک چانس دے رہی ہوں ورنہ صالحہ اپنا کام شروع کر دے گی اور پھر تمہاری زبان خود بخود سب کچھ بول دے گی"۔۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"سنو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ایکریمیا کا یہ سائنسی سنٹر بہادرستان کے ضلع کوچک میں ویران پہاڑیوں کے اندر ہے۔ یہ پورا سنٹر زیر زمین بنایا گیا ہے۔ بظاہر تو یہ عام ویران سی پہاڑیاں ہیں لیکن اندر یہ سنٹر ہے اور اس کی چوکیوں پر انتہائی جدید ترین مشینیں لگی ہوئی ہیں جو اس طرح چھپا کر نصب کی گئی ہیں کہ اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ لیکن جیسے ہی کوئی آدمی اس مخصوص ایریے میں داخل ہوتا ہے اس سنٹر کے اندر اسے مارک کر لیا جاتا ہے اور اگر اس سے خطرہ محسوس ہو تو اچانک کسی چٹان کے پیچھے سے گولی چلتی ہے اور وہ آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کی لاش تک غائب ہو جاتی ہے۔ ایسی

مشین گنیں حتیٰ کہ میزائل تک ارد گرد کی پہاڑیوں میں چھپے ہوئے موجود رہتے ہیں اور یہ سسٹم چوبیس گھنٹے کام کرتا ہے"۔ گلبرٹ نے کہا۔

"پورا محل وقوع بتاؤ۔ ضلع کوچک تو وسیع علاقہ ہو گا"۔۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ایک بار سیکورٹی آفیسر مارٹن کے ساتھ گیا تھا۔ مارٹن نے مجھے ایک خصوصی سرخ رنگ کا چمکدار سا کارڈ دیا تھا جو مجھے اپنے کوٹ کی بیرونی جیب پر لگانا پڑا تھا۔ مارٹن نے بتایا تھا کہ اس کارڈ کی وجہ سے مجھے مشینیں چیک نہیں کریں گی ہم دارالحکومت سے پہلے وافا شہر گئے تھے اور پھر وافا سے ہم ضلع کوچک میں داخل ہو گئے تھے۔ پھر ایک چھوٹا سا شہر آیا تھا جس کا نام واصل تھا۔ اس واصل سے ویران پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ ہم اس پہاڑی علاقے میں بلندی پر موجود ایک پہاڑی گاؤں تالان پہنچے تھے۔ تالان سے پھر شمال مشرق کی طرف جیپ پر آگے بڑھ گئے تھے اور سڑک اوپر چوٹی کی طرف جا رہی تھی لیکن تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ایک جگہ پہنچے تھے جہاں سے سائیڈ پر سڑک جا رہی تھی یہاں ایک پرانی سی عمارت ہے۔ میرے پوچھنے پر مارٹن نے بتایا تھا کہ یہ کوئی قدیم قلعہ ہے جو اب ختم ہو چکا ہے اور اب اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ اسے سفید قلعہ کہتے ہیں اس سفید قلعے سے سڑک مڑ جاتی ہے اور نیچے وادی میں چلی جاتی ہے۔ یہ سارا علاقہ مکمل طور پر ویران ہے۔ یہاں نہ ہی کوئی گاؤں ہے اور نہ

ہی کوئی آدمی نظر آیا۔ پھر وادی میں پہنچ کر مارٹن نے جیپ روک دی اور جیب سے ایک آلہ نکال کر اس نے ایک بڑی سی چٹان پر رکھا اور اس آلے کا بٹن دبا دیا تو چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ آگے پختہ سڑک جا رہی تھی۔ اس سڑک کا اختتام بھی ایک پہاڑی چٹان پر ہوا۔ وہاں بھی اس نے اس آلے کو رکھ کر بٹن دبایا تو یہ چٹان بھی پہلے کی طرح کھل گئی۔ یہاں سے نیچے سیڑھیاں جاتی تھیں ہم سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچے جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ میں وہاں ایک روز رہا۔ وہاں انتہائی جدید ترین مشینری نصب ہے جو میری سمجھ میں نہیں آئی البتہ میں نے وہاں سے ایکریمیا میں اپنے بھائی سے فون پر بات چیت کی۔ پھر دوسرے روز اسی طرح ہم واپس آ گئے اور مارٹن نے مجھے چھوڑ دیا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"۔۔۔۔ گلبرٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن سے رابطہ تم کس فون نمبر پر کرتے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"جنوبی ایکریمیا کا نمبر ہے"۔۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"جنوبی ایکریمیا کا نمبر۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"مارٹن نے مجھے بتایا تھا کہ اس سنٹر کا تعلق براہ راست جنوبی ایکریمیا سے رکھا گیا ہے تاکہ کسی کو اس سنٹر کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ یہاں سے کال کی جائے اور کسی مشین سے اسے چیک کیا جائے

تو مشین یہ نہیں بتائے گی کہ کال بہادرستان سے کی جا رہی ہے بلکہ مشین یہی بتائے گی کہ یہ کال جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی ہے اسی طرح اس سنٹر میں کال کے لئے جنوبی ایکریمیا کا نمبر رکھا گیا ہے۔ یہاں سے جنوبی ایکریمیا کا نمبر ملایا جائے گا لیکن کال اس سنٹر میں ہو گی"۔۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے"۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا تو گلبرٹ نے رابطہ نمبر اور پھر ایک نمبر بتا دیا۔

"صالحہ۔ فون اٹھا کر لاؤ"۔۔۔۔ جولیا نے صالحہ سے کہا تو صالحہ اٹھی اور ایک طرف موجود فون پیس اٹھا کر اس نے جولیا کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ اگر تم نے غلط نمبر بتایا ہے تو صحیح نمبر بتا دو کیونکہ اگر اس نمبر پر مارٹن نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی مار دوں گی"۔۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں نے درست نمبر بتایا ہے۔ تم بے شک اس نمبر پر میری مارٹن سے بات کراؤ"۔۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"تم مارٹن کو کیا کہو گے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں اسے بتاؤں گا کہ میں ایکریمیا سے واپس آ گیا ہوں اور اس سے پوچھوں گا کہ وہ اب کب دارالحکومت آ رہا ہے تاکہ جشن منایا جا سکے۔ وہ بھی میری طرح جشن منانے کا بیحد شوقین ہے"۔۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور

رابطہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے پھر وہ نمبر ڈائل کیا جو گلبرٹ نے بتایا تھا اور رسیور صالحہ کی طرف بڑھا دیا۔ صالحہ نے رسیور اس کے ہاتھ سے لے کر کرسی پر بندھے بیٹھے گلبرٹ کے کان سے لگا دیا جب کہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس" ــــ چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی آفیسر مارٹن سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست پرنس رابرٹ بول رہا ہوں" ــــ گلبرٹ نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو۔ مارٹن بول رہا ہوں" ــــ چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"پرنس رابرٹ بول رہا ہوں مارٹن۔ میں ایکریمیا سے واپس آ گیا ہوں میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں" ــــ گلبرٹ نے کہا۔

"اچھا۔ کب آئے ہو" ــــ مارٹن نے کہا۔

"دو روز ہوئے ہیں۔ پھر اب کب آ رہے ہو جشن منانے کے لئے" ــــ گلبرٹ نے کہا۔

"فی الحال ممکن نہیں ہے" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا" ــــ گلبرٹ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہیڈ کوارٹر سے انتہائی سخت آرڈر آئے ہیں۔ سنٹر سے تا حکم ثانی نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ کوئی اندر آ سکتا ہے" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"وہ کیوں۔ کیا وجہ" ــــ گلبرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا شاید کوئی خاص وجہ ہو گی۔ بہرحال فی الحال تو میں نہیں آ سکتا" ــــ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب تک یہ صورت حال رہے گی" ــــ گلبرٹ نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں" ــــ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ پھر جب بھی اجازت ملے۔ تم مجھے فون کر دینا" ــــ گلبرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صالحہ نے اس کے کان سے رسیور ہٹا لیا۔

"اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے" ــــ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"یہ پرنس رابرٹ کا کیا سلسلہ ہے" ــــ جولیا نے پوچھا۔

"یہ کوڈ نام ہے۔ مارٹن نے یہی نام اپنے سنٹر کے کمپیوٹر میں فیڈ کیا ہوا ہے تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے" ــــ گلبرٹ نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"صالحہ۔ گلبرٹ کو رہا کر دو" ــــ جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف رکھا ہوا خون آلود چاقو اٹھا لیا۔

"جلدی، رسیاں کاٹو۔ میرا تو جسم سن ہو گیا ہے" ——— گلبرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے صالحہ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ گلبرٹ کے حلق سے نکلنے والی خوفناک اور کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ چاقو کا بڑا سا پھل اچانک اس کے سینے میں دستے تک اتر گیا تھا۔ گلبرٹ کے حلق سے دوسری چیخ پوری طرح نہ نکل سکی اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں اور گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ قتل کرنے میں تمہیں کافی مہارت حاصل ہے۔ ٹھیک دل میں چاقو اتارا ہے تم نے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس جیسے عیاش اور شیطان صفت آدمی کے دل میں چاقو اتارتے ہوئے نہ جانے مجھے کیوں مسرت سی ہوئی ہے جیسے میں نے اس دنیا میں موجود بے شمار شیطانوں میں سے ایک کا تو خاتمہ کر ہی دیا"۔ صالحہ نے ایک جھٹکے سے چاقو واپس کھینچتے ہوئے کہا۔

"اب اس گریٹا کا کیا کریں" ——— جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس کی شہ رگ میں چاقو اتار دیں اور پھر یہاں کے سامان کو الٹ پلٹ دیں۔ یہاں موجود اپنی رقم کے ساتھ ساتھ مزید اگر رقم موجود ہو تو وہ بھی اٹھا لیں۔ اس طرح یہی سمجھا جائے گا کہ یہاں کوئی واردات ہوئی ہے" ——— صالحہ نے کہا۔

"اور پھر ہمیں فوری طور پر ہوٹل چھوڑنا پڑے گا اور نہ صرف میک اپ تبدیل کرنا پڑے گا بلکہ لباس وغیرہ بھی ورنہ خاصا مسئلہ بن جائے گا" ——— جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے چارٹرڈ سروس نہیں مل سکتی" ——— صالحہ نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ارے ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہم فوری طور پر چارٹرڈ سروس سے یہاں سے نکل سکتی ہیں۔ او کے۔ ٹھیک ہے ڈن" ——— جولیا نے کہا تو صالحہ نے آگے بڑھ کر بڑی صفائی سے مسلسل بے ہوش گریٹا کی گردن میں چاقو اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں خاموشی سے فلیٹ سے نکلیں اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

عمران اور ٹائیگر ناشان کے ایک تنگ سے بازار میں سے گزرتے ہوئے ایک چھوٹے سے ہوٹل کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ گیٹ پر ناشان ہوٹل کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔ جس کے آدھے سے زیادہ حروف امتداد زمانہ کی وجہ سے صاف ہو چکے تھے۔ ہال تنگ اور گلی نما سا تھا جو آگے جا کر قدرے مڑ جاتا تھا لیکن وہاں بیٹھنے والوں کا رش اس قدر تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے اس ہوٹل میں چیزیں مفت ملتی ہوں ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جو کسی مشروبات ساز کمپنی نے شاید کسی زمانے میں بنوا کر دیا تھا کیونکہ اس پر بھی اس کمپنی کا اشتہار آدھے سے زیادہ مٹ چکا تھا اور کاؤنٹر کے سامنے کے حصے میں جگہ جگہ بڑے بڑے سے سوراخ نظر آ رہے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک آدمی ایک اونچے سٹول پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے لیکن چہرہ نوجوانوں سے بھی زیادہ روشن اور سرخ و سفید تھا۔ پورے چہرے پر

ایک بھی جھری نہ تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ سی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نوجوان آدمی نے سر پر سفید بالوں کی وگ لگا رکھی ہو۔ بھنویں بھی سفید تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں بھی سفید تھیں۔ وہ اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی شہنشاہ اپنے مفتوحہ علاقے کا جائزہ لے رہا ہو۔ عمران اور ٹائیگر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے اس آدمی نے انہیں دیکھا اور پھر وہ واضح طور پر چونک پڑا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جیسے جم سی گئی تھیں۔ ٹائیگر آگے تھا اور عمران اس کے پیچھے۔ ٹائیگر اور عمران دونوں کے جسموں پر سیاہ چمڑے کی جیکٹیں تھیں۔ ٹائیگر نے اپنے گلے میں گہرے زرد رنگ کا رومال بھی باندھا ہوا تھا۔ ٹائیگر تو اپنی اصل شکل میں تھا لیکن عمران نے میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ عام سے آدمی کا تھا۔ اس سے کوئی خاص تاثر نہ ابھرتا تھا۔

"تم دادا گل جان ہو" ——— ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"ہاں۔ اور تم کون ہو۔ میں نے پہلے تو تمہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا" ——— اس آدمی نے ٹائیگر اور عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"ہم دارالحکومت سے آئے ہیں اور ہمیں بادشاہ خان نے بھیجا ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"کون بادشاہ خان" ——— دادا نے منہ بناتے ہوئے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"راج پورے کا بادشاہ خان"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو دادا یکلخت اچھل کر سٹول سے نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس"۔۔۔۔ دادا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جو تہہ شدہ تھا اور دادا کی طرف بڑھا دیا۔ دادا نے کاغذ کھولا اور اسے غور سے دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کاغذ دوبارہ تہہ کر کے اس نے اسے کاؤنٹر کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم میرے مہمان ہو۔ آؤ ادھر میرے ساتھ"۔۔۔۔ دادا نے کاؤنٹر سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ساتھ ہی پتلی سی گلی میں مڑ گیا۔ ٹائیگر اور عمران اس کے پیچھے چل پڑے۔ آگے جا کر لکڑی کی پرانی سی سیڑھی اوپر جا رہی تھی جس کا اختتام ایک بند دروازے پر ہو رہا تھا۔ دادا اس سیڑھی پر چڑھ کر اوپر گیا اور اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ ٹائیگر اور عمران اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرہ خاصا بڑا اور کھلا تھا اور اس میں ایک میز اور چھ کرسیاں بھی موجود تھیں۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ میں مہمانوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔۔ دادا نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اب اس کا لہجہ پہلے کی نسبت بیحد نرم ہو گیا تھا۔

"تمہارے آدمیوں نے دارالحکومت کے کاؤنٹ ہوٹل کے مالک

کاؤنٹ اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی جس کا نام فیاض تھا اغوا کیا۔ ہم نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ انہیں تم نے کہاں پہنچایا ہے"۔ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے آدمیوں نے۔ نہیں۔ میرے آدمی اس قسم کا کوئی کام نہیں کرتے"۔۔۔۔ دادا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے دادا۔ بادشاہ خان کو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ کسی عام آدمی کو کاغذ نہیں دیا کرتا۔ مجھے پوری طرح معلوم ہے کہ یہ کام تم نے کیا ہے اور بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو۔ سرکاری آدمی ہو"۔۔۔۔ دادا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سرکاری آدمی اس طرح کاغذ لے کر نہیں آیا کرتے۔ وہ تمہیں ویسے ہی اٹھا کر لے جاتے اور تمہاری گردن میں ڈنڈا اور رسی ڈال کر تم سے سب کچھ اگلوا لیتے۔ یہ دیکھ لو کہ دارالحکومت میں بادشاہ خان جیسے آدمی کو بھی ہمیں کاغذ دینا پڑا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم کیا جاننا چاہتے ہو۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ دادا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہی جو میں نے پہلے پوچھا ہے اور یہ بھی سن لو کہ ہم بادشاہ خان کی وجہ سے اس طرح تم سے ملے ہیں اور تم سے باتیں ہو رہی ہیں

ورنہ ہمیں حلق میں ہاتھ ڈال کر سب کچھ اگلوانا آتا ہے"۔ ٹائیگر کا لہجہ پہلے سے زیادہ کرخت ہو گیا۔

"تو تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ دادا گل جان کو اور اسی کی بیٹھک میں۔ اگر میں نے تمہیں مہمان نہ کہا ہوتا تو تم زندہ یہاں سے واپس نہ جاتے"——— دادا نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اداکاری کی ضرورت نہیں ہے۔ صاف صاف بات کرو۔ انکار کر دو تو زیادہ اچھا ہے۔ اس طرح ہم بادشاہ خان سے سرخرو ہو جائیں گے"——— ٹائیگر نے اسی طرح بے خوف لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"——— دادا نے ایک بار پھر نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"ناموں کو چھوڑو۔ جتنا ہمارے متعلق کم جانو گے اتنا ہی فائدے میں رہو گے۔ بولو۔ کہاں پہنچایا تھا کاؤنٹ اور اس کے ساتھی کو"۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"شہباز خان لے گیا تھا ان دونوں کو"——— دادا نے کہا۔

"کہاں لے گیا تھا"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"اپنے ڈیرے پر۔ اس کا ڈیرہ گوگور میں ہے"——— دادا نے کہا۔

"شہباز خان یہاں ناشان میں کہاں رہتا ہے"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"جمال خان بازار میں اس کا ہوٹل ہے۔ شہباز ہوٹل"——— دادا

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ان دونوں کو اغوا کرنے کا بھی شہباز خان نے ہی کہا تھا"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ خود تو اس قسم کے کام نہیں کرتا۔ وہ تو صرف پارٹیاں پھنساتا ہے"——— دادا نے جواب دیا۔

"اس کام کے لئے اس نے کوئی پارٹی پھنسائی تھی"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم۔ شہباز خان سے پوچھو"——— دادا نے کہا۔

"سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کام کرنے سے پہلے اس پارٹی کو چیک کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کام شہباز خان کو کس پارٹی نے دیا تھا۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد تمہیں کسی طرح بھی نہیں ڈرنا چاہئے تو پھر تم کیوں ڈر رہے ہو"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں اس پارٹی کی تفصیل نہیں جانتا۔ ایک آدمی شہباز خان کے پاس آیا تھا۔ وہ ایکریمین تھا اس کا نام جیکب تھا۔ وہ بہادرستان سے اکثر شہباز خان کے پاس آتا جاتا تھا"——— دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ جیکب کہاں رہتا ہے"——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"بہادرستان کی پارٹی ہے۔ وہاں دارالحکومت میں اس نے ایکریمیوں کے لئے خفیہ شراب خانہ بنایا ہوا ہے"——— دادا نے

جواب دیا۔

"یہ شہباز خان یہاں تمہارے پاس آ جائے گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ نہیں آئے گا"۔۔۔۔ دادا نے جواب دیا۔

"اس وقت وہ ہوٹل میں ہو گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ صرف اس وقت گوگور جاتا ہے جب وہ کسی پارٹی کے لئے بندے لے کر جائے ورنہ وہ یہیں ہوٹل میں ہی رہتا ہے"۔ دادا نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے پہلی بار پوچھا تو دادا نے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں"۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے دادا کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"نہیں۔ بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد میں یہ نہیں لے سکتا"۔ دادا نے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہم اپنی مرضی سے دے رہے ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو دادا نے نہ صرف گڈی لے لی بلکہ اس نے اس بار بڑے مودبانہ انداز میں سلام بھی کیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

چند لمحوں بعد عمران اور ٹائیگر ہوٹل سے باہر آ گئے۔

"اس شہباز خان سے معلوم ہو گا کہ اس نے کس کے کہنے پر یہ

کام کیا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو دادا نے بتا دیا ہے کہ بہادرستان کے جیکب نے یہ کام کرایا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جہاں انہیں پہنچایا گیا ہے وہ جگہ ہم نے ٹریس کرنی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو شاید وہی جیکب ہی بتا سکے گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ شہباز خان کا کوئی آدمی ساتھ گیا ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ ناشان چونکہ چھوٹی سی جگہ تھی اس لئے وہ پیدل چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد شہباز ہوٹل پہنچ گئے۔ یہ بھی دادا کے سٹائل کا ہی ہوٹل تھا۔ تنگ و تاریک اور انتہائی غلیظ سا۔ لیکن جیسے ہی وہ دونوں ہوٹل کے اندر داخل ہوئے دو بڑی بڑی مونچھوں والے آدمی ان کے سامنے دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔

"واپس جاؤ۔ یہ ہوٹل نہیں مہمان خانہ ہے اور صرف مہمان یہاں آ سکتے ہیں"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم بھی مہمان ہیں شہباز خان کے۔ ہمیں دادا گل جان نے بھیجا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے"۔۔۔۔ دونوں نے مطمئن لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئے۔

"شہباز خان کہاں ہے ہمیں وہاں لے چلو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جاؤ انہیں لے جاؤ۔ دادا نے بھیجا ہے تو خاص ہی آدمی ہوں گے"۔۔۔۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔

"آؤ" ـــــــ اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک سائیڈ پر راہداری سے گزر کر سیڑھیاں اتر کر ایک اور راہداری میں لے آیا۔

"وہ سامنے دروازہ ہے خان کے دفتر کا" ـــــــ اس نے راہداری کے آخر میں بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو ایک لمبے قد اور انتہائی موٹے سے جسم کا آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس نے حقہ رکھا ہوا تھا اور حقے کی نے اس کے منہ میں تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور دوسرے لمحے حقے کی نے اس کے منہ سے نکل گئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کا حلیہ وہی تھا جو دادا نے بتایا تھا۔

"تمہارا نام شہباز خان ہے" ـــــــ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں اور تم کون ہو۔ اور تم یہاں تک کیسے آ گئے۔ میرے آدمیوں نے تمہیں روکا کیوں نہیں" ـــــــ شہباز خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں دادا گل جان نے بھیجا ہے" ـــــــ ٹائیگر نے کہا تو شہباز خان کے چہرے پر اطمینان کی لہر سی دوڑ گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ بیٹھو بیٹھو۔ بولو کیا کام ہے" ـــــــ شہباز خان نے ہاتھ بڑھا کر نیچے گری ہوئی حقے کی نے اٹھائی اور اسے ہاتھ سے صاف کر کے دوبارہ منہ کے کونے میں دبا لیا۔

"تم نے دارالحکومت کے کاؤنٹ اور اس کے ساتھ ایک سرکاری آدمی کو دادا گل جان سے اغوا کرایا اور پھر تم ان دونوں کو اپنے ڈیرے گوگور لے گئے۔ اس کے بعد انہیں کہاں پہنچایا گیا ہے" ـــــــ ٹائیگر نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا تو شہباز خان کا منہ ایک بار پھر حیرت سے کھل گیا اور حقے کی نے اس کے منہ سے نکل کر نلکی سمیت نیچے فرش پر جا گری۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ بات تمہیں دادا نے بتائی ہے" ـــــــ شہباز خان کے چہرے پر غصے کا الاؤ سا جل اٹھا تھا اور بڑی بڑی سیاہ مونچھیں بے اختیار پھڑپھڑانے سی لگی تھیں۔

"دادا نے یہ بتایا ہے کہ اس نے یہ کام تمہارے کہنے پر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ تم نے یہ کام بہادرستان کے جیکب کے کہنے پر کیا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں کو تم نے کہاں پہنچایا ہے" ـــــــ ٹائیگر نے کہا۔

"تم ہو کون۔ پہلے اپنے متعلق تو بتاؤ" ـــــــ شہباز خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت کے بادشاہ خان کو جانتے ہو" ـــــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں جانتا۔ وہ تو ہمارا سردار ہے" ـــــــ شہباز

خان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کا کاغذ ہم نے دادا کو دیا تھا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میرے لئے کاغذ لے آئے ہو"۔۔۔۔ شہباز خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تمہارے متعلق علم ہی نہ تھا ورنہ تمہارے لئے بھی کاغذ لے آتے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر جاؤ۔ پہلے سردار بادشاہ خان سے کاغذ لے آؤ۔ پھر بات ہو گی"۔۔۔۔ شہباز خان نے سپاٹ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا میز کے اوپر سے گھسٹ کر فرش پر آگرا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ایک زوردار جھٹکے سے اسے میز کے اوپر سے گھسیٹ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی شہباز خان نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اس بار اٹھتا ہوا شہباز خان کا جسم جھٹکا کھا کر واپس گرا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے دونوں بازو بے جان ہو کر نیچے گر گئے۔

"دروازے کا خیال رکھو"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شہباز خان کی حالت اس دوران بیحد خستہ ہو گئی تھی اس کی آنکھیں ابل کر آدھی سے زیادہ باہر آگئی تھیں اور چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا گلے سے خرخراہٹ کی

آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو شہباز خان کا چہرہ جس تیزی سے بگڑا تھا اسی تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

"بولو کہاں گئے ہیں وہ دونوں۔ بولو ورنہ ایک ایک رگ چیخ جائے گی تمہاری"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ جیکب لے گیا تھا۔ دونوں کو جیکب لے گیا تھا"۔ شہباز خان نے رک رک کر کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کہاں۔ جلدی بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے پیر کو ذرا سا موڑتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میرا ایک آدمی ساتھ گیا تھا۔ مجھے اس نے آ کر بتایا تھا کہ وہ انہیں پہلے دارالحکومت لے گئے۔ وہاں سے ایک آدمی ان کے ساتھ شامل ہو گیا یہ ایکریمی تھا پھر انہیں وافا شہر لے جایا گیا۔ وافا سے ضلع کوچک میں داخل ہو کر ایک شہر واصل پہنچے۔ واصل سے وہ ایک پہاڑی گاؤں تالان پہنچے۔ تالان سے میرے آدمی' جیکب اور اس کے ساتھیوں کو دوسری جیپ میں واپس بھیج دیا گیا اور وہ ایکریمی انہیں لے کر آگے چلا گیا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے اور مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"۔۔۔۔ شہباز خان نے رک رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑ دیا اور دوسرے لمحے شہباز خان کے حلق سے ہلکی سی خراخراہٹ نکلی اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلا گئیں۔

"آؤ" ـــــ عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس کے ہوٹل سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک چھوٹی سی رہائشی کالونی میں داخل ہوئے اور چند لمحوں بعد وہ ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک ٹوکن کے ساتھ لگی ہوئی چابی نکالی اور تالا کھول کر اس نے پھاٹک کھولا اور عمران اندر داخل ہوا تو وہ اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اور اس نے مڑ کر پھاٹک بند کر دیا جبکہ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے کرسی کھسکائی اور اس پر بیٹھ کر سامنے رکھی ہوئی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی اندر آگیا۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ ناشان سے۔ ہم نے سراغ لگا لیا ہے کہ فیاض اور کاؤنٹ کو بہادرستان کے ضلع کوچک کے ویران پہاڑی علاقے میں پہنچایا گیا ہے لیکن اصل جگہ کا پوری طرح علم نہیں ہو سکا اس سلسلے میں بہادرستان کے ایک ایکریمی جیکب نے کام کیا ہے جس کا بہادرستان کے دارالحکومت میں خفیہ شراب خانہ ہے اس کے ساتھ کوئی اور ایکریمی شامل ہوا اور پھر وہ فیاض اور کاؤنٹ کو اصل ٹارگٹ پر لے گئے آپ بہادرستان میں اپنے کسی ایجنٹ سے کہہ دیں کہ وہ

جیکب کو ٹریس کر کے اس ایکریمی کو ٹریس کرے جو ان دونوں کو آگے لے گیا تھا اس طرح اصل ٹارگٹ کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں" ـــــ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اصل ٹارگٹ اور اس کی تفصیل مجھ تک پہنچ چکی ہے اس لئے مزید معلومات کی ضرورت نہیں ہے تم فوراً واپس آ کر مجھے رپورٹ کرو تاکہ آئندہ مہم کے سلسلے میں تمہیں ضروری ہدایات دی جا سکیں"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

"پھر تو ہم خواہ مخواہ بھاگ دوڑ کرتے رہے اور چیف صاحب کو وہاں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم بھی ہو گیا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہیں کس طرح معلوم ہوا ہو گا باس۔ اگر انہیں وہاں سے معلوم ہو سکتا تھا تو پھر انہوں نے آپ کو یہاں کیوں بھیجا تھا"۔ ٹائیگر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ چیف ٹائپ کے لوگ کسی ایک پر تکیہ کر کے نہیں بیٹھ جاتے یقیناً انہوں نے مجھے یہاں بھیجنے کے ساتھ ساتھ اور بھی ذرائع استعمال کئے ہوں گے اور اب یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ان میں سے کسی ذریعے نے ہم سے پہلے اصل ٹارگٹ کا سراغ لگا لیا اور ہمیں مجبوراً چھلکے گنے چوسنے پڑے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار

ہنس پڑا۔

"اس وقت آپ نے واقعی درست محاورہ بولا ہے باس۔ چیف کی بات سن کر واقعی میرے منہ کا ذائقہ بھی پھیکا پڑ گیا ہے"۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر کرو صرف پھیکا پڑا ہے۔ اگر چیف ڈائریکٹ کہہ دیتا کہ ہم نے کیوں وقت ضائع کیا ہے تو ذائقہ ایسا کڑوا ہوتا کہ شاید باقی ساری عمر کڑوا ہی رہتا۔ بہرحال اب ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنا پڑے گا اور لباس بھی کیونکہ شہباز خان کی لاش دریافت ہو چکی ہو گی اور اس چھوٹے سے شہر میں اس کے آدمی ہمیں پاگل کتوں کی طرح تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

جوڈی ساحل سمندر پر ریت پر نیم دراز تھا اس کے جسم پر مختصر سا لباس اور آنکھوں پر گاگل لگی ہوئی تھی اور وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے بڑے مطمئن انداز میں پڑا ہوا تھا کہ اچانک ساتھ ہی پڑے ہوئے اس کے بیگ میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو نیم دراز جوڈی بے اختیار ایک جھٹکے سے اچھل کر سیدھا ہو بیٹھا۔ اس نے جلدی سے بیگ اپنی طرف کھینچا اس کی زپ کھولی اور اندر سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکونسی کا جدید ترین ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آر اے سی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوراً ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو فوراً۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور جوڈی نے ٹرانسیٹر آف کیا۔ اسے واپس بیگ میں رکھا اور پھر بیگ اٹھائے وہ تقریباً دوڑتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ میں پہنچ کر اس نے بیگ سے چابی نکالی اور کار کا دروازہ کھول دیا اور بیگ اندر ڈال کر وہ ایک جھٹکے سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر پہلے بیک ہوئی پھر اس نے تیزی سے موڑ کاٹا اور پھر پارکنگ گیٹ سے نکل کر وہ خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ جوڈی اسی طرح صرف زیر جامہ اور گاگل پہنے کار چلا رہا تھا لیکن وہاں اکثر لوگ اسی حلیے میں ہی کاروں میں سفر کر رہے تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ کچھ دور جانے کے بعد جوڈی نے کار کو ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک چھوٹے سے رہائشی یونٹ کے کھلے پھاٹک سے اندر داخل ہو رہی تھی پورچ میں اس نے کار روکی اور پھر اسی طرح نیچے اتر کر اس نے بیگ اٹھایا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا تو اس نے بیگ ایک طرف ڈالا اور سیدھا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتھ روم سے باہر آیا تو نہ صرف وہ غسل کر چکا تھا بلکہ اس کے جسم پر اب براؤن رنگ کا سوٹ بھی موجود تھا۔ دوسرے لمحے وہ قدم بڑھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں

بعد اس کی کار ایک بار پھر اس سائیڈ روڈ پر آندھی اور طوفان کی طرف دوڑتی ہوئی مین روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد اس کی کار ایک بارہ منزلہ کمرشل پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف بڑھ گئی پارکنگ میں اس نے کار روکی اور نیچے اترا اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا وہاں چار لفٹیں مسلسل اوپر نیچے لوگوں کو لے آ جا رہی تھیں البتہ ایک کونے میں ایک لفٹ تھی جس پر سپیشل کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اس کے پاس ایک باوردی لفٹ بوائے کھڑا ہوا تھا۔ جوڈی اس سپیشل لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جوڈی کو لفٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر لفٹ کے باہر کھڑا باوردی لفٹ بوائے چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے نہ صرف اس مودبانہ انداز میں سلام کیا بلکہ آگے بڑھ کر اس نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا تو جوڈی اندر داخل ہوا اس کے پیچھے لفٹ بوائے داخل ہوا اور اس نے بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا اور پھر دوسرا بٹن دبا دیا۔ لفٹ اوپر جانے کی بجائے تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی چند لمحوں بعد جب لفٹ رکی تو لفٹ بوائے نے بٹن دبا کر لفٹ کا دروازہ کھولا اور جوڈی سر ہلاتا ہوا باہر آ گیا۔ یہ ایک راہداری تھی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھنے لگا دروازہ بند تھا دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک فون پیس ہک سے لٹکا ہوا تھا۔ جوڈی نے رسیور ہک سے نکالا اور اس پر موجود نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری لیکن سرد آواز سنائی دی۔

"آر اے سی جوڈی" ـــــ جوڈی نے کہا۔

"او کے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور جوڈی نے فون آف کر کے فون پیس دوبارہ ہک سے لٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خودبخود کھل گیا اور جوڈی اندر داخل ہو گیا یہ بھی ایک راہداری تھی اس راہداری کے اختتام پر بھی ایک دروازہ تھا یہ دروازہ بھی بند تھا یہاں بھی دیوار سے ایک فون پیس ہک سے لٹکا ہوا تھا۔ جوڈی نے فون ہک سے نکالا اور اس پر ایک بار پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے پھر جیسے ہی اس نے آخری نمبر دبایا تو دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب روشن ہو گیا۔ جوڈی نے فون آف کیا اور پھر اس کا بٹن آن کر کے اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے پھر جیسے ہی اس نے آخری نمبر پریس کیا بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا اور جوڈی نے فون پیس دوبارہ ہک سے لٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد بلب دوبارہ روشن ہو گیا لیکن اب اس کا رنگ سبز تھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ جوڈی نے دروازہ کراس کیا یہ ایک تنگ اور چھوٹی سی راہداری تھی جس کے فرش پر سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا چھت پر جگہ جگہ بلب لگے ہوئے تھے جوڈی جیسے جیسے آگے بڑھتا جا رہا تھا بلب خودبخود جلتے اور پھر بجھتے جا رہے تھے راہداری کے آخر میں ٹھوس دیوار تھی جوڈی اس دیوار کے سامنے جا کر رک گیا چند لمحوں

بعد دیوار خودبخود ایک طرف سرک گئی اور جوڈی نے قدم بڑھا دیئے اب وہ ایک کافی کشادہ کمرے میں پہنچ گیا یہاں ایک کونے میں بڑی سی میز کے پیچھے چوڑے جبڑوں اور بھاری چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کا چہرہ اس طرح سپاٹ تھا جیسے وہ انسان کی بجائے کسی پتھر کے بنے ہوئے مجسمے کا چہرہ ہو البتہ آنکھیں زندہ انسانوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"بیٹھو جوڈی" ـــــ اس پتھریلے چہرے والے نے کہا۔ لہجہ بھاری تھا اور جوڈی سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران کو بہادرستان کے سائنسی سنٹر کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں اور اب وہ لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم سمیت وہاں کام کرے گا اس لئے اب تمہیں وہاں فوراً جانا ہو گا" ـــــ اس پتھریلے چہرے والے نے اسی طرح بھاری لیکن سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا تفصیل ہے باس" ـــــ جوڈی نے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"بہادرستان کے ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ کی لاش وہاں کے ایک ہوٹل کی اسسٹنٹ مینجر گریٹا کے رہائشی فلیٹ سے ملی ہے۔ گریٹا کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن ان کی لاشیں کرسیوں سے بندھی ہوئی حالت میں ملی ہیں گلبرٹ کے دونوں بازوؤں پر زخم لگے ہوئے تھے اور وہاں نمک اور مرچ سے بھرے ڈبے بھی موجود تھے لیکن انہیں استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ گلبرٹ کے سینے میں چاقو اس طرح مارا گیا تھا کہ وہ سیدھا دل میں اتر گیا اور وہ فوراً ہی

ہلاک ہو گیا جبکہ گرشا کے گلے میں چاقو مار کر اس کی شہ رگ کاٹی گئی
ہے۔ مقامی انکوائری سے معلوم ہوا ہے کہ دو عورتیں ہوٹل آشان
میں آ کر ٹھہریں جن میں ایک سوئس نژاد تھی جبکہ دوسری ایشیائی
تھی۔ کاغذات کی رو سے وہ سیاح تھیں اور کافرستان سے آئی تھیں۔
ایک کا نام جولیانا اور دوسری کا نام صالحہ تھا۔ انہوں نے ایک ویٹر سے
ایکریمین سفارت خانے کے آدمیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس
ویٹر نے انہیں گرشا کی ٹپ دی انہوں نے گرشا کی رہائش گاہ کا پتہ اس
ویٹر سے معلوم کیا اس کے بعد ان دونوں کو اس رہائشی پلازہ میں مارک
کیا گیا وہ وہاں گیسٹ روم میں بھی بیٹھی رہیں۔ گرشا کا فون ایکریمین
سفارت خانے میں ٹیپ کیا گیا تھا اس نے گلبرٹ سے بات کرنے کی
خواہش ظاہر کی تھی لیکن گلبرٹ اپنی رہائش گاہ پر تھا پھر گرشا نے وہاں
فون کیا اور گلبرٹ اپنی رہائش گاہ سے گرشا کے فلیٹ پر پہنچا اس کے
بعد ان کی لاشیں ملیں۔ مزید انکوائری سے معلوم ہوا ہے کہ اس
گلبرٹ کی دوستی سائنسی سنٹر کے سیکورٹی آفیسر مارٹن سے تھی اور اس
نے مارٹن کو فون بھی کیا جس کا ماخذ ٹریس کیا گیا تو وہ گرشا کا فلیٹ تھا
اس کی موت کا وقت تقریباً فون کال کے وقت سے تھوڑی دیر بعد کا ہی
بنتا ہے بہرحال سیکورٹی آفیسر مارٹن نے بتایا ہے کہ گلبرٹ کو نہ صرف
اس سنٹر کے محل وقوع کا علم تھا بلکہ وہ ایک بار مارٹن کے ساتھ اس
سنٹر کا چکر بھی لگا چکا ہے اور یہ جولیا عمران کی ساتھی ہے اکثر کیسز میں
اسے عمران کے ساتھ دیکھا گیا ہے اور وہ دونوں لڑکیاں اس واردات

کے فوراً بعد ہوٹل سے سامان لے کر چلی گئیں اور مزید انکوائری کے
نتیجے میں یہ بات بہرحال طے ہو گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے
بہادرستان کے سنٹر کے محل وقوع کا سراغ لگا لیا ہے"۔ باس نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں شک کس طرح ہوا جبکہ فیاض کو وہاں سے جنوبی
ایکریمیا لے جایا گیا اور وہاں سے رہا کیا گیا۔ اس صورت میں تو عمران
کو مطمئن ہو جانا چاہئے تھا"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"اس کے ساتھ ہی ایک اور رپورٹ پاکیشیا کے علاقے ناشان سے
ملی ہے۔ اس فیاض کو ناشان سے اغوا کر کے بہادرستان کے ایم
ٹارگٹ کے خفیہ سنٹر میں پہنچایا گیا تھا۔ جس آدمی کے ذریعے اسے اغوا
کیا گیا تھا اس آدمی کی لاش اس کے ہوٹل کے کمرے سے ملی ہے اور
اس کی شہ رگ کچل کر اسے ہلاک کیا گیا ہے جن دو آدمیوں کے
بارے میں شک ظاہر کیا گیا ہے ان میں سے ایک کا قد و قامت عمران
سے ملتا جلتا تھا"۔۔۔۔ چیف نے کہا تو جوڈی نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ عمران اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے یہ سنٹر خفیہ نہیں رہا لیکن اب آپ کیا چاہتے
ہیں"۔ جوڈی نے کہا۔

"اس سنٹر کی حفاظت۔ یہ ایکریمیا کے لئے انتہائی اہم ہے"۔ چیف
نے کہا۔

"لیکن کب تک یہ سنٹر کام کرتا رہے گا فرض کیا کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس فوری طرف پر یہاں حملہ نہیں کرتی پھر ہم کب تک اس کی حفاظت کریں گے اور دوسری بات یہ کہ ہم اس سنٹر کی حفاظت کس طرح کریں گے۔ اس کے اندر رہ کر یا باہر سے" ——— جوڈی نے کہا۔

"میں نے اس سنٹر کے حفاظتی انتظامات کی جو تفصیل معلوم کی ہے اس کے مطابق باہر سے تو پورا علاقہ ویران ہے وہاں تو کسی کا رہنا سنٹر کو مشکوک کرتا ہے اندر سے ہی اس کی حفاظت ہو سکتی ہے اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ ریڈ ایجنٹ کب تک اس کی حفاظت کریں گے پھر کیا کیا جائے۔ تمہارا کیا مشورہ ہے" ——— چیف نے کہا۔

"میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں چیف۔ میرا کام تو حکم کی تعمیل ہے لیکن یہ سوچ لیں کہ فرض کیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چھ ماہ تک ادھر کا رخ نہیں کرتی ایک سال تک نہیں کرتی انہیں اس سنٹر سے خطرہ تو یہی ہے کہ فون اور ٹرانسمیٹر کالز چیک کی جاتی ہیں وہ اس کا کوئی ایسا انتظام کر لیتے ہیں کہ انہیں اس سنٹر پر حملہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے" ——— جوڈی نے کہا تو چیف کے پتھریلے چہرے پر پہلی بار پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ زاویہ نہیں آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً اس پر حملہ کر

دے گی لیکن واقعی جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بھی درست ہو سکتا ہے" ——— چیف نے کہا۔

"اس عمران کی ذہانت اور شاطرانہ پن سے آپ بھی واقف ہیں اور میں بھی۔ یہ بات میرے ذہن میں آ سکتی ہے تو یہی بات عمران بھی سوچ سکتا ہے" ——— جوڈی نے کہا۔

"لیکن اگر ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فوراً اس پر حملہ کر دیا تو پھر" ——— چیف نے کہا۔

"اس کا میرے نزدیک ایک ہی حل ہے کہ اس سنٹر کے سیکورٹی شاف کو حکم دے دیا جائے کہ وہ کسی قسم کی مشکوک صورت حال پر ہمیں کال کر لیں اور کیا ہو سکتا ہے" ——— جوڈی نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں سے بہادرستان اور پھر اس ویران علاقے تک ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنا کام مکمل کر لیں گے۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا" ——— چیف نے کہا اور جوڈی سر ہلا کر رہ گیا۔ چیف کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کی پیشانی پر تفکرات کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔

"چیف۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن لے کر فوری طور پر پاکیشیا چلے جائیں تاکہ یہ خطرہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے" ——— کچھ دیر بعد جوڈی نے کہا۔

"احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند افراد کے خاتمے سے پاکیشیا ختم ہو جائے گا یا اس کا

سرکاری ادارہ ختم ہو جائے گا کیا میرے ہلاک ہو جانے سے ریڈ ایجنسی ختم ہو جائے گی نانسنس"۔۔۔۔ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا تو جوڈی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"او کے۔ تم جاؤ۔ میں اس سلسلے میں مزید سوچ کر کوئی لائحہ عمل تیار کروں گا جس سے اس کا درست حل سامنے آ جائے گا"۔ چند لمحوں بعد چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جوڈی اٹھا اور سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیرو کچن میں اس کے لئے چائے بنانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ عمران سرخ جلد والی ضخیم ڈائری دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس ڈائری میں پتے اور فون نمبر لکھے ہوئے تھے۔ عمران کچھ دیر تک ڈائری دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ خالصتاً ایکریمی ہی تھا۔

"رونالڈ اب بھی اس کلب کا مینجر ہے یا کہیں اور شفٹ ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام پرنس ٹمبکٹو ہے اور میں ریاست ٹمبکٹو سے بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا نام بتایا ہے آپ نے"۔ لڑکی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"پرنس ٹمبکٹو۔ اور ریاست ٹمبکٹو۔ اگر تم کہو تو میں ٹیپ کرا کر تمہیں بھجوا دوں لیکن میری آواز ظاہر ہے تمہیں پسند نہیں آئے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پرنس۔ رونالڈ تو ایک سال پہلے روز کلب چھوڑ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنا کلب کھول لیا ہے جس کا نام ڈی لکس کلب ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا نمبر دے دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"ویسے کیا آپ ڈی لکس کلب میں شفٹ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ظاہر ہے مجھے وہاں رونالڈ کی وجہ سے بار بار کال کرنا پڑے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہاں آپ جیسی خوبصورت اور دلکش آواز سنائی نہ دے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ اگر رونالڈ آپ کی بات مان لے تو اسے میری سفارش ضرور کر دیں۔ میرا نام لوسیا ہے"۔۔۔۔ لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"روسیاہ۔ اور تو آپ روسیاہی ہیں۔ آپ کیسے ایکریمیا میں جا پہنچیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"روسیاہ نہیں لوسیا"۔۔۔۔ اس بار لڑکی نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں آپ کی سفارش ضرور کروں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے لڑکی کا بتایا ہوا نمبر تیزی سے ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"ڈی لکس کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"رونالڈ سے بات کریں۔ میں اس کا دوست ٹمبکٹو بول رہا ہوں پاکیشیا سے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا کیا نام بتایا ہے آپ نے"۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس ٹمبکٹو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔ جیسے وہ اتنی دیر دل ہی دل میں ٹمبکٹو کے ہجے یاد کرتی رہی ہو اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس دوران بلیک زیرو چائے کے دو مگ اٹھائے آ گیا۔ اس نے ایک مگ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہیلو رونالڈ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے

ایک دھاڑتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ حلق پھاڑ کر بول رہا ہو۔

"ارے اتنے زور سے بول رہے ہو۔ کیا بہرے ہو گئے ہو کہ اپنی ہی آواز تمہیں سنائی نہیں دیتی"—— عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون ہیں آپ۔ آپ کی آواز اور لہجہ تو کچھ جانا پہچانا سا لگتا ہے لیکن نام آپ کا عجیب سا ہے۔ گماٹو کیا نام ہوا۔ میں تو کسی گماٹو کو نہیں جانتا"—— اس بار دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اسی لئے کہتے ہیں کہ انٹرویو لیتے وقت آنکھیں بند اور کان کھلے رکھنے چاہئیں۔ لیکن تم نے شاید استقبالیہ لڑکی کا انٹرویو لیتے وقت آنکھیں کھول رکھی تھیں اور کان بند رکھے تھے چنانچہ وہ خوبصورت یقیناً ہو گی لیکن عقل سے بہرحال پیدل ہی ہے کہ اسے دو بار بتانے کے باوجود اس نے پرنس ٹمبکٹو کو پرنس گماٹو بنا دیا"—— عمران نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم عمران ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ اسی لئے تو میں الجھ گیا تھا کہ آواز اور لہجہ تو پہچانا ہوا ہے لیکن یہ گماٹو کیا بلا ہے لیکن قصور میری سیکرٹری کا نہیں ہے۔ وہ تو بڑی ذہین لڑکی ہے لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ تم نام ہی ایسے رکھتے ہو۔ ڈھمپ، ٹمبکٹو۔ اب بھلا کوئی شریف آدمی تو ایسے نام نہیں رکھ سکتا"—— اس بار رونالڈ نے ہنستے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ رونالڈ شریف آدمیوں کا نام ہو سکتا ہے۔

رونالڈ کا مطلب جانتے ہو"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ رونالڈ ہماری زبان میں خوبصورت نظم یا خوبصورت موسیقی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں"—— رونالڈ نے جواب دیا۔

"وہ رونڈو لفظ ہوتا ہے جس کا معنی خوبصورت نظم یا خوبصورت موسیقی کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ رونالڈ سکاٹش زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے مکان کی چھت کا گندہ پانی نکالنے والا گٹر۔ جسے روف گٹر یا ہماری مقامی زبان میں پرنالہ کہا جاتا ہے اور اگر یہ معنی تمہیں پسند نہ ہو تو پھر شیکسپئر نے اس لفظ کو اپنے ایک ڈرامے میں عورتوں کو بے عزت کرنے والے کے معنی میں استعمال کیا ہے اب جو مطلب تمہیں پسند ہو وہی بتا دو"—— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سے خدا سمجھے۔ تم نے جو معنی بتائے ہیں اس سے تو مجھے اپنے نام سے ہی نفرت ہونے لگ گئی ہے۔ اگر میری بیوی جینی کو تم نے یہ معنی بتایا تو وہ فوراً نام تبدیل کرنے کا حکم دے دے گی اور تم جانتے ہو پھر چاہے قیامت کیوں نہ آجائے مجھے بہرحال نام تبدیل کرنا پڑے گا۔ اس لئے تم اس بحث کو چھوڑو اور بتاؤ کہ تم نے فون کیسے کیا اور میرے اس نمبر کا پتہ کیسے چلا تمہیں"—— رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"روز کلب فون کیا تھا کیونکہ میری ڈائری میں تمہارا پتہ اور فون نمبر وہی تھا۔ وہاں ایک محترمہ سے بات ہوئی جس نے اپنا نام لوسیا بتایا

ہے اس نے مہربانی کرتے ہوئے تمہارے نئے کلب کا نام اور فون نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی یہ فرمائش بھی کر دی ہے کہ میں تم سے سفارش کر دوں تاکہ تم لوسیا کو ڈی لکس کلب میں میل سروس دے دو"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو رونالڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے تم نے اس بیچاری کی آواز کی تعریف کی ہو گی اور ساتھ ہی کہا ہو گا کہ اتنی دلکش آواز تم مستقل طور پر سننا چاہتے ہو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ ٹھیک ہے اگر کوئی جگہ خالی ہوئی تو میں لوسیا کو کال کر لوں گا۔ بہرحال تم بتاؤ کیسے فون کیا ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کسی زمانے میں تمہاری شہرت تھی کہ تم وہ کام بھی کر لیتے ہو جو دوسروں کے لئے ناممکن ہوتے ہیں۔ کیا اب بھی وہ شہرت قائم ہے یا۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم خود یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا کام نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کام تو کسی نہ کسی انداز میں ہو ہی جاتے ہیں۔ مسئلہ اس کے حتمی انداز میں ہونے کا ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کام تو بتاؤ"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"ایکریمیا نے بہادرستان میں ایک خفیہ سائنسی سنٹر قائم کیا ہوا ہے۔ یہ اس قدر خفیہ ہے کہ بہادرستان کی حکومت کو بھی اس کا علم نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اور تم اس سنٹر کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تو مجھے معلوم ہے۔ میں دراصل یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس سنٹر میں جو مشینری استعمال کی جا رہی ہے وہ کس کمپنی کی تیار کردہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا کام ہوا۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکومت اس قسم کی مشینری خود تیار نہیں کرتی اور ایکریمیا میں بے شمار کمپنیاں ہیں جو اس قسم کی مشینری تیار کرتی ہیں۔ اور فروخت کرتی ہیں لازماً حکومت نے ان میں سے ہی کسی کمپنی سے یہ مشینری خریدی ہو گی۔ مجھے اس کمپنی کا نام چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا"۔۔۔۔ رونالڈ نے پہلے کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہماری حکومت بھی پاکیشیا میں اس قسم کا سنٹر قائم کرنا چاہتی ہے اور ہم بھی اس کمپنی سے مشینری خریدنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بہرحال ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ایکریمیا کا انتخاب بہترین ہو گا ہم اس انتخاب سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ہماری حکومت نے سفارتی سطح پر کوشش کی لیکن حکومت ایکریمیا نے نجانے کیا سمجھ کر سرے سے اس سنٹر کے وجود سے ہی انکار کر دیا۔ اور بہادرستان کی حکومت بھی اس سنٹر سے لاعلمی کا اظہار کر رہی ہے اس لئے ہم خود وہاں جا کر مشینری کو چیک

نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں کال کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم کوشش کرو تو یہ کام آسانی سے ہو جائے گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں تمہاری بات۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ سنٹر کس قسم کا ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے پوچھا۔

"اسے سائنسی زبان میں ساسک سنٹر کہتے ہیں۔ اس میں جو مشینری نصب ہوتی ہے وہ ٹرانسمیٹر کالز اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے ہونے والی فون کالز کو مانیٹر کرتی ہے۔ اس طرح ملک میں ہونے والی ہر قسم کی کالز کو مسلسل مانیٹر کیا جاتا ہے تاکہ ملک کی سلامتی یا حکومت کے خلاف کسی قسم کی کوئی سازش ہو رہی ہو تو اسے چیک کیا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ سنٹر کس منسٹری کے تحت ہو گا۔ میں وہاں سے اس کمپنی کے بارے میں معلوم کر لوں گا اور پھر اس کمپنی سے اس مشینری کی تفصیلات آسانی سے مل جائے گی"۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"مجھے کتنے سال انتظار کرنا پڑے گا تمہاری طرف سے رپورٹ کا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رونالڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری یہ عادت مجھے پسند نہیں ہے کہ جب بھی کوئی کام بتاتے ہو تو پھر صبر نہیں کرتے۔ بس ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہو۔ دو

گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا پھر میں بتا سکوں گا کہ اس کام میں کتنا وقت لگ سکتا ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے اس لئے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دو گھنٹے بعد مجھے حتمی رپورٹ ہی مل جائے گی۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارا معاوضہ ایسی صورت میں ڈبل ہو جائے گا۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کی چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کولڈ کافی کی طرح کولڈ ٹی کا بھی منفرد ذائقہ ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے قلمدان سے قلم اٹھایا اور ڈائری کھول کر وہ صفحہ نکالا جہاں رونالڈ کا پتہ روز کلب اور اس کا فون نمبر درج تھا۔ اس نے کلب کا نام اور فون نمبر کاٹ دیا اور کلب کا نیا نام اور نیا فون نمبر درج کیا اور پھر ڈائری بند کر کے اس نے چائے کا مگ اٹھا لیا۔

"جب آپ کو اس سنٹر کا محل وقوع معلوم ہو گیا تو پھر آپ اس کی مشینری وغیرہ کی تفصیل معلوم کرنے کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دانش منزل میں رہنا اور بات ہوتی ہے اور دانش مند ہونا اور بات ہوتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکی لے کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ یہ کوئی لیبارٹری ہے اور وہاں کسی خاص فارمولے پر کام ہو رہا ہے کہ ہم اس لیبارٹری کو تباہ کر کے اس فارمولے کو ختم کر دیں گے اور اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ نہ ہی ایکریمیا کے پاس سرمائے کی کمی ہے اور نہ ہی ایسے سنٹر بنانے والے ماہرین کی۔ فرض کیا کہ میں نے یہ سنٹر تباہ کر دیا۔ کیا اس کے بعد حکومت ایکریمیا ایسا دوسرا سنٹر نہیں بنا سکے گی۔ اس بار تو فیاض کی وجہ سے ہمیں اس سنٹر کا علم ہو گیا۔ پھر کیسے علم ہو گا اور اگر ہو بھی جائے تو ہم کب تک یہ کام کرتے رہیں گے"۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"اوہ واقعی۔ میں نے اس زاویے پر تو غور ہی نہیں کیا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو تمہیں چیف بنایا گیا ہے کیونکہ چیف صاحبان غور کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ صرف حکم دینے کے عادی ہوتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے تسلیم ہے کہ آپ جیسی ذہانت مجھ میں تو کیا کسی میں بھی نہیں ہو گی۔ آپ جس انداز اور جس گہرائی میں ہر معاملے کے بارے میں سوچتے ہیں اس میں آپ کا اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ لیکن کم از کم اتنی بات تو آپ بھی

سمجھتے ہیں کہ آپ جیسی ذہانت کم از کم مجھ میں نہیں ہے اور مجھے اس کا اعتراف بھی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ذہن اللہ تعالیٰ نے سب کو دیئے ہیں مسئلہ اس کے استعمال کا ہوتا ہے۔ جب آدمی کے سوچنے کا انداز ایک خاص انداز میں رہتا ہے تو پھر وہ اسی طرح سوچتا ہے۔ تم صرف سطحی انداز میں سوچتے ہو۔ اور پھر فوراً نتیجہ نکال کر اس پر عمل کرنے کے درپے ہو جاتے ہو۔ میں ایسا نہیں کرتا۔ میں شطرنج کے ماہر کی طرح ہر آئیڈیے کو مختلف زاویوں سے سوچتا ہوں اور پھر کسی نتیجے پر پہنچتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میں شرمندہ ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے یاد ہے ایک بار میں نے تمہیں تفصیل سے بتایا تھا کہ سوچنے کا صحیح انداز کیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے میرے اس سارے لیکچر کو نظر انداز کر دیا۔ بہرحال اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا سوچا ہے۔ یہ درست ہے کہ جولیا اور صالحہ نے واقعی محنت کی ہے اور انہوں نے نہ صرف اس سنٹر کا صحیح محل وقوع معلوم کر لیا ہے بلکہ کسی حد تک اس کے سیکورٹی اقدامات کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب ٹیم جا کر اس کی تباہی کا مشن پورا کر سکتی ہے۔ لیکن میں نے پہلے کہا ہے کہ کیا اس طرح واقعی مسئلہ حتمی طور پر حل ہو جائے گا۔ نہیں۔ ایکریمیا دوسرا سنٹر بنا لے گا۔ تیسرا بنا

لے گا۔ چوتھا بنا لے گا۔ اس لئے یہ کوئی حتمی حل نہیں ہے۔ اس سنٹر سے ہمیں نقصان کیا ہے۔ یہی کہ اس سنٹر میں موجود مشینری کے ذریعے پاکیشیا کی فوجی اور سول ٹرانسیٹرز اور فون کالز مانیٹر کی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی ایسا انتظام ہو جائے کہ ایسا نہ ہو سکے تو پھر ظاہر ہے ایکریمیا کیا کرے گا۔ معاملہ ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو واقعی اس سنٹر کی افادیت ہی ختم ہو جائے گی اور پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع محفوظ ہو جائے گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے پھر نتیجہ نکالنے میں جلدی کر دی ہے۔ تمہیں مجھ سے پوچھنا چاہئے تھا کہ اس صورت میں ظاہر ہے ایکریمیا کو علم ہو جائے گا کہ ہم نے اس کے کالز مانیٹر کرنے میں کوئی رکاوٹ ڈالی ہے اور اس کے ماہرین اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے کام شروع کر دیں گے اور جب انہوں نے یہ رکاوٹ دور کر دی تو یہ سنٹر پھر پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا اور ہمیں اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا اور ہم مطمئن بیٹھے رہیں گے کہ ہماری کالز وہ مانیٹر نہیں کر رہے جبکہ وہ کر رہے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر ایک بار پھر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کی بات درست ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا۔

"اس لئے اصل حل یہ ہے کہ کالز تو اسی طرح مانیٹر ہوں جس

طرح ہو رہی ہیں لیکن کالز کا مفہوم سائنسی طور پر بدل جائے۔ یہ کالز وہاں کمپیوٹر کے ذریعے کیچ ہوتی ہیں اور کمپیوٹر ہی انہیں کیچ کر کے ریکارڈ کرتا ہے اور پھر ٹیپ ہوتی ہیں۔ براہ راست آواز ٹیپ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح تو لاکھوں کروڑوں کالیں روزانہ ٹیپ ہوتی رہیں اس قدر وسیع ٹیپنگ عملی طور پر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اس کا طریقہ یہ رکھا جاتا ہے کہ کمپیوٹر میں چند خاص پوائنٹ فیڈ کر دیئے جاتے ہیں کہ جس کال میں ان میں سے کوئی پوائنٹ موجود ہو صرف اسی کال کو ٹیپ کیا جائے۔ مثال کے طور پر پاکیشیا نے دفاعی طور پر میزائل تیار کر لئے ہیں جن کا کوڈ نام مثلاً ایکس میزائل ہے۔ اب ظاہر ہے ایکریمیا کے لئے ایسے کوڈ معلوم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کمپیوٹر کو ہدایت دے دیتے ہیں کہ جس کال میں ایکس میزائل کا لفظ ہو اسے ٹیپ کر لیا جائے ورنہ نہیں"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ورنہ واقعی میرا یہی خیال تھا کہ ہر کال کو ٹیپ کیا جاتا ہو گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"چنانچہ اگر ایسی مشینری پاکیشیا میں نصب کر دی جائے کہ جو نہ صرف بہادرستان کے اس سنٹر بلکہ یوں سمجھو کہ پورے بہادرستان کافرستان اور ایسے ہی تمام ملحقہ علاقوں میں جہاں جہاں اس قسم کے خفیہ سنٹر قائم ہوں ان کی مشینری میں سائنسی طور پر تبدیلیاں پیدا کر

سکے تو ظاہر ہے کالز تو مانیٹر ہوں گی لیکن ان کے مفہوم بدل جائیں گے اور اس طرح اصل راز ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس سلسلے میں میری تفصیلی بات سرداور سے ہوئی اور سرداور نے یونائیٹڈ کارمن کے ایک سائنس دان سے خود اس معاملے پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ آخری نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک اس سنٹر میں موجود کمپیوٹر کی رینج اور اس کی سائنسی ساخت کا علم نہ ہو۔ اس وقت تک یہ کام ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے رونالڈ سے بات کی ہے۔ رونالڈ کے تعلقات بےحد وسیع ہیں اور انہی تعلقات کی وجہ سے وہ ایسی خبریں نکال لیتا ہے کہ جو عام حالات میں ممکن ہی نہیں ہوتیں۔ اب اگر مجھے اس کمپنی کا علم ہو جائے تو پھر ایکریمیا کے کسی بھی کاروباری آدمی سے یہ تفصیلات کسی بھی طرح حاصل کی جا سکتی ہیں اور ان کے مطابق اس سنٹر کو سائنسی طور پر ناکام بنایا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ یہ مشن سائنسی طور پر ہی حل کریں گے۔ اس سنٹر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی تو صرف آئیڈیوں پر بات ہو رہی ہے۔ فرض کیا کہ اگر ہم اپنے آئیڈیئے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو پھر فوری طور پر تو اس کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ اس سنٹر کو ہی تباہ کر دیا جائے اور اس کے بعد کوشش کی جائے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماہرین ہمیں بتائیں کہ ایسی مشینری کی تنصیب اور اس کے لئے سنٹر کے قیام

میں طویل عرصہ درکار ہے تو پھر ہمارے لئے یہ ضروری ہو گا کہ ہم فوری طور پر اس سنٹر کو تباہ کر دیں تاکہ جب تک وہ دوسرا سنٹر قائم کریں ہمیں موقع مل جائے اور ہم بھی ان کی کارکردگی ناکام بنانے والا سنٹر قائم کر سکیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ سرجان آرنلڈ اور گریٹ لینڈ حکومت کا وہ منصوبہ۔ اس کا کیا ہوا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سرجان آرنلڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش فیاض نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اس لئے سرکاری طور پر حکومت گریٹ لینڈ کو اس کی اطلاع کر دی گئی ہے۔ اس کی صاحبزادی ریٹا کو میں نے بلوا کر فیاض سے ملوایا تھا اس نے اپنے والد سرجان آرنلڈ کی شکل وصورت اور قدوقامت کے بارے میں فیاض سے پوری تسلی کر لی ہے تاکہ کہیں فیاض کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو اور ریٹا بھی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ فیاض نے واقعی سرجان آرنلڈ کی ہی لاش دیکھی تھی اب ظاہر ہے ریٹا سے سوائے تعزیت کرنے کے اور ہم کچھ کر بھی نہ سکتے تھے اور جہاں تک حکومت گریٹ لینڈ کے اس منصوبے کا تعلق ہے تو یہ بات انکوائری کے بعد سامنے آ گئی ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا کے مفاد کے لئے سنٹر قائم نہیں کر رہی تھی بلکہ وہ یہاں اپنے مفاد کے لئے سنٹر قائم کرنا چاہتے تھے تاکہ ایکریمیا کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اس علاقے میں ہونے والی تمام سرگرمیوں سے واقف ہوتے رہیں۔ انہوں نے سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت کو استعمال کرنے کی کوشش

کی تھی اس لئے وہ منصوبہ تو ظاہر ہے ختم ہو گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اسی طرح کی باتیں کرتے ہوئے انہوں نے دو گھنٹے سے بھی زیادہ کا وقت گزار لیا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈی لکس کلب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس ٹمبکٹو بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ رونالڈ سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن خاموش ہو گئی۔

"ہیلو۔ رونالڈ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم نے چونکہ ڈبل معاوضے کی خوشخبری سنائی تھی اس لئے تمہارا کام واقعی دو گھنٹے کے اندر ہو گیا ہے۔ ایکریمیا نے جہاں جہاں بھی سائنس سنٹر بنائے ہیں وہاں مشینری ایک ہی کمپنی کی لگائی گئی ہے اور میں نے جب اس کمپنی کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں تو مجھے یہ جان کر بیحد حیرت ہوئی کہ بظاہر یہ کمپنی کمرشل ہے لیکن یہ مطلوبہ مشینری صرف حکومت ایکریمیا کو ہی سپلائی کرتی ہے اور کسی کو نہ ہی یہ مشینری سپلائی کرتی ہے اور نہ ہی اس کی تفصیلات مہیا کی جاتی ہیں۔

اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے بہرحال ڈبل معاوضے نے واقعی کام دکھایا ہے کیونکہ میں نے اس کمپنی کے ایک آدمی کو اس بات پر رضامند کر لیا ہے کہ وہ اس مشینری کے بارے میں سائنسی پیپرز کی کاپیاں معقول معاوضے میں فروخت کر دے۔ اب تم جیسے کہو"۔۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے اس کمپنی کا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کمپنی کا نام ہاپ کرک کارپوریشن ہے اس کا ہیڈ آفس ولنگٹن کی مشہور کمرشل شاہراہ پافلی اینڈ پر ہے اور جس کمرشل پلازہ میں یہ ہیڈ آفس ہے۔ اس پلازہ کا نام سوان ہال پلازہ ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس قدر تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اور میں صرف اس کمپنی کا نام جاننا چاہتا تھا۔ بہرحال تم جو بھی معاوضہ معقول سمجھو اسے دے کر وہ سائنسی پیپرز اس سے لے لو اور پھر مجھے بھجوا دینا اور اپنا بنک اکاؤنٹ نمبر اور بنک کے نام کی تفصیل بھی بتا دو تاکہ اس رقم کے ساتھ ساتھ تمہارا معاوضہ بھی تمہیں بھجوا دیا جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کس پتے پر پیپرز بھیجے جائیں"۔۔۔۔ رونالڈ نے پوچھا تو عمران نے رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا تو جواب میں رونالڈ نے اپنا بنک اکاؤنٹ اور بنک کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

"کل تک یہ پیپرز تم تک پہنچ جائیں گے۔ بے فکر رہو"۔ رونالڈ

نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اسے معاوضہ وغیرہ بھجوا دینا۔ اب میں چلتا ہوں۔ کل جب یہ پیپرز مل جائیں گے تو پھر سردادر سے بات کر کے کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ بھی احتراماً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ختم شد

ساتھ ساتھ تخیل کی بھی کار فرمائی شامل ہوتی ہے۔ امید ہے اب بات پوری طرح واضح ہو گئی ہو گی۔

سمندری سے محترم شکیل صاحب لکھتے ہیں۔ "میں چند سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کے ناول بچوں جوانوں بوڑھوں ہر طبقے میں یکساں مقبول ہیں البتہ آپ سے یہ شکایت ضرور ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے ممبران کو شادی کرنے کی اجازت نہیں دے رہے حالانکہ اگر آپ اجازت دے دیں تو ان کی شادیاں ضرور ہو جائیں کیونکہ بہرحال آپ ایکس ون ہیں۔ امید ہے آپ کو ان پر جلد ہی رحم آ جائے گا اور آپ انہیں خوشی کا یہ موقع ضرور فراہم کریں گے"۔

محترم شکیل صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو شادی کا مطلب خوشی ہوتا ہے اور مجھے تو سیکرٹ سروس کے ممبران ہر وقت خوش اور شاد ہی نظر آتے ہیں۔ میں نے تو کبھی انہیں غمزدہ' افسردہ اور رنجیدہ نہیں دیکھا اور رحم تو ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے جو غمزدہ اور رنجیدہ ہوں۔ کیا خیال ہے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔اے

جوڈی اپنے کمرے میں میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ کرسی پر بیٹھا ایک ضروری سرکاری کام میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جوڈی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"لافٹر بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ایک ساتھی ریڈ ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ چونکہ وہ چیف ریڈ ایجنٹ تھا اس لئے باقی سارے ساتھی اسے باس کہہ کر پکارتے تھے۔

"لافٹر تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ جوڈی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے پچھلے دنوں بہادرستان میں ساسک سنٹر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلسلے میں بات کی تھی"۔۔۔۔ لافٹر نے کہا۔

"ہاں کیوں"۔۔۔۔ جوڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے چونکہ معلوم تھا کہ ہمیں بہرحال اس سنٹر کی حفاظت کے لئے جانا ہو گا۔ اس لئے میں نے اپنے طور پر اس کمپنی کا سراغ لگایا۔ جس نے وہاں مشینری نصب کی ہے اور اس کے سیکورٹی اقدامات کے لئے خصوصی مشینری بھی سپلائی کی ہے۔ میں دراصل یہ چاہتا تھا کہ وہاں کی سیکورٹی کے سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکوں"۔۔۔۔ لافٹر نے کہا۔

"گڈ شو۔ تمہارے یہی کام تو تمہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتے ہیں لافٹر"۔۔۔۔ جوڈی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس۔ بہرحال اس کمپنی کا نام ہاپ کرک کارپوریشن ہے۔ میں اس سلسلے میں کام کرتا رہا اور آج مجھ پر انتہائی حیرت انگیز انکشاف ہوا اور وہ یہ کہ اس مشینری کے سائنسی پیپرز خفیہ طور پر فروخت کئے گئے ہیں"۔۔۔۔ لافٹر نے کہا۔

"سائنسی پیپرز فروخت کئے گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا"۔۔۔۔ جوڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کمپنی کا ایک انتہائی ذمہ دار آدمی جس کا نام پیٹر ہے۔ اس کے بارے میں اچانک مشہور ہو گیا کہ اس کی کوئی بھاری لاٹری نکل آئی ہے اور اس کے پاس یکلخت بہت سی دولت آ گئی ہے اور اچانک آفس سے چھٹی لے کر وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ جزیرہ ہوانا تفریح کے لئے چلا گیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے ذہن پولیس والوں کی طرح ہوتے ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی شک پڑ گیا۔ میں نے جب مزید

انکوائری کی تو پتہ چلا کہ ایسی کوئی لاٹری پیٹر کی نہیں نکلی چنانچہ میں جزیرہ ہوانا پہنچ گیا۔ وہاں پیٹر سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی سی پوچھ گچھ سے مجھے احساس ہو گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے چنانچہ میں نے اس پر مخصوص حربے آزمائے جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ ایکریمیا کے سامک سنٹر میں نصب مخصوص مشینری کے سائنسی پیپرز کی نقلیں اس نے بھاری معاوضے کے عوض فروخت کی ہیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ آخر کسی نے اس قدر بھاری معاوضہ ایسے پیپرز کے لئے کیوں ادا کیا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کیں جس نے یہ پیپرز خریدے تھے تو پتہ چلا کہ وہ درمیانی آدمی تھا۔ اصل خریدار ڈی لکس کلب کا مالک رونالڈ ہے۔ رونالڈ کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ وہ ڈی لکس کلب کے علاوہ اونچے پیمانے پر معلومات فروخت کرنے کا دھندہ بھی کرتا ہے اور اس کے تعلقات بیحد وسیع ہیں اور اکثر اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جو کام دوسروں کے لئے ناممکن ہوتا ہے وہ کام رونالڈ کے لئے ممکن ہوتا ہے چنانچہ میں نے رونالڈ کو جا گھیرا۔ رونالڈ نے پہلے تو کچھ بتانے سے انکار کر دیا لیکن بہرحال میں نے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر لیا۔ اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ یہ سائنسی پیپرز دراصل پاکیشیا کے علی عمران نے خریدے ہیں"۔ لافٹر نے کہا تو جوڈی بے اختیار اچھل پڑا۔

"عمران نے خریدے ہیں۔ کیوں۔ وہ ان کا کیا کرے گا"۔ جوڈی

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے طور پر جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ عمران ان پیپرز کی مدد سے اپنے ملک کے سائنس دانوں سے مل کر ایکریمیا کے اس سنٹر کی مشینری کو فیل کرنے یا ناکام کرنے کی کوئی کوشش کرے گا"—— لافٹر نے کہا۔

"لیکن وہ اس سنٹر کو تباہ بھی کر سکتا ہے اور تباہی کے لئے مشینری کے سائنسی پیپرز حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک طاقتور بم ہر قسم کی مشینری کے پرخچے اڑا سکتا ہے"—— جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال میں نے آپ کو اطلاع دے دی ہے۔ اب آپ جس طرح چاہیں اس بارے میں سوچ لیں"—— لافٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف باس سے بات کرتا ہوں۔ عمران بغیر کسی مقصد کے کوئی کام نہیں کیا کرتا"—— جوڈی نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبرڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیڈ کوارٹر"—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی مشین کی گراریاں چل رہی ہوں اور ان گراریوں کے چلنے کی وجہ سے آواز پیدا ہو رہی ہو۔

"آر اے سی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"—— جوڈی نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"—— وہی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"—— چند لمحوں بعد چیف کی بھاری آواز سنائی دی تو جوڈی نے لافٹر کی رپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران وہاں حملہ کرنے کی بجائے کوئی اور سائنسی چکر چلانا چاہتا ہے"—— چیف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ شیطانی ذہن کا مالک ہے۔ ایسی بات سوچتا ہے جو کسی کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتی"۔ جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ہاپ کرک کارپوریشن والوں سے وہ سائنسی پیپرز مہیا کر کے چیک کرتا ہوں کہ عمران ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے بعد ہی کچھ سوچیں گے"—— چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جوڈی نے رسیور رکھا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں جما دیں لیکن دوسرے لمحے اس نے سر اٹھایا تو اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئیں تھیں جیسے وہ کسی خاص الجھن میں پھنسا ہوا ہو اور کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ چند لمحے وہ اسی حالت میں رہا پھر اس نے بے اختیار کندھے جھٹکے اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ رسیور اٹھا کر بھی وہ چند لمحے بیٹھا رہا پھر اس نے تیزی سے نمبرڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈی لکس کلب"—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رونالڈ سے بات کراؤ۔ میں جوڈی بول رہا ہوں"—— جوڈی نے کہا۔ رونالڈ سے اس کے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ آپس میں کافی بے تکلف تھے اور جوڈی یہی فیصلہ نہ کرپا رہا تھا کہ وہ عمران کے سلسلے میں رونالڈ سے بات کرے یا نہیں اور آخر کار اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رونالڈ سے بات کرے گا۔ چنانچہ اس نے اسے کال کر لیا تھا۔

"ہیلو۔ رونالڈ بول رہا ہوں"—— چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"جوڈی بول رہا ہوں رونالڈ"—— جوڈی نے کہا۔

"میں نے سن لیا ہے تمہارا نام"—— دوسری طرف سے رونالڈ نے سرد لہجے میں جواب دیا تو جوڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ناراض معلوم ہوتے ہو۔ کہیں لافٹر نے بدتمیزی تو نہیں کر دی"—— جوڈی نے ہنستے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ لافٹر کی وجہ سے رونالڈ کا موڈ آف ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ رونالڈ کو معلوم ہے کہ لافٹر کا تعلق ریڈ ایجنسی سے ہے اور وہ جوڈی کا ماتحت ہے۔

"لافٹر بیچارے نے مجھ سے کیا بدتمیزی کرنی تھی۔ مجھے تو غصہ اس بات پر ہے کہ اگر تمہیں معلومات چاہئے تھیں تو تم براہ راست مجھ سے بات کر سکتے تھے تمہیں کیا ضرورت تھی لافٹر کو بھیجنے کی اور باقاعدہ رقم آفر کرنے کی۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں انکار کر دیتا"—— رونالڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں لافٹر نے رقم کی آفر کی تھی"—— جوڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا اس کے واقعی ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ لافٹر نے ایسا کیا ہو گا۔

"ہاں۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم نے اسے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو رقم چاہئے لے لو لیکن مجھے اصل معلومات مہیا کر دو۔ ایک بار تو میرا دل چاہا تھا کہ لافٹر کو دھکے مار کر دفتر سے باہر نکال دوں لیکن پھر مجھے تمہارا اور تمہارے چیف باس کا خیال آ گیا۔ تمہارے چیف باس نے ایک بار مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں ریڈ ایجنسی کے آڑے نہ آؤں اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا"۔ رونالڈ نے کہا۔

"سوری رونالڈ۔ لافٹر نے جو کچھ کیا اپنے طور پر کیا ہے اسے شاید یقین نہیں ہو گا کہ تم اسے اصل معلومات مہیا کر دو گے اور تم سے وہ زیادتی بہرحال کر نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ تمہارے تعلقات کس قدر وسیع ہیں مجھے تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس نے اپنے مخصوص حربے استعمال کر کے تم سے اصل معلومات حاصل کی ہیں اور اس کے مخصوص حربوں کے بارے میں مجھے اتنا معلوم ہے کہ وہ موقع محل دیکھ کر اپنا کام بہرحال نکال لیتا ہے"—— جوڈی نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر میں اس لافٹر سے خود ہی پوچھ لوں گا۔ تم بتاؤ تم نے فون کیسے کیا ہے"—— رونالڈ نے کہا۔

"تم نے لافٹر کو بتایا ہے کہ تم نے سائنسی پیپرز پاکیشیا کے علی عمران کو دیئے ہیں کیا واقعی ایسا ہے" ——— جوڈی نے کہا۔

"ہاں۔ عمران میرا بہترین کلائنٹ ہے اور اس سے میری طویل عرصے سے دوستی بھی ہے میری بیوی جینی بھی اس سے بیحد متاثر ہے جب بھی وہ ایکریمیا آئے وہ ہمارے گھر ضرور آتا ہے اور پھر اس نے اس معمولی سے کام کے لئے مجھے بہت بڑا معاوضہ بھی دیا ہے"۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"اگر میں تم سے ایک درخواست کروں تو کیا تم میری درخواست قبول کر لو گے" ——— جوڈی نے کہا۔

"کیسی درخواست۔ کھل کر بات کرو" ——— رونالڈ نے کہا۔

"عمران نے یہ سائنسی پیپرز بہادرستان میں ایکریمین سنٹر کو ناکام کرنے کے لئے حاصل کئے ہیں اور اس سنٹر کی حفاظت ریڈ ایجنسی کے ذمے ہے اب میں براہ راست تو اس سے بات نہیں کر سکتا اگر تم کسی طرح معلوم کر سکو کہ ان سائنسی پیپرز سے وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اس کے مقابل اسی طرح کا لائحہ عمل بنا لیں گے" ——— جوڈی نے کہا۔

"میری اس سے بات ہوئی تھی اس نے مجھے بتایا تھا کہ جیسا سنٹر ایکریمیا نے تیار کیا ہے ویسا ہی ایک سنٹر وہ پاکیشیا میں بنانا چاہتے ہیں اس لئے وہ اس کمپنی کا نام معلوم کرنا چاہتا تھا جس کی مشینری اس سنٹر میں نصب ہے تاکہ اس کمپنی سے ویسی ہی مشینری خرید سکے میں نے

اسے بتایا کہ ہاپ کرک کمپنی کمرشل کمپنی ضرور ہے لیکن وہ یہ مشینری صرف حکومت ایکریمیا کو ہی سپلائی کرتی ہے البتہ اس مشینری کے سائنسی پیپرز کی کاپیاں مل سکتی ہیں اس کی مدد سے وہ کسی بھی کمپنی سے ایسی مشینری خرید سکتا ہے جو ہاپ کرک کمپنی جیسی ہو چنانچہ اس نے وہ پیپرز منگوائے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ بہادرستان میں ایکریمین سنٹر کو ناکام کرنا چاہتا ہے" ——— رونالڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اس کا اصل مشن یہی ہے حکومت ایکریمیا نے یہ سنٹر انتہائی خفیہ طور پر قائم کیا ہوا ہے اس سنٹر سے وہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے ملکوں پر بھی کڑی نظر رکھتا ہے اور عمران نہیں چاہتا کہ ایکریمیا پاکیشیا کے دفاعی راز اس طرح حاصل کر سکے اس لئے وہ اس سنٹر کو ناکام کرنا چاہتا ہے پہلے ہمارا خیال تھا کہ وہ اس سنٹر کو تباہ کرنے کے مشن پر کام کرے گا لیکن اب تم سے ملنے والی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی سائنسی چکر چلانا چاہتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اس بارے میں معلومات پہلے سے مل جائیں" ——— جوڈی نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو عمران نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے ورنہ میں کسی صورت بھی اس کا کام نہ کرتا کیونکہ میں ایکریمین ہونے کے ناطے ایکریمیا کے مفادات کے خلاف کیسے کام کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو۔ میں عمران سے رابطہ کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک پلاننگ آ گئی ہے میں اس پلاننگ کے تحت اس سے اصل بات

اگلوا لوں گا"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"کیا پلاننگ ہے۔ مجھے تو بتاؤ"۔۔۔۔ جوڈی نے بے چین ہو کر کہا۔

"ابھی نہیں۔ پہلے عمران سے بات کر لوں۔ پھر بتاؤں گا"۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا میرا نام درمیان میں نہ آئے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"کب تک معلومات حاصل کر لو گے"۔۔۔۔ جوڈی نے پوچھا۔

"دیکھو۔ اس سے رابطہ ہو جائے تو پھر بہرحال میں جلد از جلد یہ کام کر لوں گا تم بے فکر رہو"۔۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا نتیجہ نکلا سرداور سے ملاقات کا۔ آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ معاملات آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میری سنجیدگی دراصل میرے لئے مسئلہ بن جاتی ہے۔ واقعی معاملات الجھ گئے ہیں۔ ان سائنسی پیپرز سے ماہرین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس کمپیوٹر کو کسی صورت بھی ڈاج نہیں دیا جا سکتا۔ یہ انتہائی طاقتور اور خاص ساخت کا کمپیوٹر ہے۔ اس کے مقابلے میں کوئی ایسی مشینری ابھی تک ایجاد نہیں ہو سکی اس لئے جو کچھ ہم نے سوچا تھا

اس سب پر پانی پھر گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر اب یہی صورت رہ جاتی ہے کہ اس سنٹر کو ہی اڑا دیا جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو اب یہی صورت نظر آتی ہے لیکن یہ چونکہ مسئلے کا کوئی حتمی حل نہیں ہے اس لئے میں ذہنی طور پر بیحد الجھا ہوا ہوں۔ سرداور سے میں نے ایک ممکنہ زاویے پر ڈسکس کی ہے۔ اب اس زاویے پر وہ غیر ملکی ماہرین سے بات کر رہے ہیں۔ وہ جب اس بارے میں مجھے جواب دیں گے پھر میں حتمی لائحہ عمل طے کروں گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں۔ باس اگر یہاں ہوں تو ان سے میری بات کرائیں"۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے جوزف۔ کیوں فون کیا ہے"۔۔۔ اس بار عمران نے اصل آواز میں کہا۔

"باس۔ ایکریمیا سے آپ کے دوست رونالڈ کا فون آیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اس نے جو سائنسی پیپرز رانا ہاؤس کے پتے پر بھیجے تھے ان کے بارے میں آپ کو انتہائی اہم بات بتانی ہے اس لئے میں آپ تک پیغام پہنچا دوں کہ آپ اسے فون کر کے بات کر لیں۔ میں نے

پہلے فلیٹ پر فون کیا۔ وہاں سے سلیمان نے بتایا کہ آپ صبح سے گئے ہوئے ہیں۔ اسی لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"۔۔۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جوانا کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔

"جوانا دوپہر کا کھانا کھانے گیا ہوا ہے۔ میں رانا ہاؤس میں اکیلا ہوں۔ اسی لئے تو میں نے یہاں فون کیا ہے"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے بھی یہ بات اسی لئے پوچھی تھی کہ اس معاملے میں محتاط رہا کرو۔ جوانا کو اس سیٹ اپ کا علم نہیں ہونا چاہئے"۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ مجھے معلوم ہے"۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں رونالڈ سے بات کر لیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈی لکس کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس ٹمبکٹو بول رہا ہوں۔ رونالڈ سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رونالڈ بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے رونالڈ۔ کیوں فون کیا تھا۔ کیا معاوضہ نہیں پہنچا جو اس قدر بے چین ہو رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ معاوضہ تو مجھے مل چکا ہے۔ میں دراصل تمہیں ایک خاص بات بتانا چاہتا تھا مجھے بھی بعد میں معلوم ہوا ہے کہ جو سائنسی پیپرز میں نے تمہیں بھیجے ہیں یہ سائنسی پیپرز نامکمل ہیں۔ ان میں سے چند کاغذات اس آدمی نے رکھ لئے تھے اور اب وہ مزید رقم مانگ رہا ہے۔ میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر باقی رہنے والے کاغذوں کے بغیر تمہارا کام نہ چل سکتا ہو تو میں خود اپنی طرف سے اسے معاوضہ دے کر اس سے یہ کاغذ لے کر بھجوا دوں"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"نہیں۔ اس آدمی نے چکر دیا ہے جو پیپرز تم نے بھیجے ہیں وہ مکمل ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا لیکن اس کی پیشانی پر یکلخت لکیریں سے ابھر آئی تھیں۔

"مکمل ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے اس نے مجھے خود پانچ کاغذ دکھائے ہیں"۔۔۔۔ رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ مکمل ہیں تو پھر تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم چونکہ سائنس دان نہیں ہو۔ اس لئے اس نے ویسے ہی چند کاغذ تمہیں دکھا کر مزید معاوضہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وری سیڈ۔ اب میں اس سے اچھی طرح سمجھ لوں گا۔ ویسے تم سناؤ تمہارا کام تو ہو گیا ہے ناں ان پیپرز سے"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیسا کام"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم کہہ رہے تھے کہ ان پیپرز کی مدد سے تم ویسی ہی مشینری نصب کراؤ گے پاکیشیا سنٹر میں"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"ان پیپرز سے وہ کام کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ پیپرز فضول ہیں"۔۔۔۔ رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پیپرز فضول نہیں ہیں لیکن وہ کسی کام کے نہیں ہیں کیونکہ جو مشینری ان پیپرز کے مطابق ہے وہ تو ہاپ کرک والے سوائے حکومت ایکریمیا کے اور کسی کو سپلائی ہی نہیں کرتے اور ایسی مشینری ظاہر ہے اور کوئی کمپنی بناتی ہی نہیں۔ ان کی مشینری بہرحال اس سے مختلف ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تم نے یہ پیپرز کیوں منگوائے تھے"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"صرف اس لئے کہ تمہاری محنت ضائع نہ ہو اور تمہیں ان کا معاوضہ مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ میں نے وہ معاوضہ خود تو نہیں رکھنا تھا۔ اس آدمی کو ہی دینا تھا۔ تم ایسا کرو کہ اس ایکریمین سنٹر میں جا کر وہاں سے وہ مشینری اٹھا لاؤ۔ حکومت خود ہی دوسری منگواتی پھرے گی اور تم

جیسے آدمی کے لئے یہ کوئی مشکل بھی نہیں"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"اس سنٹر پر انتہائی سخت حفاظتی اقدامات ہیں۔ وہ کوئی سیرگاہ تو نہیں کہ میں کھیلتا ہوا وہاں جاؤں گا اور وہاں سے مشینری اٹھا لاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ حفاظتی اقدامات تو ہوتے ہی ہیں۔ اگر تم کہو تو میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"کس طرح"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جس ایجنسی کے پاس اس سنٹر کی سیکورٹی ہو گی اس کے کسی آدمی کو توڑا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"یہ لمبا کام ہے پہلے اس ایجنسی کا پتہ چلے۔ پھر اس کا آدمی تلاش کیا جائے پھر اسے توڑا جائے۔ اس کے بعد کام آگے بڑھے"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے ایجنسی کا تو علم ہے۔ صرف آدمی ٹریس کرنا پڑے گا۔ وہ میں کر لوں گا"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"کون سی ایجنسی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ریڈ ایجنسی۔ مجھے اس آدمی نے بتایا تھا جس سے میں نے پیپرز خریدے تھے"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پھر تو تم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ

ریڈ ایجنسی کے چیف ایجنٹ جوڈی سے تمہاری بڑی گہری دوستی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ وہ بڑا بااصول آدمی ہے۔ اس سے تو بات ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو مجھے کوئی اور آدمی توڑنا پڑے گا جو معاوضہ لے کر کام کر دے"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی نے غلط بتا دیا ہو کیونکہ میری معلومات کے مطابق اس سنٹر میں ریڈ ایجنسی کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس کا سیکورٹی آفیسر مارٹن ہے اور مارٹن کا تعلق ریڈ ایجنسی سے نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی ایسا سسٹم موجود ہو کہ ریڈ ایجنسی کو فوراً کال کیا جا سکتا ہو۔ ریڈ ایجنسی ایکریمیا کی سب سے فعال اور تیز ترین ایجنسی ہے۔ وہ وہاں پہنچ بھی سکتی ہے"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ منصوبہ بھی ناقابل عمل ہے۔ اس سنٹر سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے خلاف اتنا بڑا اقدام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہادرستان حکومت جانے اور ایکریمین حکومت۔ ہم تو اپنا سنٹر بنانا چاہتے ہیں۔ اب دیکھو حکومت کس کمپنی سے بات کرے گی۔ آخر کام تو ہو ہی جاتے ہیں۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ مشینری اسی معیار کی ہو جس معیار کی اس سنٹر میں نصب ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو نہ سہی"۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔

"او کے۔ اگر تم نہیں چاہتے تو پھر اس بارے میں کوشش کرنا ہی فضول ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔

"یہ رونالڈ دراصل چاہتا کیا تھا۔ مجھے تو اس کی ساری باتیں مشکوک سی لگتی تھیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے شاید غور نہیں کیا کہ رونالڈ مجھ سے کیا چاہتا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کے چہرے کی کیفیات تو بتا رہی تھیں کہ آپ اس کی باتوں سے مشکوک ہو گئے ہیں لیکن بات میری سمجھ میں واقعی نہیں آئی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری یہی عظمت ہے کہ تم سچ بات کرنے میں جھجکتے نہیں ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل کھیل کیا کھیلا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ رونالڈ اور جوڈی جو کہ ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہے کے درمیان گہرے دوستانہ اور بے تکلفانہ تعلقات ہیں اور رونالڈ کی اس بات کی وجہ سے شروع سے ہی میں مشکوک ہو گیا تھا جب اس نے یہ کہا کہ سائنسی پیپرز نامکمل ہیں۔ مجھے چونکہ ذاتی طور پر علم تھا کہ یہ پیپرز مکمل ہیں اس لئے میں چونک پڑا۔ دوسری بات یہ کہ میں رونالڈ کی

رگ رگ سے واقف ہوں۔ اس کا لہجہ ہی بات کرتے ہوئے کھوکھلا تھا۔ اسی لئے میں نے بات لمبی کی تاکہ اصل بات سامنے آجائے اور آخر کار وہ بات سامنے آگئی۔ رونالڈ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس سنٹر کے بارے میں ہمارا آئندہ اقدام کیا ہو گا۔ کیا ہم اس کے خلاف صرف سائنسی اقدام کریں گے یا سنٹر پر حملہ کر کے اسے تباہ کرنے کی کوشش کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن رونالڈ کو یہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جب اس نے بتایا کہ ریڈ ایجنسی کے ذمے اس سنٹر کی حفاظت کی ذمہ داری ہے تو میں ساری بات سمجھ گیا تھا۔ یقیناً جوڈی کو اس ساری کارروائی کا علم ہو گیا ہو گا۔ وہ بیحد تیز آدمی ہے۔ اس نے یقیناً رونالڈ کے ذریعے ہمارے پیپرز حاصل کرنے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور جو کچھ ہم سوچ رہے ہیں کہ اس سنٹر کو تباہ کرنے سے ہمارا مشن حتمی طور پر مکمل نہیں ہوتا یہی بات جوڈی نے سوچی ہو گی اس لئے وہ معلوم کرنا چاہتا ہو گا کہ ہم آخر کیا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی ہمارے خلاف حتمی لائحہ عمل طے کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے رونالڈ کو یہ کہہ دیا ہے کہ ہمارا اس سنٹر پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے اس طرح جوڈی مطمئن ہو جائے گا ورنہ اگر واقعی ریڈ ایجنسی وہاں پہنچ جاتی ہے تو پھر ہمارے لئے خاصا مشکل کام ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب میں سمجھ گیا ساری بات۔ ریڈ ایجنسی نے چونکہ ایمرجنسی میں وہاں پہنچنا ہے اس لئے وہ پہلے سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آپ کا سنٹر کے خلاف کام کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چلو شکر ہے اللہ نے تمہیں اتنی عقل تو بہرحال دے دی کہ تم بات سمجھ گئے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ شاید یہ پہلا مشن ہے کہ ٹارگٹ سامنے ہونے کے باوجود آپ اس ٹارگٹ کی طرف رخ نہیں کر رہے حالانکہ پہلے آپ بیحد بے چین تھے۔ لیکن جیسے ہی جولیا نے معلومات حاصل کیں ہیں آپ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹارگٹ کے خاتمے سے مسئلہ حل ہو جاتا تو اب تک وہاں برسرپیکار ہو چکا ہوتا لیکن مجھے نظر آرہا ہے کہ اس سے پاکیشیا کو کوئی حتمی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اس لئے ایکشن میں نہیں آرہا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ اگر صاحب ہوں تو ان سے بات کرائیں"۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے یہاں"۔

عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"سرداور کی کال آئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں آپ کو تلاش کر کے آپ تک پیغام پہنچا دوں کہ آپ ان سے فوری رابطہ کر لیں"۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں ان سے بات"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہاری یہ ڈگریاں سن کر مجھے واقعی احساس کمتری سا ہونے لگ جاتا ہے کہ تم اتنے پڑھے لکھے ہو اور میں بیچارہ جاہل مطلق"۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے طنز کا یہ خوبصورت انداز بتا رہا ہے کہ اب آپ سائنس کی بجائے آرٹس پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ جلد ہی طنز و مزاح پر ایک دلچسپ کتاب پڑھنے کو مل جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے بات کرتے ہوئے واقعی ذہن خود بخود اس طرف مائل ہو جاتا ہے ورنہ تو سارا دن خشک قسم کی گفتگو میں ہی گزر جاتا ہے بہرحال میں نے تمہیں اس لئے کال کیا تھا کہ تمہارا آئیڈیا میں نے ماہرین سے تفصیلی طور پر ڈسکس کیا ہے نتیجہ زیرو ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابھی

ایسی کوئی مشین ایجاد نہیں ہو سکی کہ جو فضا میں ریڈیو لہروں کی فریکونسی کو یکلخت پلٹ دے اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو ایسا مسلسل ہو ہی نہیں سکتا"۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی امید تھی کہ آپ کے ماہرین یہی جواب دیں گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ماہرین نے جان بوجھ کر غلط جواب دیا ہے"۔۔۔۔ سرداور کے لہجے میں ہلکے سے غصے کا تاثر ابھر آیا تھا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ سائنسی ماہرین کی عادت ہوتی ہے کہ جو دوسرے ریسرچ کر کے انہیں اس ریسرچ کی سائنسی توجیہات سمجھا دیں تو وہ قابل عمل ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی نیا آئیڈیا انہیں بتایا جائے جس کی سائنسی توجیہہ پر ریسرچ نہ ہوئی ہو تو وہ اسے ناقابل عمل قرار دے دیتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے جس کی کوئی سائنسی توجیہہ ہی نہ ہو اسے وہ کیسے تسلیم کر لیں"۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"پہلے تو آئیڈیے ہی ذہن میں آتے ہیں پھر ان کی سائنسی توجیہات ریسرچ کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان سائنسی توجیہات کی تلاش میں بعض اوقات عمریں گزر جاتی ہیں لیکن بعض آئیڈیے ایسے ہوتے ہیں جن کی سائنسی توجیہہ ہو ہی نہیں سکتی مجھے یاد ہے تم نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ ایک صاحب نے پہاڑی برف سے آسانی بجلی پیدا کرنے کا آئیڈیا بتایا

تھا کہ بجلی کی لہریں سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور برف بھی سفید ہوتی ہے اس لئے برف سے بجلی بنائی جا سکتی ہے۔ اب تم خود سوچ کر بتاؤ کہ ماہرین اس کی سائنسی توجیہات پر ریسرچ کرنا شروع کر دیں گے"۔ سرداور نے کہا۔

"لیکن میں نے جو آئیڈیا آپ کو دیا تھا وہ تو برف سے بجلی بنانے والا نہیں تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں نے تو صرف مثال دی ہے بہرحال جو کچھ تم نے کہا تھا ویسا ممکن ہی نہیں ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ٹرانسمیٹر لہروں کو اس کے رسیور تک تو صحیح پہنچایا جائے لیکن دوسرے رسیور پر وہ تبدیل ہو جائیں اگر وہ تبدیل ہوں گی تو دونوں ہی ہوں گی ایک نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی ایسا آلہ بنایا جا سکتا ہے جو فضا میں موجود لاکھوں کروڑوں ٹرانسمیٹر لہروں کو اس طرح تبدیل کرتا رہے"۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر کرنے کے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اس کی پیشانی پر شکنیں موجود تھیں۔

"بات تو سرداور کی درست ہے ٹرانسمیٹر لہروں کو بیک وقت درست اور تبدیل کیسے کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر

فریکونسی ایڈ جسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ فریکونسی ایڈ جسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور" ——— عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ کچھ دن پہلے تم نے بتایا تھا کہ تم ہارنگ کے ٹرانسمیٹر ویوز پر کوئی خصوصی مقالہ پڑھتے رہے ہو اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ مقالہ پڑھنے کے بعد مجھے بھجوانا۔ اوور" ——— عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن میں نے ابھی اسے پوری طرح نہیں پڑھا کیونکہ وہ بیحد پیچیدہ موضوع پر مبنی ہے اس لئے اسے بہت سوچ سمجھ کر پڑھنا پڑتا ہے اگر آپ کہیں تو میں اسے پہلے آپ کو بھجوا دوں جب آپ پڑھ لیں گے تو میں بعد میں پڑھ لوں گا۔ اوور" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"اصل مقالہ تو میں نے پڑھا ہوا ہے۔ وہ تو کافی پہلے چھپ چکا ہے لیکن تم نے بتایا تھا کہ ہارنگ نے اس میں مزید بحث کی جس کا ماحاصل بھی شامل کیا ہوا ہے۔ کوئی ایڈوانس آئیڈیا۔ وہ کیا ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"وہ وائرلیس لہروں کے لانگ ویوز کے نئے سائیکل کی دریافت پر مبنی ہے۔ میں نے اسے پوری طرح تو نہیں پڑھا لیکن سرسری طور پر پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خیال ہے کہ لانگ ویوز کے

سائیکلوں کو فضا میں ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ——— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی ایسا ہی ہے جیسے تم بتا رہے ہو۔ اوور" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ ابھی میں نے اسے پوری طرح نہیں پڑھا۔ اوور" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بہرحال مین آئیڈیا تو یہی ہے ناں۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اوور" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ تم وہ مقالہ میرے فلیٹ پر بھجوا دینا۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ وائرلیس لہروں پر ایک صاحب اتھارٹی ہیں ڈاکٹر ہارنگ۔ گریٹ لینڈ کے رہنے والے ہیں۔ کیا ان کا فون نمبر معلوم ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"تو تم ابھی تک اسی خیال میں پھنسے ہوئے ہو۔ بہرحال مجھے تو معلوم نہیں ہے البتہ میں گریٹ لینڈ سے معلوم کرتا ہوں" ——— سرداور نے کہا۔

"آپ معلوم کریں۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کو دوبارہ فون کر کے

معلوم کر لوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر ہارنگ یہ مسئلہ حل کر دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ سرداور کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ نمبر معلوم ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"نہ صرف نمبر معلوم ہو گیا ہے بلکہ میری ڈاکٹر ہارنگ سے بات بھی ہوئی ہے۔ میری ان سے پہلے بھی متعدد بار ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے انہیں تمہارا ریفرنس دے دیا ہے اور تم میرے حوالے سے ان سے بات کر لو"۔۔۔۔ سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

"بیحد شکریہ جناب"۔۔۔۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آ جانے پر اس نے پہلے گریٹ لینڈ کا رابطہ نمبر اور پھر سرداور کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس ڈاکٹر ہارنگ ہاؤس"۔۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ابھی ڈاکٹر ہارنگ سے پاکیشیا کے سرداور کی بات ہوئی ہے جس میں انہوں نے مجھے ریفر کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف

سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر ہارنگ سے بات کیجئے۔ لیکن پلیز۔ یہ خیال رکھنا کہ وہ بیمار بھی ہیں اور بہت بوڑھے بھی ہو چکے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں خیال رکھوں گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک لرزتی ہوئی اور کمزور سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے سرداور نے ابھی تمہارے متعلق تفصیل سے بتایا ہے مجھے تم جیسے ذہین نوجوان سے مل کر خوشی ہوئی ہے بہرحال کیا پرابلم ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے اسی طرح لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے کہ کیا وائرلیس ویوز کے سائیکلز کو اس انداز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے رسیور پر تو درست انداز میں نشر ہوں لیکن دوسرے کسی بھی رسیور پر نشر ہوتے ہوئے ان میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔

"دوبارہ بتاؤ۔ تم نے کیا کہا ہے اور ذرا آہستہ آہستہ بولو تاکہ میں تمہاری بات پوری طرح سمجھ سکوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے کہا تو عمران نے اپنی بات کو اسی انداز میں دوہرایا جس انداز میں ڈاکٹر ہارنگ نے کہا تھا۔

"نہیں بیٹے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کی ساخت جیسے ہی تبدیل ہو گی تو پھر ہر رسیور پر تبدیل ہو جائے گی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک رسیور پر تو اس کی ساخت وہی رہے جبکہ دوسرے رسیور پر وہ تبدیل ہو جائے"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے ٹرانسمیٹر ویوز پر اپنے مقالے میں جو ایڈوانس ریسرچ دی ہے اس میں تو آپ نے اس تبدیلی کا ذکر کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ یہ تبدیلی نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ وہ یہ تبدیلی ہے کہ لانگ ویوز کو شارٹ ویوز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور شارٹ ویوز کو لانگ ویوز میں۔ میری ریسرچ سے پہلے یہی سمجھا جاتا تھا کہ ٹرانسمیٹر سے جو لہریں ہوا میں بھیجی جاتی ہیں وہ اگر لانگ ویوز میں ہیں تو وہ ہر حالت میں لانگ ویوز میں رہیں گی اور اگر شارٹ ویوز میں ہیں تو ہر حالت میں شارٹ ویوز میں رہیں گی لیکن میں نے اپنے اس مقالے میں اپنی طویل ریسرچ دی ہے کہ ایسا نہیں ہے یہ تبدیلی ممکن ہے۔ تفصیلات البتہ تمہیں خود پڑھنا ہوں گی کیونکہ میں اتنی لمبی بات کرنے

کے قابل نہیں ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر تو یہ لہریں رسیور پر نشر نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ان کی ساخت تبدیل ہو چکی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ رسیور اس ساخت کے بنائے جائیں جو اس خاص طاقت کی شارٹ ویو کو کیچ کر کے نشر کر سکتے ہوں جس خاص طاقت کی لانگ ویوز کو ٹرانسمیٹر سے ارسال کیا جائے"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے کہا۔

"لیکن جو مشینری تمام طاقت کی کالز کو کیچ کرتی ہے وہ تو اسے بھی کیچ کرے گی پھر اس کا کیا فائدہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے میری بات پر دھیان نہیں دیا۔ سر داور نے تو تمہاری ذہانت کی بڑی تعریف کی تھی۔ میں اب مزید بات نہ کر سکوں گا۔ اس لئے اب میری بات دھیان سے سنو اور اب اسے سمجھنے کی کوشش کرو"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ عمران نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ یہی فقرے عمران ان سے کہتا تھا اور آج یہی فقرے عمران کو سننے پڑ رہے تھے۔

"دیکھو نوجوان۔ ٹرانسمیٹر اور رسیور دونوں پر ایک ہی فریکونسی ہو گی تو ٹرانسمیٹر سے نشر ہونے والی کال رسیور پر نشر ہو گی۔ اب جبکہ ہوا میں ہی لانگ ویوز فریکونسی کو شارٹ ویوز فریکونسی میں تبدیل کر دیا جائے گا تو جو سپیشل رسیور اس مقصد کے لئے بنایا جائے گا وہاں تو وہ

کال نشر ہو جائے گی لیکن جو مشین اسے کیچ کر رہی ہو گی وہاں چونکہ
حسابی طور پر وہی فریکونسیاں کام کر رہی ہوں گی جو عام حالت میں ہوتی
ہیں اس لئے وہ لانگ ویوز سے شارٹ ویوز میں تبدیل ہو جانے والی
فریکونسی تو اس مشین میں سرے سے موجود ہی نہیں ہو گی۔ اس طرح
وہاں یہ کال کیچ تو ہو جائے گی لیکن ظاہر ہے وہ رسیور کے برقیوں سے
ٹکرا کر جب ارتعاش پیدا کرے گی تو وہ ارتعاش اس لانگ ویوز سے
مختلف ہوں گے اس طرح ان ارتعاشات سے پیدا ہونے والی آواز کی
لہریں بھی مختلف ہو جائیں گی۔ اس طرح وہ آواز کی لہریں جو ٹرانسمیٹر
سے لانگ ویوز میں نشر کی گئی ہوں گی وہ یہاں پیدا ہی نہ ہو سکیں گی۔
اب وہاں کیا ارتعاشات پیدا ہوتے ہیں اور کیا آوازیں پیدا ہوتی ہیں وہ
تم خود سمجھ سکتے ہو"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہارنگ نے اس بار تفصیل سے
سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر ہارنگ۔ آپ عظیم ہیں۔ اب میں آپ کی بات
پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ وہ بات تو ظاہر ہے کسی صورت میں بھی نشر
نہیں ہو سکتی جو ٹرانسمیٹر سے لانگ ویوز میں نشر ہوئی ہو گی۔ ویری گڈ۔
بس میں بھی یہی چاہتا تھا لیکن سر۔ یہ لانگ ویوز کو ہوا میں ہی شارٹ
ویز میں تبدیل کرنے والا آلہ ایجاد بھی ہوا ہے یا یہ صرف ریسرچ تک
محدود ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو اس کا فارمولا دے دیا ہے۔ ظاہر ہے اب میں نے
فیکٹری تو نہیں لگا رکھی کہ آلات بھی تیار کرتا رہوں۔ اس فارمولے

کے تحت مشینری بھی تیار کی جا سکتی ہے اور ایسے آلات بھی"۔ ڈاکٹر
ہارنگ نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ بہرحال
میں آپ کی عظمت کا قائل ہو گیا ہوں۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ عمران نے کہا
اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"ڈاکٹر ہارنگ واقعی اپنے مضمون میں اتھارٹی ہیں۔ یہ واقعی انقلابی
فارمولا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلی بار آپ کو ڈانٹ پڑتے ہوئے سنا ہے"۔۔۔۔ بلیک
زیرو نے کہا۔

"ایسے عظیم استادوں کی ڈانٹ تو نعمت ہوتی ہے اس ڈانٹ سے
شاگرد کے ذہن کے بے شمار سوئے ہوئے خلیے جاگ اٹھتے ہیں"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہرحال آپ کا مسئلہ حل ہوا یا نہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ حل ہو گیا ہے لیکن ظاہر ہے ان آلات کی تیاری۔ ایسے
ٹرانسمیٹروں اور ان کے رسیوروں کی تیاری میں تو بہرحال وقت لگے
گا۔ لیکن بات طے ہو گئی ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیا۔

"لیکن پہلے تو ڈاکٹر ہارنگ نے بھی آپ کے آئیڈیے کو ناممکن قرار
دے دیا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ وہ آئیڈیا واقعی ناممکن تھا لیکن جو کچھ میں اس آئیڈیے سے

چاہتا ہوں وہ اس انداز میں حل ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ مہربانی کر کے میرے ذہن کے سوئے ہوئے خلیوں کو بھی جگا دیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں ذرا مزید تفصیل سے سمجھانا پڑے گا۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ ٹرانسیٹر کس طرح کام کرتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ٹرانسیٹر پر ایک خاص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے بات کی جاتی ہے تو آواز کی لہریں وائرلیس لہروں میں تبدیل ہو کر فضا میں پھیل جاتی ہیں اور پھر یہ لہریں جب اسی فریکونسی میں ایڈجسٹ شدہ ٹرانسیٹر کے اندر موجود رسیور سے ٹکراتی ہیں تو یہ رسیور انہیں کیچ کر کے دوبارہ آواز کی لہروں میں تبدیل کر کے نشر کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ریڈیو کام کرتا ہے کہ ریڈیو اسٹیشن سے ایک خاص ویوز میں آواز کی لہروں کو ٹرانسیٹر ویوز جنہیں ہم ریڈیائی لہریں کہتے ہیں فضا میں نشر کی جاتی ہیں اور جہاں جہاں ریڈیو اس خاص ویوز پر ٹیون ہوتا ہے وہاں یہ لہریں دوبارہ آواز کی لہروں میں بدل جاتی ہیں اور نشر ہوتی ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس انداز میں جواب دیا جیسے بچے اپنے استاد کو سبق سناتے ہیں۔

"اب اسی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ فریکو سیز دو مختلف سائیکلز پر بنی ہوتی ہیں۔ ان میں لانگ ویوز بھی ہوتی ہیں اور شارٹ

ویوز بھی۔ ان کا ہر فریکونسی میں خصوصی تناسب ہوتا ہے اور اس طرح جس رسیور میں وہ فریکونسی ایڈجسٹ ہوتی ہے وہاں آواز نشر ہو جاتی ہے۔ میں پہلے یہ چاہتا تھا کہ ہوا میں موجود ان لہروں کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ اصل رسیور میں تو وہ اس فریکونسی پر نشر ہو جائیں لیکن دوسرے کسی رسیور پر وہ تبدیل ہو جائیں جسے سرداور نے ناممکن قرار دے دیا ہے اور ڈاکٹر ہارنگ نے بھی۔ کیونکہ ظاہر ہے تبدیلی تو سب کے لئے یکساں ہو گی لیکن ڈاکٹر ہارنگ نے جو فارمولا ایجاد کیا ہے اس کے تحت فضا میں لانگ ویوز کو شارٹ ویوز میں اور شارٹ ویوز کو لانگ ویوز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے وہ سارا تناسب بدل جائے گا اور اس فریکونسی پر اسے کیچ نہ کر سکے گا لیکن اگر رسیور میں تبدیلی کر دی جائے کہ جس تناسب سے یہ تبدیلی ہو وہاں بھی اسی تناسب سے تبدیلی پہلے سے ہو تو وہاں تو یہ لہریں کیچ بھی ہو جائیں گی اور نشر بھی ہو جائیں گی لیکن دوسرے کسی بھی ٹرانسیٹر پر یہ اس طرح نشر نہیں ہوں گی جس طرح ٹرانسیٹر سے انہیں ارسال کیا گیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی بالکل اب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا کہ اس خاص انداز کے ٹرانسیٹر کی نشریات کو ایکریمین سائنس سنٹر کی مشینری کیچ تو ضرور کرے گی لیکن جو کچھ کہا جا رہا ہو وہ یکسر تبدیل ہو جائے گا۔ اگر ٹرانسیٹر مغرب کی بات نشر کر رہا ہے تو وہاں مشرق کی بات نشر ہو رہی ہو گی جبکہ اصل رسیور میں وہ مغرب کی ہی بات ہو گی"۔۔۔۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

"بالکل۔ اور میں یہ چاہتا تھا۔ ہمارا اصل مسئلہ دفاعی رازوں کا ہے اس لئے ایسے خصوصی ٹرانسیٹر تیار کر کے فوج کو دیئے جا سکتے ہیں۔ اس طرح بہادرستان میں قائم ساسک سنٹر کو ہمیشہ کے لئے ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ وہ جو پیغامات سنیں گے وہ پیغامات یکسر مختلف ہوں گے۔ اس طرح پاکیشیا کا دفاع محفوظ رہے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ظاہر ہے اس میں تو خاصا وقت لگے گا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اس کے لئے اب اس ساسک سنٹر کو تباہ کرنا ضروری ہو گیا ہے تاکہ جب تک یہ خاص ٹرانسیٹر تیار ہوں اس وقت تک ہمارے دفاعی راز محفوظ ہو جائیں اور جب تک وہ دوسرا سنٹر قائم کریں گے تب تک ہمارے خصوصی ٹرانسیٹر بھی تیار ہو جائیں گے"۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"لیس سر"۔۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"تم نے بہادرستان میں جس سنٹر کو ٹریس کیا ہے اس کو ختم کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اس لئے تم صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو مشن پر جانے کے لئے الرٹ کر دو۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیس سر۔ کب روانگی ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"عمران ضروری انتظامات کر رہا ہے۔ وہ خود ہی تمہیں کال کرے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں سرداور سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں تاکہ جو کچھ ڈاکٹر ہارنگ سے ڈسکس ہوا ہے وہ ان کے نوٹس میں لے آؤں۔ اور وہ ایسے خصوصی ٹرانسیٹرز کی تیاری کے سلسلے میں کام شروع کر دیں۔ اس کے بعد میں ٹیم کو لے کر بہادرستان چلا جاؤں گا لیکن تم نے یہاں پوری ہوشیاری سے رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ریڈ ایجنسی ہمیں روکنے کے لئے یہاں کوئی خاص آپریشن کرنے کی کوشش کرے"۔۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جوڈی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں جوڈی۔ میری عمران سے تفصیلی بات ہو گئی ہے۔ وہ بہادرستان والے سنٹر کے بارے میں کوئی اقدام کرنے کا نہیں سوچ رہا"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"کیا بات ہوئی۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم تفصیل جاننا چاہو گے اس لئے میں نے کال ٹیپ کر لی ہے۔ تم ٹیپ سن لو"۔۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو تم نے بہت اچھا کیا۔ اس طرح ہر لفظ سامنے آجائے گا۔ سناؤ ٹیپ"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد عمران کی آواز سنائی دی اور پھر جوڈی انتہائی انہماک سے ان دونوں کی درمیان ہونے والی گفتگو سننے لگا۔ اس

کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ گفتگو سن کر ذہنی طور پر خاصا الجھ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب گفتگو ختم ہو گئی تو ٹیپ چلنے کی آواز بھی بند ہو گئی۔

"تم نے گفتگو سن لی جوڈی۔ اب تو تمہاری تسلی ہو گئی"۔ رونالڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔ بہرحال شکریہ"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر کافی دیر تک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیڈ کوارٹر"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مشینی آواز سنائی دی۔

"آر اے سی جوڈی۔ چیف سے بات کراؤ"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد چیف باس کی بھاری آواز سنائی دی۔

"جوڈی بول رہا ہوں چیف"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رونالڈ کے ذریعے ہونے والی بات چیت کا مفہوم بتا دیا۔

"اس سے تم نے کیا نتیجہ نکالا ہے"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے چیف کہ عمران لازماً اس سنٹر پر حملہ کرے گا۔ وہ انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس گفتگو میں اس کا انداز

بتا رہا ہے کہ وہ رونالڈ کی باتوں سے مشکوک ہو گیا ہے اور اس نے جس طرح آخر میں بات کی ہے کہ وہ کوئی اقدام نہیں کرے گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فوری طور پر اقدام کرنے کا سوچ رہا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ میں ریڈ ایجنسی سمیت فوری طور پر وہاں پہنچ جاؤں تاکہ اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں اس گفتگو سے اور سائنسی پیپرز سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے کوشش کی ہے کہ وہ کسی مشین کے ذریعے اس سنٹر کو ناکام بنا دے۔ لیکن اب اس کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا سائنسی اقدام کرنے میں ناکام رہا ہے اس لئے اب لامحالہ وہ سنٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا"۔ چیف نے کہا۔

"لیس چیف۔ پھر اجازت ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے وہاں زیادہ افراد لے کر نہیں جانا۔ کیونکہ اس سنٹر کے بارے میں جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں اس کے مطابق اس کے اندر رہ کر اس کی سیکورٹی زیادہ بہتر انداز میں کی جا سکتی ہے باہر آدمیوں کو مقرر کرنا اس سنٹر کی سیکورٹی کے خلاف اقدام ہے"۔ چیف نے کہا۔

"پھر تو چیف میں صرف لافٹر اور گارشیا کو ساتھ لے کر وہاں چلا جاؤں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو۔ میں اس سنٹر کی فائل تمہارے آفس بھجوا دیتا ہوں تم اس فائل کو چیک کر لو۔ اس سنٹر کا خصوصی فون نمبر اور اس کے انچارج کے بارے میں بھی تفصیلات موجود ہیں۔ اسے میں فون کر کے تمہارے متعلق بتا دوں گا باقی تفصیلات تم خود اس سے طے کر لینا۔ بہرحال یہ بات سن لو کہ اس سنٹر کو ہر صورت میں قائم رہنا چاہئے اس کی تباہی ایکریمیا کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ اس بار اگر عمران وہاں آیا تو کسی صورت بھی زندہ بچ کر نہ جا سکے گا"۔۔۔۔ جوڈی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس بار اگر وہ ریڈ ایجنسی سے ٹکرا ہی رہا ہے تو پھر اس کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جانا چاہئے"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"لیس چیف۔ ایسا ہی ہوگا"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"گڈ لک"۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا جوڈی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور ہاتھ اٹھا کر ٹون آجانے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈریم لینڈ کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لافٹر سے بات کراؤ۔ میں جوڈی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے

کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"—— دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہیلو۔ لافٹر بول رہا ہوں"—— چند لمحوں بعد لافٹر کی آواز سنائی دی۔

"جوڈی بول رہا ہوں لافٹر۔ میرے آفس میں آجاؤ۔ ہم نے فوری طور پر بہادرستان جانا ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف مشن مکمل کرنا ہے"—— جوڈی نے کہا۔

"تو فیصلہ ہو گیا ہے اس بارے میں"—— لافٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم آجاؤ تاکہ اس بارے میں تمام تفصیلات طے کی جا سکیں"—— جوڈی نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ ہٹایا اور ٹون آجانے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"—— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"جوڈی بول رہا ہوں گارشیا"—— جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم۔ آج کیسے گارشیا یاد آ گئی۔ پتہ ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم سے ملے ہوئے"—— دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اس لئے ملاقات نہیں ہو سکی کہ تمہارے لئے ایک لمبی تفریح کا بندوبست کر رہا تھا"—— جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کہاں ہونی ہے یہ تفریح اور کس کے ساتھ"—— گارشیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہادرستان میں ایکریمیا کا خفیہ سائنسی سنٹر ہے جسے سامک سنٹر کہا جاتا ہے۔ اس سنٹر کی سیکورٹی کی ذمہ داری اس لئے فوری طور پر ریڈ ایجنسی کے سپرد کی گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ کا ایجنٹ علی عمران اس سنٹر کو تباہ کرنے کے درپے ہے چیف سے میں نے تمہیں ساتھ لے جانے کی خصوصی اجازت حاصل کی ہے کیونکہ ظاہر ہے تمہارے بغیر مشن کا لطف ہی نہیں آتا اور ویسے بھی تم اس عمران سے ٹکرانے کے لئے انتہائی بے چین رہتی ہو اب وہ موقع آ گیا ہے"—— جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ہم تین کریں گے"—— گارشیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس سنٹر کے حفاظتی انتظامات اس انداز کے ہیں کہ ہم اس کے اندر رہ کر اس کی حفاظت کریں گے اور اس کام کے لئے تین ریڈ ایجنٹ کافی ہیں"—— جوڈی نے کہا۔

"ارے پھر کیا لطف آئے گا اس مشن میں۔ میرا خیال تھا کہ روبرو مقابلہ ہو گا اس عمران سے"—— گارشیا نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا تم ایسا کرو کہ فوراً تیار ہو کر میرے دفتر آ جاؤ

لافٹر بھی آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں فوراً ہی کسی تیز رفتار چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بہادرستان جانا پڑے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"اوکے۔ میں پہنچ رہی ہوں"۔۔۔۔۔ گارشیا نے کہا اور جوڈی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

"یہ فائل ہیڈ کوارٹر سے بھجوائی گئی ہے باس"۔۔۔۔۔ نوجوان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل جوڈی کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ لافٹر اور گارشیا آ رہے ہیں انہیں فوراً میرے پاس بھجوا دینا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے فائل لیتے ہوئے کہا اور نوجوان یس سر کہہ کر مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ جوڈی نے فائل میز پر رکھ کر اسے کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں چار کاغذ ٹائپ شدہ تھے جبکہ ایک کاغذ پر سنٹر کا اندرونی اور بیرونی نقشہ تفصیل سے بنایا گیا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی بہادرستان کے دارالحکومت سے سنٹر تک پہنچنے کا راستہ درج تھا جوڈی نے ٹائپ شدہ کاغذ پڑھنے کے بعد اس نقشے پر نظریں جما دیں کافی دیر تک وہ غور سے نقشہ اور راستوں کی تفصیل دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنٹ جوڈی بول رہا ہوں سنٹر کے انچارج ڈاکٹر فلچر سے میری بات کرائیں"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"آپ کا ریڈ ایجنٹ کوڈ کیا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آر اے سی"۔۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہولڈ آن کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر فلچر بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فلچر۔ میں چیف ریڈ ایجنٹ بول رہا ہوں۔ ابھی ریڈ ایجنسی کے چیف نے آپ سے بات کی ہو گی"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ہاں۔ تو آپ آ رہے ہیں سنٹر"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہم تین ریڈ ایجنٹ آ رہے ہیں۔ آپ بتائیں کہ سنٹر تک پہنچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہو گا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"آپ نام بتائیں تاکہ میں آپ کے لئے سپیشل کمپیوٹر کارڈ تیار کرا لوں"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"میرا نام جوڈی ہے اور میرے ساتھیوں کے نام لافٹر اور گارشیا ہیں"۔۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کب بہادرستان کے دارالحکومت پہنچیں گے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"ہم آج رات خصوصی چارٹرڈ جیٹ طیارے سے روانہ ہو جائیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم کل صبح بہادرستان کے دارالحکومت پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"آپ بہادرستان کے دارالحکومت پہنچ کر وہاں کے ہوٹل آشان چلے جائیں۔ ہوٹل کے مینجر رابرٹ کو آپ اپنے نام بتائیں گے تو وہ میرے آدمی کو آپ سے ملوا دے گا میرے آدمی کا نام مارٹن ہو گا مارٹن ہمارے سنٹر کا سیکورٹی چیف ہے وہ آپ کو سنٹر لے آئے گا آپ کے سپیشل کمپیوٹر کارڈ بھی اسی کے پاس ہوں گے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹلوں کے مینجر اکثر ہوٹلوں میں نہیں ملتے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہمارا وہاں وقت ضائع ہو"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"رابرٹ موجود ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

بہادرستان کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچے تھے۔ عمران نے بہادرستان میں موجود سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کے ذریعے پہلے ہی یہ کوٹھی حاصل کر لی تھی اور اس ایجنٹ نے یہاں اس کی ہدایت کے مطابق تمام ضروری سامان بھی پہنچا دیا تھا۔ گیراج میں دو لینڈ کروزر جیپیں بھی موجود تھیں۔ عمران یہاں آنے کے فوراً بعد صفدر کو ساتھ لے کر چلا گیا تھا اور اس وقت کمرے میں صالحہ، جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ سب میک اپ میں تھے لیکن ان سب کے میک اپ مقامی تھے جبکہ جولیا ایکریمین میک اپ میں تھی۔

"یہ عمران صفدر کو لے کر کہاں چلا گیا ہے"۔۔۔۔۔ صالحہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ راستے میں موجود چیک پوسٹس کے سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے گیا ہے"——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی ساتھ ہی رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ وہ تو ابھی یہاں پہنچے تھے اس لئے یہاں فون کون کر سکتا ہے۔ بہرحال جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"——— جولیا نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں"——— دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ تم نے خود آنے کی بجائے فون کیوں کیا ہے ہم یہاں بیٹھے بور ہو رہے ہیں اور تم چہک رہے ہو"——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چہک اس لئے رہا ہوں کہ صفدر نے آخر کار فیصلہ کر ہی لیا ہے اور ظاہر ہے جب صفدر فیصلہ کر لے تو پھر ہمارا نمبر بھی آ جائے گا"——— عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیسا فیصلہ"——— جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"صالحہ کے لئے دل میں نرم گوشہ پیدا کرنے کا فیصلہ"——— عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"بکواس مت کرو۔ یہ بتاؤ کہاں سے بول رہے ہو"——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس گوشے میں بہرحال اتنی وسعت ضرور ہے کہ صالحہ کے ساتھ ساتھ ہم باقی ساتھی بھی وہاں پناہ لے سکتے ہیں۔ اس لئے تم سب جیپ میں بیٹھ کر فوراً آ جاؤ"——— عمران نے کہا۔

"کہاں"——— جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"بتایا تو ہے نرم گوشہ۔ مزید پوچھنے کی کیا ضرورت ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بات کرو"——— جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فیض آباد روڈ پر ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے اس کا نام ہے سافٹ کارنر۔ اور یہ ہوٹل صفدر کو بیحد پسند آ گیا ہے۔ یہاں اس نے صالحہ کے نام سے ایک کمرہ بھی ریزرو کرا لیا ہے"——— عمران نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چونکہ فون میں لاؤڈر نہ تھا اس لئے عمران کی باتیں کسی نے نہ سنی تھیں۔ اس لئے وہ سب خاموش بیٹھے جولیا کو دیکھ رہے تھے۔

"آؤ اٹھو۔ فیض آباد روڈ پر کوئی ہوٹل ہے سافٹ کارنر۔ وہاں جانا ہے۔ عمران نے کہا ہے کہ جیپ میں وہاں پہنچو"——— جولیا نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہاں جا کر کیا کرنا ہے"——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب یہ تو اسے ہی معلوم ہو گا۔ بہرحال وہ ہمیں وہاں بلا رہا ہے تو ظاہر ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہی ہو گی"——— جولیا نے کہا اور

بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی لینڈ کروزر جیپ میں بیٹھے فیض آباد کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی اور صالحہ اور کیپٹن شکیل دونوں عقبی سیٹ پر تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سافٹ کارنر نامی ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا لیکن اس کا باقاعدہ کمپاؤنڈ گیٹ تھا اور ایک طرف پارکنگ بھی تھی۔ تنویر نے جیپ کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکا دکا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہاں کوئی پارکنگ بوائے بھی نہ تھا۔ تنویر نے جیپ ایک سائیڈ پر لے جا کر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

"یہ کس ٹائپ کا ہوٹل ہے اور یہاں صفدر کو کمرہ بک کرانے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔۔ جولیا نے نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"صفدر نے کمرہ بک کرایا ہے یہاں۔ کیوں"۔۔۔۔۔ تنویر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور کمرہ بھی صالحہ کے نام سے بک کرایا گیا ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو پاس کھڑی صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ میرے نام سے یہاں کمرہ۔ کیوں وجہ"۔۔۔۔۔ صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وجہ تو تم صفدر سے خود پوچھ لینا۔ عمران سے پوچھا تو وہ تو پہلے کی

طرح بکواس شروع کر دے گا"۔۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی بکواس۔ کچھ بتاؤ تو سہی۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے"۔ صالحہ نے واقعی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"عمران کی بکواس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی تو عادت ہے بکواس کرنے کی"۔۔۔۔۔ ساتھ چلتے ہوئے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ سب اب ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"پھر بھی کچھ بتاؤ تو سہی"۔۔۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود بھی عمران کی باتوں کا لطف لے رہی ہو۔

"عمران نے فون پر کہا تھا کہ صفدر نے صالحہ کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ پیدا کر لیا ہے۔ پھر میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ فیض آباد روڈ پر ہوٹل ہے سافٹ کارنر۔ اور تم جانتی ہو کہ سافٹ کارنر کا مطلب نرم گوشہ ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی اس نے کہا کہ ہم فوری طور پر جیپ میں بیٹھ کر یہاں پہنچ جائیں۔ یہاں صفدر نے صالحہ کے نام سے کمرہ بک کرا لیا ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب مجھے ہر صورت میں صفدر صاحب کے ساتھ نتھی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اگر عمران صاحب نے اپنی کوششیں جاری رکھیں تو ایک روز واقعی ہم

دونوں ایک دوسرے کے لئے اپنے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے"—— صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"صفدر سے یہ امید نہ رکھنا۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت مزاج آدمی ہے۔ باقی رہا عمران۔ تو اس کی باتوں کی تم پرواہ نہ کیا کرو۔ اس کی تو عادت ہی ایسی ہے"—— تنویر نے مسکراتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم مجھے چیلنج کر رہے ہو"—— صالحہ نے چہکتے ہوئے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

"چیلنج۔ کیا مطلب۔ کس قسم کا چیلنج"—— تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ صفدر سے میں کوئی امید نہ رکھوں۔ میں اگر چاہوں تو صفدر تو کیا تمہیں بھی اپنی انگلیوں پر نچا سکتی ہوں"—— صالحہ نے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے مس صالحہ۔ تم جیسی——" تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش ہو جاؤ۔ یہ وقت ہے لڑائی کا"—— جولیا نے تنویر کی بات کاٹتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو تنویر یکلخت اس طرح خاموش ہو گیا جیسے کوئی کھلونا چابی ختم ہو جانے پر یکلخت رک جاتا ہے۔

"تم جیسی کیا—— فقرہ تو پورا کرو"۔ صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صالحہ پلیز"—— جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ وہ تنویر کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تنویر نے یہی کہنا ہے کہ تم جیسی عورتوں پر تو میں تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا اور ظاہر ہے اس کے اس فقرے کے بعد صالحہ نے ہمیشہ کے لئے اس سے متنفر ہو جانا تھا اور پھر وہ لوگ ویسے بھی خاموش ہو گئے کیونکہ وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ چھوٹا سا ہال تھا لیکن اسے انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا لیکن ہال میں صرف چار پانچ آدمی موجود تھے۔ باقی ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک نوجوان کھڑا فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ جولیا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تو کاؤنٹر مین نے جلدی سے رسیور رکھا اور ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یس میڈم"—— کاؤنٹر مین نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں مس صالحہ کے نام سے کمرہ بک کرایا گیا ہے"—— جولیا نے کہا تو وہ نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس میڈم۔ ایک منٹ"—— نوجوان نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف کھڑے ہوئے آدمی کو اشارے سے بلایا تو وہ تیزی سے چلتا ہوا کاؤنٹر کے قریب آ گیا۔

"رحیم داد خان۔ میڈم اور ان کے ساتھیوں کو مس صالحہ کے بک ہوئے کمرے میں لے جاؤ"—— نوجوان نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ آیئے میڈم"—— رحیم داد خان نے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کے ساتھ ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جولیا اور باقی ساتھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ راہداری کے اختتام پر دیوار تھی۔ رحیم داد خان نے وہاں رک کر چھت سے ایک چھوٹا سا لیکن چپٹا باکس نکالا اور اسے دیور کی ایک ابھری ہوئی اینٹ پر رکھ کر اس نے دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار ایک سائیڈ پر چلتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اب نیچے سیڑھیاں جاتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"سیڑھیاں اتر جایئے۔ اس کے بعد راہداری آئے گی۔ راہداری کے اختتام پر دروازہ ہے۔ وہ کمرہ مس صالحہ کے نام سے بک ہے"—— رحیم داد خان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیوں کا اختتام بھی ایک راہداری میں ہوا۔ ان سب کے سیڑھیوں پر اترتے ہی اوپر کی دیوار برابر ہو گئی۔ لیکن راہداری کی چھت میں لگے ہوئے بلب چونکہ روشن تھے اس لئے دیوار برابر ہو جانے کے باوجود وہاں روشنی موجود تھی۔ وہ راہداری میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کے اختتام پر واقعی ایک دروازہ موجود تھا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اور دوسرے ساتھی اندر داخل ہو گئے لیکن کمرہ خالی تھا۔ ان میں ایک میز اور بارہ کرسیاں موجود تھیں اور کسی قسم کا کوئی فرنیچر موجود نہ تھا۔

"یہ کیا پراسرار چکر ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔ صالحہ نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"خوامخواہ کی ڈرامہ بازی۔ اور کیا ہونا ہے"—— تنویر نے جواب دیا اور پھر وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہماری نگرانی کا خطرہ تھا اس لئے عمران صاحب نے اس انداز میں ہمیں یہاں پہنچایا ہے"—— کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"نگرانی کا خطرہ۔ کیا مطلب"—— جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کوٹھی نظروں میں آ گئی ہو اس لئے ہمیں وہاں سے نکال لیا گیا ہے"—— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کس کی نظروں میں"—— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اس سنٹر کی حفاظت کے لئے ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی یہاں پہنچی ہوئی ہے"—— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

"ریڈ ایجنسی۔ کیا مطلب۔ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ ہمیں تو معلوم نہیں ہے"—— جولیا نے کہا۔

"مجھے صفدر نے بتایا تھا کہ ایکریمیا کے سب سے خطرناک اور تربیت یافتہ ایجنٹ جنہیں ریڈ ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ وہ اس سائنس سنٹر کی حفاظت کے لئے مامور ہوئے ہیں اور انہیں اس لئے یہاں بھیجا گیا

ہے کہ حکومت ایکریمیا تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے نہ صرف اس سنٹر کو ٹریس کر لیا ہے بلکہ اس کو تباہ کرنے کے مشن پر بھی کام کر رہی ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور عمران اور صفدر آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"یہ کیا پراسرار چکر چلا رکھا ہے تم نے۔ اور یہ ریڈ ایجنٹ کا کیا قصہ ہے۔ کیپٹن شکیل بتا رہا ہے کہ ریڈ ایجنسی یہاں پہنچی ہوئی ہے لیکن مجھے تو تم نے بتایا ہی نہیں"۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر کی وجہ سے ایسی باتیں چھپانی پڑی ہیں تم سے۔ اب کیا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بہرحال اپنی مرضی کا مالک ہے"۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بات تو تم کر ہی نہیں سکتے"۔ جولیا نے ایک بار پھر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ریڈ سرخ کو کہتے ہیں اور دلہنیں شادی کے روز سرخ جوڑا پہنتی ہیں اور ظاہر ہے یہ سرخ جوڑا ریڈ ایجنسی سے ہی خریدا جا سکتا ہے۔ کیوں صفدر۔ تم نے بھی تو بہرحال کوشش کی ہو گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے کیا ضرورت تھی سرخ جوڑا خریدنے کی"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ تم مسلمان ہو کر ایسی باتیں کر رہے ہو۔ مسلمان کے لئے تو شہادت باعث فخر ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر بھی چونک پڑا۔

"شہادت۔ یہ اس سرخ جوڑے میں شہادت کا کیا ذکر آ گیا"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کہا جاتا ہے کہ جو شہید ہوتا ہے اسے اسی لباس میں ہی دفن کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے شہید ہونے والے کو کوئی نہ کوئی زخم تو آتا ہی ہو گا اور زخم سے خون بھی نکلتا ہو گا اور خون اس کے لباس پر بھی یقیناً پھیلتا ہو گا۔ اس طرح سرخ جوڑا اور شہادت ایک ہی بات ہوئی ناں"۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بھی کہاں کی بات کہاں لے جا کر جوڑتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کون ہوتا ہوں جوڑنے والا۔ جوڑے تو سنا ہے آسمان پر بنتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا نافٹر واٹر۔ کیپٹن شکیل نے یقیناً تمہیں بتا دیا ہو گا کہ اس سائنس سنٹر کی حفاظت کے لئے ریڈ ایجنٹ کی خدمات حاصل کی

گئیں ہیں اور جس ایجنٹ کے ذریعے ہم نے یہ کوٹھی حاصل کی تھی اسے آج صبح اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے یہ چکر چلانا پڑا ہے تاکہ ہم لوٹنے سے پہلے ہی نہ گرفتار ہو جائیں"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن یہ ایجنٹ تو سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے خطرہ پیدا ہوا تھا۔ میں صفدر کے ساتھ اس سے ملنے اس کی رہائش گاہ پر گیا تاکہ سنٹر والے علاقے میں جانے کے لئے اس سے کسی ایسے آدمی کا بندوبست کرنے کے لئے کہوں جو اس علاقے سے اچھی طرح واقف ہو۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ پراسرار انداز میں غائب ہو چکا ہے چنانچہ مجھے فوری طور پر صفدر سے درخواست کرنی پڑی کہ وہ نرم گوشہ میں صالحہ کے لئے کمرہ بک کرائے۔ صفدر کی مہربانی کہ اس نے میری درخواست مان لی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تنویر صاحب تو کہہ رہے تھے کہ صفدر صاحب بڑے سخت مزاج آدمی ہیں اس لئے وہ کیسے میرے لئے نرم گوشہ میں کمرہ بک کرا سکتے ہیں"۔۔۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس صالحہ۔ آپ عمران صاحب کی عادت تو جانتی ہیں یہ ساری کارروائی انہوں نے خود کی ہے لیکن اب نام میرا استعمال کر رہے ہیں

اس لئے پلیز آپ ان کی باتوں سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں"۔ صفدر نے فوراً ہی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں صالحہ کے نام سے کمرہ بک کراؤں۔ میں اگر کراتا بھی تو تنویر کے نام پر کراتا۔ کیوں تنویر"۔ عمران نے فوراً ہی کہا اور اس بار سب ہنس پڑے۔

"تمہارا بس چلے تو تم میرے نام قبرستان میں قبر تو الاٹ کرا سکتے ہو ہوٹل میں کمرہ نہیں"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔ بہرحال بتاؤ کہ مزید کیا پروگرام ہے"۔ جولیا نے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ہم یہیں سے ہی اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں گے۔ اس ہوٹل کا مالک بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ہے۔ اس کا نام بہادر خان ہے۔ میں نے اس کے ذمے لگایا ہے کہ وہ ہمارے لئے کوئی ایسا آدمی ٹریس کرے جو اس علاقے میں ہمارے لئے کار آمد گائیڈ بن سکے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران کرسی سے اٹھ کر فون کی طرف بڑھا۔ اس نے فون پیس اٹھایا اور واپس آ کر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ فون پیس اس نے درمیانی میز پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

"غیرت مند خان بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہی کہا اس کا لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔

"بہادر خان بول رہا ہوں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ میں آرہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ۔ اتنی مختصر سی بات کرنی تھی تو ویسے ہی کر لیتا۔ خوامخواہ مجھے اٹھ کر فون اٹھانے کی تکلیف اٹھانی پڑی"۔۔۔ عمران نے کہا تو سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"مس جولیا نے اس سانک سنٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق تو وہاں تک پہنچنا ہی خاصا مشکل کام ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا پلاننگ کی ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"بزرگ سچ کہتے ہیں کہ عورتیں کسی راز کو چھپا نہیں سکتیں۔ اب ذرا سی کارروائی جولیا اور صالحہ نے کر دی ہے تو اب تک شاید انہوں نے تم سمیت پورے پاکیشیا کو اس کی تفصیل بتا دی ہو گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس وقت تفصیل بتائی ہے جب چیف نے وہاں مشن مکمل کرنے کے لئے کہا ہے پھر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ تمہاری تو خوامخواہ سسپنس پیدا کرنے کی عادت ہے"۔۔۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر چیف پہلے کی طرح ہم دونوں کو اس مشن پر بھیج دیتا تو ہم زیادہ آسانی سے یہ مشن مکمل کر لیتیں"۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"تم کیا کر لیتیں وہاں جا کر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنا کیا تھا اس سنٹر کو تباہ کرنا تھا اور وہ ہو جاتا"۔۔۔ صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باہر سے تو اس سنٹر کو تباہ نہیں کیا جا سکتا اور اندر اس وقت تک کوئی آدمی جا نہیں سکتا جب تک اس کے پاس خصوصی کمپیوٹرائزڈ کارڈ نہ ہو۔ پھر یہ مشن کیسے مکمل ہوتا"۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ان کی کارکردگی کو چیلنج کر رہا ہو۔

"کچھ نہ کچھ تو کرتی ہی ہم۔ اب ظاہر ہے مشن تھالی میں رکھ کر تو نہیں پیش کیا جاتا۔ اس کے لئے پلاننگ بنانی پڑتی ہے۔ کام کرنا پڑتا ہے"۔۔۔ صالحہ بھی ضد پر اڑ گئی۔

"تو ٹھیک ہے۔ اگر تم دونوں چاہو تو اب بھی اکیلی کام کر سکتی ہو۔ ہم تم دونوں کا انتظار یہیں بیٹھ کر کریں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم خود فیصلہ کیسے کر سکتے ہو۔ یا تو تم چیف سے کہو اور چیف یہ فیصلہ کرے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اگر تم بھی اس پر تیار ہو تو میں چیف سے بات کر لیتا ہوں"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر چیف ہاں کر دے تو میں تیار ہوں"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب کیا آپ خود یہ چاہتے ہیں کہ دو گروپ بن جائیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے"۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اب آپ کے ساتھ اتنا عرصہ کام کرتے گزر گیا ہے۔ کم از کم اتنی نفسیات تو ہم بھی آپ کی جان گئے ہیں کہ اگر آپ خود رضا مند نہ ہوتے تو آپ صالحہ کی اس بات کی اتنی حوصلہ افزائی ہی نہ کرتے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو گروپس کی صورت میں تو معاملہ اور الجھ جائے گا۔ اس لئے گروپ تو ایک ہی کام کرے گا۔ ویسے اگر تمہارا خیال ہو کہ جولیا اور صالحہ کے ساتھ کوئی اور ساتھی بھی ہونا چاہئے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ دونوں جس کو چاہیں اپنے ساتھ شامل کر لیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا انتخاب صفدر صاحب ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"مبارک ہو صفدر۔ یہ تو واقعی نرم گوشہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر نے مسکرانے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں نے مس صالحہ کو سمجھایا تو ہے۔ بہرحال اس بارے میں میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا"۔۔۔۔ صفدر نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی سے یہ موڈ طاری کر لیا ہے تم نے۔ یہ موڈ تو ہنی مون کے بعد جب ذمہ داریاں پڑتی ہیں تب دولہا پر طاری ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر اس طرح ہنس پڑا جیسے زچ ہو کر

ہنس دیا ہو۔

"اب میں کیا کہوں عمران صاحب"۔۔۔۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب تک تم نے جو کہنا تھا کہہ لیا۔ اب تو کہنے کی باری صالحہ کی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اس بار صفدر بھی اس ہنسی میں شامل تھا۔

"ہاں اسی طرح ہنستے بولتے اس مشکل کا سامنا کرو۔ بزرگ کہتے ہیں بہادر وہی ہوتا ہے جو مشکل اور کٹھن وقت میں بھی ہنستا رہے"۔ عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اور میرا انتخاب تنویر ہے"۔۔۔۔ جولیا نے اچانک کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر تو میں اور کیپٹن شکیل ہی رہ گئے باقی۔ وہ کیا مصرعہ ہے کہ آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں۔ اس کی بجائے اب یہی کہنا ہو گا کہ آ کیپٹن شکیل مل کے کریں آہ وزاریاں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ اپنے مقصد میں بہرحال کامیاب ہو ہی گئے ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار تم بس اسی طرح خاموش ہی رہا کرو۔ جب بھی بولتے ہو۔ بس

بے سرا ہی بولتے ہو" ——— عمران نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا کہا ہے کیپٹن شکیل نے" ——— صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں اور کیپٹن شکیل واقعی یہاں آرام کریں گے۔ تم مشن مکمل کرو۔ پھر ہم اکٹھے واپس چلے جائیں گے اور مسئلہ ختم"۔ عمران نے ایسے کہا جیسے وہ بات کرنا نہ چاہتا ہو۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ تم خود یہی چاہتے تھے کہ ہم سے علیحدہ کام کرو" ——— جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ میں نے کب کہا ہے۔ صالحہ نے بات شروع کی اور تم نے اس کی تائید کر دی پھر صالحہ نے صفدر کو منتخب کر لیا اور تم نے تنویر کو۔ صفدر نے تو چلو پھر بھی کسی حد تک احتجاج کیا لیکن مجھے تو احتجاج کرنے کی بھی جرات نہیں ہو سکی اس کے باوجود بھی تم مجھ پر غصہ کھا رہی ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل تم بتاؤ کہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ عمران کا منصوبہ تھا" ——— جولیا نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا۔ میں نے تو صرف اندازہ لگایا کیونکہ جس طرح پہلے صفدر نے کہا ہے کہ اگر عمران صاحب خود رضامند نہ ہوتے تو صالحہ کو پہلی بات کا ہی جواب اس انداز میں ملتا کہ انہیں دوسری بات کہنے کی بھی جرات نہ ہو سکتی لیکن عمران صاحب نے خود ہی انہیں بات

بڑھانے کا موقع دیا اور پھر فوراً ہی ان کی بات پر رضامند ہو گئے۔ دوسری بات یہ کہ جیسے عمران صاحب نے بتایا ہے کہ ریڈ ایجنسی کو اس سنٹر کی حفاظت کے لئے مامور کیا گیا ہے اور اس نے یہاں آتے ہی اس قدر تیزی دکھائی ہے کہ عمران صاحب کو فوراً اپنے ایجنٹ کی طرف سے لی ہوئی کوٹھی اس پراسرار انداز میں چھوڑنی پڑ گئی اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ریڈ ایجنسی ہم سے زیادہ عمران صاحب سے واقف ہو گی اس لئے ان کی پوری توجہ عمران صاحب پر ہی ہو گی۔ وہ انہیں روکنے کی کوشش کرے گی اس لئے میرا اندازہ ہے کہ عمران صاحب خود ہی یہ چاہتے تھے کہ وہ خود علیحدہ رہ کر کام کریں اور سیکرٹ سروس علیحدہ رہ کر" ——— کیپٹن شکیل نے اپنے تجزیے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی یہ بات ہو گی۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ تو تم خود یہی چاہتے تھے اگر ایسا تھا تو تم ہمیں بتا دیتے" ——— جولیا نے کہا۔

"میں کیا چاہتا ہوں اب اس بارے میں خود کیسے کہہ سکتا ہوں۔ سمجھدار کو تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے لیکن اب میری قسمت کہ تنویر اشاروں کی پوری کوڈبک پڑھنے کے باوجود سمجھنے سے انکار کر دیتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت سرخی سی چھا گئی جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم جو کچھ چاہتے ہو ویسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ

عمران اس کی بات کا جواب دیتا دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔

"یس کم ان"۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا تو اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے دو مقامی آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا نوجوان۔ ادھیڑ عمر آدمی کے جسم پر لباس خاصا قیمتی تھا جبکہ نوجوان نے سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔

"یہ بہادر خان ہے۔ اس نرم گوشے کا مالک اور بہادر خان یہ میرے ساتھی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اس ادھیڑ عمر کا اپنے ساتھیوں سے اور اپنے ساتھیوں کا سرسری طور پر بہادر خان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مجھے فخر ہے کہ آپ سب یہاں تشریف لائے ہیں"۔۔۔۔ بہادر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ قادر خان ہے یہ اس علاقے میں واقع گاؤں سربز کا رہنے والا ہے اور اس پورے ضلع کوچک کی ہر جگہ اس کی دیکھی بھالی ہوئی ہے ویسے بھی یہ پہاڑی لومڑیوں کا شکاری ہے بہادر، دلیر اور قول کا پکا ہے"۔۔۔۔ بہادر خان نے نوجوان قادر خان کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ گاؤں سربز کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب یہ گاؤں ضلع کوچک کی پہاڑیوں میں بہنے والے ایک چھوٹے سے پہاڑی دریا لاہوتی کے کنارے پر واقع ہے"۔۔۔۔ قادر

خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور پھر اس نقشے کو کھول کر میز پر بچھا دیا۔

"لو اب بتاؤ کہاں ہے تمہارا گاؤں۔ یہ صرف ضلع کوچک کا تفصیلی نقشہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان نقشے پر جھک گیا۔ پھر کافی دیر تک وہ نقشے کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی تو عمران نے دیکھا کہ وہاں واقعی ایک پہاڑی دریا اور گاؤں کا نشان بنا ہوا تھا لیکن ان کے نام درج نہ تھے شاید ان کی اتنی اہمیت نہ ہو گی کہ نقشہ بنانے والے ان کا نام دیتے عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور وہاں دائرہ لگا دیا۔

"مجھے اجازت ہے عمران صاحب۔ میں نے کچھ ضروری کام کرنے ہیں"۔۔۔۔ بہادر خان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بہادر خان سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

"قادر خان دیکھو یہ ہے شہر وافا"۔۔۔۔ عمران نے ایک دائرے پر بال پوائنٹ رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بڑا شہر وافا ہے"۔۔۔۔ قادر خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہے شہر واصل"۔۔۔۔ عمران نے بال پوائنٹ اٹھا کر ایک اور جگہ رکھتے ہوئے کہا یہاں بھی دائرہ لگا ہوا تھا۔

"جی ہاں۔ یہ واصل شہر ہے۔ چھوٹا سا شہر ہے"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔

"تم کبھی تالان گاؤں گئے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"جی ہاں۔ سینکڑوں بار گیا ہوں"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔
"کہاں ہے تالان گاؤں۔ یہاں نقشے میں اس کا نام موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان نے غور سے نقشے کو دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔
"یہ ہے جناب۔ یہ تالان گاؤں ہے۔ یہ چھوٹا سا پہاڑی گاؤں ہے"۔۔۔۔ قادر خان نے کہا تو عمران نے وہاں دائرہ لگا دیا۔
"اب یہ بتاؤ کہ اس تباہ شدہ عمارت کے بارے میں کچھ جانتے ہو جسے سفید قلعہ کہا جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"جی ہاں۔ اس تالان گاؤں سے شمال مشرق کی طرف کافی سفر کے بعد ایک انتہائی قدیم عمارت آتی ہے جس کا معمولی سا حصہ باقی ہے اسے سفید قلعہ کہتے ہیں"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔
"یہ عمارت کہاں ہو گی۔ نقشے میں دیکھ کر بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا کچھ دیر تک غور کرنے کے بعد اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی تو عمران نے ایک کافی بڑا سا دائرہ لگا دیا۔

"یہاں سے ایک سڑک نیچے وادی کی طرف اترتی ہے اس وادی میں زیر زمین ایکریمیوں کا ایک خفیہ سنٹر ہے جس میں بیٹھ کر وہ مشینوں کے ذریعے بہادرستان اور ارد گرد کے تمام مسلم ملکوں کے خلائی راز چوری کرتے ہیں۔ کیا تم اس وادی میں کبھی گئے ہو"۔ عمران

نے پوچھا۔
"گیا تو ہوں لیکن یہ کافی پہلے کی بات ہے گزشتہ سال البتہ میں ایک پہاڑی لومڑی کا پیچھا کرتے ہوئے پہاڑی کی طرف سے ادھر گیا تو ایک باوردی ایکریمین نے اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر مجھے روک لیا میری تلاشی لی اور پھر مجھے کہا کہ یہ سارا علاقہ حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے اب میں آئندہ ادھر کا رخ نہ کروں میں واپس چلا آیا اور اس کے بعد آج تک وہاں نہیں گیا"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہ حکومت کا سنٹر نہیں ہے ورنہ اس قدر خفیہ نہ رکھا جاتا اور نہ ہمیں پاکیشیا سے یہاں آنا پڑتا۔ حکومت خود ہی اس کا بندوبست کر لیتی۔ ہم نے اس سنٹر کو تباہ کرنا ہے لیکن وہاں انتہائی سخت حفاظتی اقدامات ہیں تمہاری خدمات ہم نے اس لئے حاصل کی ہیں کہ ہم اس علاقے میں کسی ایسے راستے سے داخل ہونا چاہتے ہیں جس کا علم ان ایکریمیوں کو نہ ہو اور ہم بغیر کسی کو نظر آئے وہاں پہنچ جائیں"۔ عمران نے کہا۔
"پہلے تو ایک ایسی زیر زمین قدرتی سرنگ موجود تھی میں تقریباً چار پانچ سال پہلے کی بات کر رہا ہوں اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ سرنگ ہے یا نہیں کیونکہ بہادرستان اور روسیاہ کے درمیان خوفناک جنگ کی وجہ سے یہاں میزائلوں کی فائرنگ کی وجہ سے بے شمار راستے بند ہو گئے ہیں اور کئی نئے راستے پیدا ہو گئے ہیں اس لئے میں حتمی طور پر

کچھ نہیں کہہ سکتا"۔۔۔۔ قادر خان نے کہا۔

"وہ سرنگ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں جا نکلتی ہے"۔ عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا تو قادر خان ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

"یہاں گاؤں ہے دولت یار۔ اس گاؤں سے مغرب کی طرف آگے بڑھو تو ایک پہاڑی آتی ہے جسے چراس کہا جاتا ہے یہ سرنگ اس چراس پہاڑی سے شروع ہوتی ہے اور اندر ہی اندر چلتی ہوئی اس وادی سے مشرق میں جا نکلتی ہے اس وادی کے علاقے کو مارم کہتے ہیں اور جہاں یہ سرنگ ختم ہوتی ہے اس علاقے کو سنگام کہتے ہیں سنگام اور مارم دونوں ایک دوسرے سے ملحقہ علاقے ہیں"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی راستہ"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"راستے تو بے شمار ہیں صاحب لیکن مکمل طور پر ڈھکا ہوا راستہ کوئی نہیں ہے"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھیوں کی رہنمائی کرو اور انہیں سنگام تک اس طرح پہنچا دو کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل پہنچا دوں گا جناب۔ لیکن ہمیں یہاں سے دافا اور پھر دافا سے مگران تک جیپ میں جانا پڑے گا مگراس سے آگے پیدل چلنا ہو گا اور یہ پیدل کا راستہ تقریباً بیس پہاڑی میل کا راستہ بنتا ہے پھر جا کر ہم

دولت یار پہنچیں گے اور دولت یار سے آگے سرنگ اگر ہوئی تو اس راستے سے سنگام پہنچ جائیں گے ورنہ ہمیں بہرحال کھلی جگہ سے گزرنا ہو گا"۔۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔

"مگران سے پہاڑی خچر نہیں مل سکتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مل تو سکتے ہیں لیکن ان کی واپسی کیسے ہو گی"۔۔۔۔ قادر خان نے کہا۔

"تم انہیں سنگام پہنچا کر خچر واپس لے جانا چار ساتھی جائیں گے دو عورتیں اور دو مرد۔ پانچویں تم خود ہو گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا کام"۔۔۔۔ قادر خان نے کہا۔

"او کے۔ تم ابھی جاؤ۔ تم بہادر خان کے دفتر میں رہو گے جب ہمیں ضرورت ہو گی ہم تمہیں بلا لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کیا تم واقعی ہمارے ساتھ نہیں جا رہے"۔۔۔۔ جولیا نے قادر خان کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے واقعی یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اور کیپٹن شکیل عام اور سیدھے راستے سے اس سنٹر تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جبکہ تم ...س قادر خان کے ذریعے وہاں تک پہنچو گے مجھے جو اطلاعات ایکریمیا سے ملی ہیں ان کے مطابق تین ریڈ ایجنٹ یہاں پہنچے ہیں ان میں ایک ...ف ایجنٹ جوڑی ہے ایک اس کی گرل فرینڈ اور ریڈ ایجنٹ گارشیا

ہے اور تیسرا ریڈ ایجنٹ لافٹر ہے یہاں پہنچنے کے بعد لافٹر شہر واصل میں رک گیا ہے جبکہ جوڈی اس سفید قلعے میں اور گارشیا اس سنٹر کے اندر گئی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ لافٹر اور جوڈی دونوں کا خاتمہ کر کے ان کے میک اپ میں میں اور کیپٹن آ جائیں۔ اس طرح ہم انتہائی آسانی سے اندر داخل ہو جائیں گے اور اس سنٹر میں اصل بات اندر داخل ہونا ہے پھر ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس پوری عمارت کو تباہ کریں ہمارا اصل ٹارگٹ اس سنٹر کی مشینری کو تباہ کرنا ہے اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب نہ بھی ہو سکے تو کم از کم ان دونوں کو الجھا ضرور لیں گے اس دوران تم وہاں پہنچ جاؤ گے اس کے بعد اگر تم اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تب بھی مشن بہرحال مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں پہنچ کر ہم اندر داخل کیسے ہوں گے"۔۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلاننگ موجود ہے۔ ہم اس سیکورٹی آفیسر مارٹن کو استعمال کر لیں گے جس سے ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ نے بات کی تھی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"جولیا تم چونکہ اس گروپ کی انچارج ہو گی اس لئے میں تمہیں صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ریڈ ایجنٹ گارشیا حد درجہ چالاک‘ ذہین اور شاطر عورت ہے اور ریڈ ایجنٹ انتہائی سفاک بھی ہوتے ہیں

اور چونکہ اب سنٹر کے اندر وہ سیکورٹی انچارج ہو گی اس لئے تم نے اس سے ہوشیار رہنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بچی نہیں ہوں۔ سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں تم اپنا خیال رکھنا۔ ہماری فکر چھوڑو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارے اور آپ کے درمیان رابطہ کیسے رہے گا"۔۔۔۔ صفدر نے فوراً ہی بات کا رخ بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سنٹر چونکہ ہر قسم کی ٹرانسمیٹر کالز چیک کر لیتا ہے اس لئے لامحالہ ہمارے درمیان ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تم نے وہاں ٹرانسمیٹر استعمال کرنا ہے ورنہ وہ فوراً تمہاری موجودگی کا سراغ لگا لیں گے۔ مجھے چونکہ پہلے سے اس بارے میں معلوم تھا اس لئے میں اپنے ساتھ ٹیلی گرافک انسٹرومنٹ لے آیا ہوں انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں تم نے انہی ٹیلی گرافک کوڈ میں پیغام دینا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

گارشیا ساسک سنٹر کے ایک کمرے میں بیٹھی ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھی کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گارشیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گارشیا بول رہی ہوں"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"مادام۔ جوڈی صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات اور سنو۔ آئندہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"یس میڈم"۔۔۔۔ فون آپریٹر نے جواب دیا۔

"ہیلو۔ جوڈی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جوڈی کی آواز سنائی دی۔

"یہ تم نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے جوڈی۔ میں یہاں بیکار اکیلے

بیٹھے شدید بور ہو چکی ہوں"۔۔۔۔ گارشیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے ان لوگوں کا انتظار تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا۔ انہیں وہاں تک پہنچنے میں بہرحال وقت تو لگے گا۔ اب وہ جن تو نہیں ہیں کہ بس پلک جھپکنے میں تمہارے سامنے پہنچ جائیں"۔۔۔۔ جوڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے یہاں کے جو انتظامات دیکھے ہیں ان کے بعد میرا یہاں رہنا بیکار ہے۔ یہاں تو کوئی مکھی بھی بغیر اجازت اور بغیر چیکنگ کے داخل نہیں ہو سکتی۔ انسان تو پھر انسان ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"تم نے ابھی عمران کے بارے میں صرف سنا اور پڑھا ہے تمہارا کبھی اس سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ یہ انتظامات اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تم بہرحال ایک بات کا خیال رکھنا کہ کسی طرح بھی کسی آدمی کو نہ باہر جانے دینا اور نہ کسی کو اندر آنے کی اجازت دینا۔ میں نے ان لوگوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ میں ان کو ٹریس کرا رہا ہوں جیسے ہی وہ میرے آدمیوں کی نظروں میں چڑھے۔ پھر مجھے لمحہ بہ لمحہ ان کی کارروائی کی رپورٹ ملتی رہے گی۔ اس کے بعد ہم یقیناً ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کیسے سراغ لگا لیا ہے۔ کیا تفصیل ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے پوچھا۔

"پاکیشیا سے عمران کے ساتھ دو عورتیں اور تین مرد یہاں

دارالحکومت پہنچے ہیں۔ اس طرح یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں
پر مشتمل ہے۔ میرے ایک آدمی نے اس آدمی کا سراغ لگالیا جس نے
ان کے لئے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا۔ لیکن پھر وہ آدمی
اچانک غائب ہو گیا اور اس رہائش گاہ سے یہ لوگ بھی غائب ہو گئے
ہیں۔ بہرحال ان کے حلیے ہمیں معلوم ہو گئے ہیں۔ میرے آدمی ان کی
تلاش کر رہے ہیں جلد ہی ان کے بارے میں کہیں نہ کہیں سے اطلاع
مل جائے گی"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"یہاں تمہارے آدمی کہاں سے آ گئے"۔۔۔۔ گارشیا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں ایک ایکریمین گروپ ہے۔ میں ان کے بارے میں بات کر
رہا تھا چونکہ وہ بھی ایکریمین ہیں اس لئے وہ ہمارے آدمی ہی
ہوئے"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا اور گارشیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ویسے میرا مشورہ مانو تو تم لافٹر کو لے کر سنٹر میں آجاؤ۔ ہم تینوں
یہاں اطمینان سے بیٹھ کر ان لوگوں کا شکار کھیل لیں گے اور میں بور
بھی نہیں ہوں گی"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"کچھ مزید معلومات ان لوگوں کے بارے میں مل جائیں پھر ایسا کر
لیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"او کے۔ اب بتاؤ کہ کال کیوں کی ہے۔ کوئی خاص بات
ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے سوچا کہ تم اکیلی بور ہو رہی ہو گی۔ اس لئے

تمہیں ساتھ ساتھ حالات سے آگاہ کرتا رہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"شکریہ۔ تم نے واقعی اچھا سوچا ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا تو
جوڈی نے ہنستے ہوئے گڈ بائی کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
اور گارشیا نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور
ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ مارٹن۔ بیٹھو"۔۔۔۔ گارشیا نے اسے دیکھ کر کہا اور آنے والا
خاموشی سے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے یہاں کے انتظامات واقعی حیران کن حد تک فول پروف بنا
رکھے ہیں لیکن ہر قسم کے انتظامات میں کوئی نہ کوئی خامی یا کوئی نہ کوئی
جھول ایسا ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا لیکن جو طویل عرصے سے کام
کر رہا ہو۔ اسے ان کے متعلق بہرحال علم ہوتا ہے اس لئے تم مجھے
ان کے متعلق بتاؤ گے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"ایسی کوئی خامی یا جھول نہیں ہے مادام۔ آپ بے فکر رہیں"۔
مارٹن نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ماتحت نہیں سمجھا۔
جب میں کہہ رہی ہوں کہ ایسے جھول اور خامیاں بہرحال ہوتی ہیں تو
تم انہیں کیوں چھپا رہے ہو۔ یہ سنٹر کی سلامتی کے لئے انتہائی اہم ہے
اور ہم ایکریمیا سے یہاں اس کی حفاظت کے لئے آئے بیٹھے ہیں اور
تم اس طرح بات کر رہے ہو جیسے تمہیں ہماری کوئی پرواہ ہی نہ
ہو"۔۔۔۔ گارشیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ آپ خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہو رہی ہیں۔ میری اور آپ کی حیثیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ ریڈ ایجنٹ ہیں جو ایکریمیا کی ناک ہوتے ہیں اور میں ایک عام سا سیکورٹی آفیسر ہوں۔ میرا اور آپ کا کیا مقابلہ۔ میری نظروں میں واقعی یہاں کوئی خامی نہیں ہے۔ اگر آپ کی نظر میں ہو تو میں کہہ نہیں سکتا"۔۔۔۔ مارٹن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ اس سنٹر کے سیوریج کا سسٹم کہاں ہے۔ گندہ پانی کہاں سے نکلتا ہے اور کہاں جاتا ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں موقع پر آپ کو لے جا کر دکھا سکتا ہوں۔ چاہیں تو زبانی بتا سکتا ہوں"۔۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"تم زبانی بتا دو۔ دیکھ میں خود لوں گی"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"سنٹر کا پانی یہاں سے ایک انتہائی گہرے کنوئیں میں جاتا ہے اور اس کنوئیں کی تہہ میں ایک پائپ کے ذریعے یہ پانی کافی دور ایک پہاڑی نالے میں جا نکلتا ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس پائپ کے ذریعے کوئی آدمی کنوئیں تک آسکتا ہے اور پھر کنوئیں سے وہ سنٹر میں پہنچ سکتا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ کنوئیں کی تہہ میں باقاعدہ ایک ریز مشین نصب ہے جس کی ریز اس پورے پائپ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ انسان تو ایک طرف کوئی مکھی اور مچھر بھی ان ریز کی

وجہ سے اس پائپ میں زندہ نہیں رہ سکتا"۔۔۔۔ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اب بتاؤ کہ تازہ ہوا سنٹر میں لے آنے کا کیا سسٹم ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے پوچھا۔

"تازہ ہوا کے لئے سکنگ پمپ لگے ہوئے ہیں جن کے پائپ بھی اسی طرح زیر زمین یہاں سے کافی دور جا نکلتے ہیں۔ اور ان پائپ میں بھی وہی ریز پھیلی ہوئی ہیں"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"اگر ان پائپوں کے دہانے سے کوئی بے ہوش کر دینے والی گیس اندر پھینک دی جائے تو کیا ریز اسے روک سکتی ہیں"۔۔۔۔ گارشیا نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ ان ریز کی یہ خاصیت ہے کہ یہ کسی قسم کی بودار چیز کو بھی اندر آنے سے روکتی ہیں"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ اس سنٹر کا کوئی خصوصی اور سپیشل راستہ بھی ہے جسے بے شک بند کر دیا گیا ہو"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"یس مادام۔ دو راستے تھے لیکن انہیں ریڈ بلاکس سے بند کر دیا گیا ہے۔ اب وہ کسی صورت نہیں کھولے جا سکتے اور نہ توڑے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں تھے یہ راستے۔ نقشہ لے آؤ اور اس پر نشاندہی کرو"۔ گارشیا نے کہا۔

"مادام آخر آپ چاہتی کیا ہیں"۔۔۔۔ مارٹن نے اس بار قدرے

جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہی ہوں وہی کرو سمجھے۔ میں اب سیکورٹی انچارج ہوں اور میرے حکم پر تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی ہے"۔۔۔ گارشیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ مارٹن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"جاؤ اور نقشہ لے آؤ۔ جلدی واپس آنا۔ مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے"۔۔۔ گارشیا نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ مارٹن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو گارشیا بے اختیار مسکرا دی۔

"نانسنس۔ خوبصورت آدمی ہے لیکن عورتوں کے جذبات کی زبان ہی نہیں سمجھتا۔ اب جوڈی باہر ہے تو پھر اس سے ہی گزارہ کرنا پڑے گا لیکن یہ تو بالکل ہی احمق ہے۔ الو"۔۔۔ گارشیا نے کہا۔ اس کی نظریں مسلسل دروازے پر جمی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود مارٹن نہ آیا تو گارشیا کے چہرے پر جھنجلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"مارٹن کو تلاش کرو۔ وہ جہاں بھی ہو اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔ میں اس کا انتظار کر رہی ہوں"۔۔۔ گارشیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے

رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ گارشیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام۔ مارٹن تو سنٹر سے باہر چلا گیا ہے"۔۔۔ فون آپریٹر کی آواز سنائی دی تو گارشیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"سنٹر سے باہر چلا گیا۔ کیا مطلب۔ کیسے باہر چلا گیا۔ باہر جانے کی تو کسی کو اجازت نہیں ہے۔ کس کی اجازت سے گیا ہے وہ"۔ گارشیا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ سیکورٹی وے سے باہر گیا ہے۔ یہ سیکورٹی وے اس کی نگرانی میں رہتا ہے۔ اس کا تعلق چیکنگ کمپیوٹر سے نہیں ہے۔ چیکنگ کمپیوٹر صرف مین وے پر کام کرتا ہے"۔۔۔ فون آپریٹر نے کہا تو گارشیا کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔

"سیکورٹی وے۔ یہ کون سا راستہ ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی"۔۔۔ گارشیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ سیکورٹی سیکنڈ انچارج صفرے کو بلا کر اس سے پوچھ لیں۔ مارٹن بھی اسے ہی کہہ کر گیا ہے کہ وہ سنٹر سے باہر جا رہا ہے۔ اسی نے مجھے بتایا ہے"۔۔۔ فون آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ فوراً اسے میرے پاس بھیجو۔ ابھی اور اسی وقت"۔ گارشیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارشیا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا سا نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ سیکنڈ سیکورٹی آفیسر ہمفرے تھا۔

"یس مادام"۔۔۔ ہمفرے نے اندر داخل ہو کر بڑے مودبانہ انداز میں گارشیا کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"مارٹن کہاں ہے"۔۔۔ گارشیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ وافا شہر گیا ہے مادام۔ اس نے اپنی دوا لینی تھی"۔ ہمفرے نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا۔

"وافا گیا ہے۔ کس بات کی دوا لینے"۔۔۔ گارشیا نے چونک کر پوچھا۔

"وہ خون کے ایک پیچیدہ مرض میں مبتلا ہے مادام۔ اور ڈاکٹروں نے اسے ایک خصوصی دوا تجویز کی ہے۔ ویسے وہ ٹھیک رہتا ہے لیکن اگر اسے غصہ آ جائے یا ذہنی الجھن پیدا ہو جائے تو اس کے خون میں کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہونے لگ جاتی ہیں اور اس کا ذہن چکرانے لگ جاتا ہے۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ دوا نہ کھائے تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے اس لئے وہ ہمیشہ سنٹر میں اس دوا کا سٹاک رکھتا ہے لیکن اتفاق سے یہ سٹاک پچھلے ماہ ختم ہو گیا اور وہ سنٹر میں ہنگامی حالات کی وجہ سے دوا نہ لا سکا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا ذہن چکرا رہا ہے اس لئے وہ دوا لینے بڑے شہر وافا جا رہا ہے۔ دوا وہیں سے ملتی ہے۔ وہ سیکورٹی کے خصوصی ہیلی کاپٹر پر گیا ہے سیکورٹی وے سے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر

واپس آ جائے گا"۔۔۔ ہمفرے نے جواب دیا تو گارشیا کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"سیکورٹی ہیلی کاپٹر۔ سیکورٹی وے۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے تو اب تک اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا حالانکہ میں دو روز سے یہاں ہوں"۔۔۔ گارشیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ انتہائی ہنگامی انتظامات ہیں مادام۔ عام حالات میں تو انہیں استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ذکر نہ کیا گیا ہو گا"۔۔۔ ہمفرے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جب مارٹن واپس آئے تو تم نے مجھے فوراً اطلاع کرنی ہے"۔۔۔ گارشیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ ہمفرے نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"نانسنس۔ ذرا سی بات کی تو اس کے خون میں تبدیلیاں آنے لگ گئیں۔ نجانے کیسے کیسے لوگ اس دنیا میں بستے ہیں احمق۔ اور مجھے بتایا تک نہیں کہ یہ راستہ بھی ہے اور نہ صرف راستہ ہے بلکہ باقاعدہ سیکورٹی ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ میں خوامخواہ یہاں پڑی سڑ رہی ہوں اب مارٹن واپس آئے تو میں اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے خود وافا جاؤں گی اور گھوموں پھروں گی"۔۔۔ گارشیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے کمر لگا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

عمران نے جیپ وافا کے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی ہی تھی کہ اچانک سائیڈ گلی سے قادر خان دوڑتا ہوا جیپ کی طرف آتا دکھائی دیا تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود عمران اسے دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

"میں آپ کو دیکھ کر آیا ہوں جناب" ـــــ قادر خان نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"تم ابھی تک یہاں وافا میں ہی ہو۔ باقی ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ کیپٹن شکیل تھا جبکہ باقی سارے ساتھی جولیا کی سرکردگی میں علیحدہ گروپ کی صورت میں کئی گھنٹے پہلے قادر خان کے ساتھ چلے گئے تھے۔ اس لئے عمران قادر خان کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ چونکہ عمران اسی میک اپ میں تھا جس میں اس نے قادر خان سے ملاقات کی تھی۔ اس لئے قادر خان نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

"وہ جناب۔ ذیشان ہوٹل میں ہیں جس راستے پر ہم نے سفر کرنا تھا۔ اس راستے میں ایک جگہ زلزلہ آیا ہے اور اس سے راستہ بند ہو گیا ہے۔ اس راستے کو صاف کیا جا رہا ہے کل تک صاف ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں ہوٹل میں ٹھہرا دیا ہے لیکن جناب۔ میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینے آیا ہوں" ـــــ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سی اطلاع" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں سے قریب ہی ایک میڈیکل سٹور ہے۔ میں نے وہاں اس آدمی کو دیکھا ہے جس نے شکار کے وقت مجھے اس علاقے میں جانے سے روکا تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے" ـــــ قادر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک بڑا میڈیکل سٹور ہے۔ وہ وہاں موجود ہے۔ میرے سر میں درد تھا۔ میں وہاں سے دوا لینے گیا تو میں نے اسے مینجر کے شیشے والے کمرے میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے میں نے سوچا کہ جا کر میڈم جولیا کو بتاؤں گا لیکن اب آپ اچانک نظر آ گئے ہیں تو میں نے آپ کو بتا دیا ہے" ـــــ قادر خان نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ وہی آدمی ہے" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہم پہاڑی لوگ ہیں جناب۔ ایک بار کسی کو دیکھ لیں تو مرتے دم

تک اسے نہیں بھولتے"۔۔۔۔ قادر خان نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ بیٹھو جیپ میں اور ہمیں وہاں لے چلو"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان جلدی سے جیپ کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے جیپ آگے بڑھا دی۔ پھر قادر خان کی رہنمائی میں وہ ایک گلی میں سے گزر کر ایک اور سڑک پر پہنچ گئے۔

"وہ سامنے میڈیکل سٹور ہے۔ الخیر میڈیکل سٹور"۔۔۔۔ قادر خان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ اس دکان کے قریب لے جا کر روک دی اور پھر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور قادر خان بھی نیچے اتر آئے اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے دکان میں داخل ہو گئے۔ کافی بڑی دکان تھی۔ ایک طرف شفاف شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا جس میں ایک آدمی بنچ پر لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک آدمی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔

"یہ جو لیٹا ہوا ہے۔ یہ ہے وہ آدمی۔ پہلے بیٹھا تھا۔ اب لیٹ گیا ہے"۔۔۔ قادر خان نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اس کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"یس سر۔ کیا چاہئے سر"۔۔۔۔ سیلز مین نے انہیں کیبن کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"مینجر سے ملنا ہے۔ بڑا سودا ہے"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں

کہا تو سیلز مین سر ہلاتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ عمران نے کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل اور آخر میں قادر خان اندر داخل ہوا۔ مینجر انہیں دیکھ کر چونک پڑا اور اس نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھ گیا جبکہ وہ لیٹا ہوا آدمی ویسے ہی لیٹا رہا۔ اس کے چہرے کا رنگ نارنجی ہو رہا تھا اور لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ وہ ایکریمین تھا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا یونیفارم نما لباس تھا۔ سامنے والی جیب پر چھوٹی سی پلیٹ تھی جس کے اوپر مارٹن اور آگے سیکورٹی آفیسر لکھا ہوا تھا اور نیچے دو الفاظ ایس سی لکھے ہوئے تھے۔ عمران یہ پلیٹ پڑھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پلیٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ساسک سنٹر کا سیکورٹی آفیسر مارٹن ہے۔ وہی مارٹن جس کا ذکر جولیا سے ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ نے کیا تھا۔

"جی صاحب۔ فرمائیے"۔۔۔۔ مینجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ڈاکٹر ہوں۔ کیا یہ صاحب بیمار ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مارٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ انہیں خون کی کوئی عجیب سی بیماری ہے۔ ان کو ایک گھنٹے کے اندر اندر ایک مخصوص دوا چاہئے لیکن اتفاق سے یہ دوا ہمارے سٹاک میں موجود نہیں ہے۔ میں نے دارالحکومت فون کیا ہے۔ وہاں سے دوا ایک سپیشل پسنجر کے ذریعے آ رہی ہے۔ لیکن ان

کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی ہے اور ظاہر ہے دوا شام تک پہنچے گی۔ اس لئے میں بیحد پریشان ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کون سی بیماری ہے انہیں۔ اور کون سی دوا چاہئے۔ ان کی حالت تو خطرے میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بیماری کا نام تو مجھے نہیں آتا البتہ یہ دوا ہے۔ یہ آپ دیکھ لیں۔ پہلے بھی یہ ہم سے اکٹھی ہی دوا لے جاتے رہے ہیں کسی ایکریمین سنٹر میں یہ سیکورٹی آفیسر ہیں"۔۔۔۔ مینجر نے کہا اور میز پر رکھی ہوئی ایک شیشی اٹھا کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی جبکہ مارٹن اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس کا ذہن تقریباً ماؤف ہو چکا ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور نہ ہی کوئی بات کی تھی۔ عمران نے دوا کی شیشی لے کر اس پر موجود لیبل کو غور سے دیکھا اور ایک طویل سانس لیا۔

"یہ تو انتہائی خطرناک اور پیچیدہ مرض ہے اور مریض کی حالت بتا رہی ہے کہ شام تو کیا اگر نصف گھنٹہ مزید اس کو دوا نہ ملی تو یہ ہلاک ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب کیا کریں جناب۔ میں تو اب سوچ رہا تھا کہ ایمبولینس منگوا کر انہیں ہسپتال شفٹ کر دوں۔ یہاں دکان پر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم تو تباہ ہو جائیں گے"۔۔۔۔ مینجر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس بیماری میں خصوصی

ریسرچ کی ہوئی ہے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ ایک کاغذ دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مینجر نے جلدی سے ایک کاغذ آگے بڑھا دیا۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے کاغذ پر چند دوائیں لکھنا شروع کر دیں اور پھر کاغذ مینجر کی طرف بڑھا دیا۔

"دیکھیں۔ یہ دوائیں آپ کے سٹور میں ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مینجر نے کاغذ لے لیا۔

"جی ہاں۔ مگر یہ تو عام سی دوائیں ہیں"۔۔۔۔ مینجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جلدی کریں۔ یہ دوائیں منگوائیں اور ساتھ ہی ایک سرنج بھی۔ جلدی کریں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مینجر سر ہلاتا ہوا خود ہی کرسی سے اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ یہ کون سی بیماری ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ خون کی ایک پیچیدہ بیماری ہے۔ اس میں اگر مریض کو غصہ آجائے اور وہ اپنا غصہ کسی وجہ سے نہ نکال سکے تو خون میں کیمیائی تبدیلیاں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ جو دوا مینجر نے مجھے دکھائی ہے وہ اس کی عام دوا ہے لیکن اب اس پر جو جدید ترین ریسرچ ہوئی ہے اس کے مطابق اس مخصوص دوا کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس کا علاج عام دواؤں سے بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ انہیں خصوصی ترکیب سے مکس کیا جائے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا اور حیرت انگیز بات یہ ہے

کہ اس کے بعد اسے مزید کسی دوا کی ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ ہمیشہ کے لئے اس بیماری سے چھٹکارا پالے گا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی' مینجر واپس کیبن میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں چار شیشیاں اور ایک سرنج موجود تھی۔

"یہ لیجئے جناب۔ لیکن جناب۔ خیال رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ۔" مینجر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو مینجر" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے پیکٹ میں سے سرنج نکالی اور اس کے بعد اس نے اس کی سوئی پر سے کیپ ہٹا کر شیشیوں میں یکے بعد دیگرے سوئی ڈال کر دوا سرنج میں بھرنا شروع کر دی۔ لیکن ہر شیشی میں سے اس نے علیحدہ علیحدہ مقدار میں دوا سرنج میں بھری اور پھر اس نے سوئی پر کیپ چڑھائی اور سرنج کو ایک ہاتھ سے تیز جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک اور انتہائی تیزی سے وہ ایسا کرتا رہا۔ پھر اس نے سرنج کو غور سے دیکھا۔ دوا کا رنگ گہرا سرخ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر اسے غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر سرنج کو مزید چند جھٹکے دیئے اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بیڈ پر لیٹے ہوئے مارٹن کی طرف بڑھا۔

"اس کی آستین اوپر کرو" ـــــ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے جلدی سے اٹھ کر مارٹن کی آستین کا بٹن کھولا اور پھر اسے اوپر اٹھا دیا۔

"یہاں سے اسے زور سے دباؤ" ـــــ عمران نے بازو کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے دونوں ہاتھوں سے بازو کی اس جگہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ عمران نے کلائی پر رگ تلاش کرنا شروع کر دی اور پھر ایک جگہ اس کی انگلی ٹک گئی۔ اس نے ایک شیشی میں موجود سپرٹ نکالی اور اس جگہ پر اچھی طرح مل کر اس نے سوئی سے کیپ ہٹائی اور سوئی آہستہ سے رگ میں اتار دی۔ تھوڑا سا سرنج کے لیور کو واپس کھینچا تو نارنجی رنگ کا خون سرنج میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔

"بس ہاتھ ہٹا دو" ـــــ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ ہٹا دیا۔ عمران نے انتہائی آہستگی سے دوا انجیکٹ کرنا شروع کر دی۔ تقریباً دس منٹ تک وہ انتہائی آہستگی سے دوا انجیکٹ کرتا رہا۔ جب سرنج میں موجود تمام دوا مارٹن کے جسم میں انجیکٹ ہو گئی تو عمران نے سوئی واپس کھینچ لی اور انگلی سے اس جگہ کو دبا دیا۔ مینجر اس دوران قریب کھڑا رہا لیکن اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے خالی سرنج واپس میز پر رکھی اور پھر انگلی اس جگہ سے ہٹا لی اور انگوٹھے کی مدد سے اس نے مارٹن کی آنکھوں کو باری باری کھولا اور اس کے ساتھ ہی اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

"دوا نے اثر شروع کر دیا ہے۔ دس منٹ بعد یہ صاحب مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن شکیل بھی بیٹھ گیا اور قادر خان بھی۔ مینجر

بھی اسی طرح ہونٹ بھینچے واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح اس کی نظریں بھی مارٹن کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جب اس نے مارٹن کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔ عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے یہ سب کچھ صرف پڑھا تھا آزمایا نہ تھا اس لئے وہ پریشان تو نہیں تھا البتہ فکرمند ضرور تھا۔ مارٹن کے چہرے کا رنگ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس کا تیز چلتا ہوا سانس بھی اب تیزی سے ہموار ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ تو کمال کے ڈاکٹر ہیں جناب۔ لیکن آپ کا کلینک کہاں ہے۔ میں تو یہاں آپ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔۔۔۔ مینجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سائنس کا ڈاکٹر ہوں۔ طب کا نہیں ہوں بس ویسے ہی شغل کے طور پر طب پر بھی ریسرچ کرتا رہتا ہوں۔ میرا تعلق کافرستان سے ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو مینجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے مارٹن نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں اب زندگی کی لہریں موجود تھیں۔

"یہ کیا ہوا۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں نارمل ہو گیا ہوں۔ کیا دوا آ گئی ہے"۔۔۔۔ مارٹن نے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دوا تو شام تک پہنچے گی لیکن یہ صاحب آپ کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر پہنچ گئے ہیں۔ آپ واقعی انتہائی خوش قسمت آدمی ہیں"۔۔۔۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک کی ساری کارروائی تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ میں آپ کا بیحد شکر گزار ہوں جناب"۔۔۔۔ مارٹن نے جلدی سے اٹھ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"زندگی بچانا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مسٹر مارٹن۔ انسان تو صرف وسیلہ بنتا ہے۔ آپ کی دوا تو شام کو آتی لیکن اب اس دوا کے آدھے گھنٹے بعد آپ کو لیمن جوس کا ایک گلاس ضرور پینا پڑے گا تاکہ دوا کے اثرات مکمل ہو جائیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اب آپ کو اس دوا کی کبھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کی بیماری ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے اور میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک گلاس لیمن جوس پی لیں۔ اس طرح مزید گپ شپ بھی ہو جائے گی۔ میں نے اس بیماری پر خصوصی ریسرچ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے اس بارے میں تفصیلی ڈسکس کر سکوں"۔ عمران نے کہا۔

"ضرور جناب۔ آپ تو اب میرے محسن ہیں۔ بہرحال دوا تو مجھے لینی ہی ہو گی میں شام کو آ کر لے لوں گا۔ چلیں جناب۔ لیکن یہ دعوت میری طرف سے ہو گی"۔۔۔۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیں جیسے آپ چاہیں۔ لیکن ہمارے ساتھی یہاں قریب ہی ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ وہاں چل کر اکٹھے بیٹھیں گے"——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مینجر سے مصافحہ کر کے وہ سب اس میڈیکل سٹور سے باہر آ گئے۔

"آپ کی تعریف جناب"——— مارٹن نے باہر آ کر جیپ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام غیرت مند خان ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ نے تو اتنی بات ہی پوچھ لی ہے وہ بیچارہ مینجر تو آپ کی وجہ سے اس قدر پریشان تھا کہ نہ ہی اسے نام پوچھنا یاد رہا اور نہ ہی اسے یہ پوچھنا یاد رہا کہ آخر ہم میڈیکل سٹور میں آئے کیوں تھے"——— عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر قادر خان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار ہنس دیا۔

"ظاہر ہے ایک ایکریمین اگر اس کی دکان میں ہلاک ہو جاتا تو اسے تو لینے کے دینے پڑ جاتے۔ لیکن کیا آپ مقامی ڈاکٹر ہیں"۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں جانا ہے صاحب"——— قادر خان نے جیپ اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل ذیشان۔ ساتھیوں کے پاس"——— عمران نے جواب دیا تو قادر خان نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی اور عمران مارٹن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میرا تعلق کافرستان سے ہے اور میں طب کا ڈاکٹر نہیں ہوں سائنس میں البتہ میں نے ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے لیکن ہابی کے طور پر طب پر بھی ریسرچ کرتا رہتا ہوں۔ میں ایک میڈیکل سٹور کے مالک کے بارے میں معلوم کرنے مینجر کے پاس گیا تھا وہاں اچانک آپ کی حالت دیکھی تو میں پریشان ہو گیا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی تفصیل تو مینجر نے بتا دی ہے آپ کو"——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے آج تک رسالوں اور کہانیوں میں ایسے واقعات پڑھے تھے اور میں سمجھتا تھا کہ یہ سب غلط ہیں ایسے اتفاقات پیش ہی نہیں آ سکتے۔ لیکن آج جب مجھے خود اس تجربے سے گزرنا پڑا ہے تو مجھے یقین آ گیا ہے کہ یہ سب واقعات واقعی درست ہوتے ہیں"۔ مارٹن نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"جسے ہم لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے اتفاق کہتے ہیں مارٹن صاحب۔ وہ دراصل قدرت کی طرف سے واقعی ایک خاص منصوبہ بندی کا نتیجہ ہوتا ہے اب آپ دیکھیں آپ کی زندگی کا بچ جانا ہمارا اچانک وہاں پہنچ جانا اور اب آپ سے تعارف یہ سب باتیں بظاہر تو اتفاق ہیں لیکن دراصل قدرت کی منصوبہ بندی کا شاہکار ہے"۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد قادر خان نے جیپ ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ یہ چار منزلہ ہوٹل تھا۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ قادر خان

نے جیپ پارکنگ میں جا کر روک دی۔

"تم جا کر ساتھیوں کو بتاؤ کہ مارٹن صاحب بھی آ رہے ہیں"۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا قادر خان کی طرف بڑھ گیا جو پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لے رہا تھا۔ ظاہر ہے اس نے اس سے اپنے ساتھیوں کے کمرہ نمبر پوچھنے تھے۔

"قادر خان۔ تم ہمارے ساتھ چلو گے"——— عمران نے کیپٹن شکیل کے واپس مڑتے ہی قادر خان سے کہا اور قادر خان نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ کیپٹن شکیل تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جبکہ قادر خان عمران اور مارٹن کے ساتھ چل رہا تھا۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو اس لئے پہلے بھیج دیا تھا کہ وہ ساتھیوں کو مارٹن کے بارے میں بریف کر دے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں باقی ساتھی بھی موجود تھے۔

"یہ سب ہمارے ساتھی ہیں مسٹر مارٹن اور یہ مسٹر مارٹن ہیں"——— عمران نے کمرے میں داخل ہو کر سرسری سا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر رسمی جملوں کے بعد وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"مسٹر مارٹن کے لئے لیمن جوس منگوائیں اور ان کے ساتھ ہی ہم سب ان کی صحت کا جام پئیں گے"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے رسیور اٹھا کر روم سروس والوں کو لیمن جوس

لانے کا آرڈر دے دیا۔

"آپ نے صحت کی بات کی ہے اس کا کیا مطلب"——— صفدر نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر میڈیکل سٹور میں جانے اور مارٹن کی بیماری اور اس کے علاج کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ پھر تو نئی زندگی مبارک ہو مسٹر مارٹن"——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سب ساتھیوں نے بھی اسے مبارک باد دی۔

"یہ سب غیرت مند خان صاحب کی بدولت ہوا ہے جناب۔ میں ان کا احسان ساری زندگی نہ بھلا سکوں گا۔ اگر یہ نہ پہنچ جاتے تو اب تک میں ہلاک ہو چکا ہوتا"——— مارٹن نے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ احسان اگر آپ چاہیں تو اتار سکتے ہیں"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"وہ کس طرح غیرت مند خان صاحب"——— مارٹن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پہلے آپ جوس پی لیں۔ پھر بتاتا ہوں۔ ویسے فکر نہ کریں۔ میں آپ سے کوئی رقم طلب نہیں کروں گا"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بھی مسکرا دیا۔

"آپ رقم کی بات کر رہے ہیں آپ اگر چاہیں تو میں جان بھی دے

سکتا ہوں" ---- مارٹن نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ کیا دے سکتے ہیں اور کیا نہیں" ---- عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹر ایک بڑی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے سارے گلاس درمیانی میز پر رکھے اور ٹرے لے کر واپس چلا گیا۔

"لیجئے" ---- عمران نے کہا تو مارٹن نے گلاس اٹھا لیا اور پھر عمران سمیت سب نے جوس کے گلاس اٹھا لئے۔ جن میں قادر خان بھی شامل تھا۔

"مسٹر مارٹن۔ آپ ایکریمیا کے سابک سنٹر میں سیکورٹی آفیسر ہیں" ---- عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"جی۔ آپ کو۔ مم۔ مگر" ---- مارٹن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے یونیفارم کی قمیض پر باقاعدہ پلیٹ لگا رکھی ہے جس پر آپ کا نام، عہدہ اور سنٹر کے بارے میں درج ہے اور آپ حیران بھی ہو رہے ہیں" ---- عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو مارٹن نے اپنی قمیض کی جیب کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے احساس ہی نہ رہا کہ میں یونیفارم میں ہوں لیکن یہ سابک

سنٹر کیا ہوتا ہے۔ میں تو ایکریمیا کے ایک ساؤتھ سنٹر میں ملازم ہوں۔ فوجی سازوسامان کے ایک سنٹر پر" ---- مارٹن نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی ذہین آدمی ہیں کہ آپ نے ایس سی کو ساؤتھ سنٹر میں تبدیل کر دیا ہے حالانکہ اس سے سابک سنٹر بنتا ہے۔ آپ بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ کے دوست تھے۔ وہی گلبرٹ جو ہلاک ہو چکا ہے" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات یکلخت سکڑ سے گئے تھے اور چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"تشریف رکھیں۔ آپ دوستوں میں ہیں۔ دشمنوں میں نہیں ہیں" ---- عمران نے کہا تو مارٹن بے اختیار ہونٹ چباتا ہوں بیٹھ گیا لیکن اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا اصل نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ مم۔ مم۔ مگر ----" مارٹن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ احسان اتارنے کے لئے تیار ہیں تو اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی جان کو کوئی خطرہ

نہیں ہے۔ اگر میرا مقصد آپ کی جان لینا ہوتا تو یہ کام وہیں میڈیکل سٹور پر خودبخود ہو جاتا۔ ہمیں آپ صرف اس سنٹر کے بارے میں اندرونی معلومات دے دیں۔ بس ہمارا احسان ختم"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے حلف لیا ہوا ہے۔ یہ تو میں اپنی جان کے خوف سے وہاں سے نکل آیا تھا۔ ورنہ"۔ مارٹن نے رک رک کر کہا۔

"مسٹر مارٹن۔ یہاں کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ اور آپ خاموشی سے دوا لے کر واپس چلے جائیں گے اور جب دوا لے کر واپس جائیں گے تو ظاہر ہے وہاں موجود لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ باقی ہماری اپنی جدوجہد کہ ہم اس سنٹر میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہاں کوئی اجنبی کسی صورت میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور پھر اب تو وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے"۔ مارٹن نے کہا۔

"لیکن آپ وہاں سے آئے بھی ہیں اور آپ واپس بھی جائیں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو سیکورٹی آفیسر ہوں۔ وہاں ایک خصوصی سیکورٹی وے ہے۔ جس میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی آیا جایا جا سکتا ہے اور ہیلی کاپٹر ہی

اس راستے سے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ وہاں ایک خاتون۔۔۔۔۔"

مارٹن بات کرتے کرتے اچانک اس طرح رک گیا جیسے اسے اچانک خیال آگیا ہو کہ وہ کوئی سیکرٹ آؤٹ کر رہا ہے۔

"جس کا نام گارشیا ہے اور جو ریڈ ایجنٹ ہے اور ایکریمیا سے خاص طور پر ساسک سنٹر کی حفاظت کے لئے اپنے ساتھیوں جوڈی اور لافٹر کے ساتھ آئی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو مارٹن کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہو گیا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے"۔ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے مسٹر مارٹن"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پھر آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"پہلے آپ جو کچھ کہہ رہے تھے وہ کہہ ڈالیں۔ پھر بات ہو گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں بتا رہا تھا کہ یہ ریڈ ایجنٹ گارشیا اب سنٹر کی سیکورٹی انچارج ہے لیکن وہ انتہائی خود سر، نک چڑھی اور تنگ مزاج عورت ہے۔ مجھے ایسی عورتیں پسند نہیں ہیں اس لئے میں اس کی باتیں سن کر شدید بور ہوتا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور انتہائی سخت لہجے میں اس نے مجھ سے اس طرح باتیں کیں کہ مجھے اس پر شدید غصہ آگیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اسے گولی مار دوں لیکن ظاہر ہے میں ایسا

نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً مجھے غصہ پینا پڑا اور بس یہیں سے میری کیفیات بدل گئیں۔ میں وہاں اپنے سنٹر میں دوا کا سٹاک رکھتا ہوں لیکن ایک ماہ پہلے وہ سٹاک ختم ہو گیا تھا چنانچہ مجھے اپنی جان بچانے کے لئے ایمرجنسی میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں آنا پڑا۔ اس میڈیکل سٹور سے میں پہلے بھی دوا لیتا تھا لیکن یہاں بھی اتفاق سے دوا موجود نہ تھی۔ مینجر نے اپنے طور پر دارالحکومت فون کر کے دوا منگوانے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے دوا اتنی جلدی کیسے آ سکتی تھی چنانچہ میری حالت بگڑتی گئی اور پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔ اچانک مجھے ہوش آیا تو آپ وہاں موجود تھے"۔۔۔ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھی جوڈی اور لافٹر وہ اسے ایسی باتیں کرنے سے نہیں روکتے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ تینوں پہلے سنٹر میں آئے تھے پھر وہ دونوں گارشیا کو وہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ وہ باہر سے سنٹر کی نگرانی کریں گے لیکن میں نے جوڈی کو یہاں وافا میں دیکھا ہے۔ میں اپنا ہیلی کاپٹر یہاں کے ایک پرائیوٹ کمپنی کے ہیلی پیڈ پر اتارتا ہوں اور وہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر بازار آتا ہوں۔ مجھے وہاں سے ٹیکسی نہ ملی تو میں پیدل ہی چل پڑا اور پھر میں نے ایک ہوٹل میں جوڈی کو داخل ہوتے دیکھا۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں جا رہا تھا۔ میں اسے دیکھ کر ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ

مجھے یہاں دیکھے۔ جب وہ اندر چلا گیا تو پھر میں آگے بڑھ گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد مجھے خالی ٹیکسی مل گئی اور پھر میں میڈیکل سٹور پہنچ گیا"۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"کس ہوٹل میں گیا تھا وہ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اب کیا چھپاؤں۔ ٹھیک ہے آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ لیکن جہاں آپ نے میری جان بچا کر مجھ پر احسان کیا ہے وہاں ایک احسان اور بھی کر دیں کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو کہ میری آپ سے ملاقات ہوئی ہے یا میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے"۔ مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا وعدہ کہ ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ ہوٹل سراج میں جا رہا تھا۔ یہ یہاں ایک پرانا ہوٹل ہے لیکن وہاں غیر ملکیوں کے لئے خفیہ طور پر تفریح کا تمام سامان مہیا ہوتا ہے اس لئے اکثر وہاں غیر ملکی بھرے رہتے ہیں"۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"آپ کو سنٹر کے اندر مشینری کے بارے میں کچھ علم ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں تو سیکورٹی آفیسر ہوں اور میرا سبجیکٹ کبھی بھی سائنس نہیں رہا"۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"سنٹر کے اندر کتنے افراد ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"بارہ افراد ہیں۔ گارشیا تیرہویں ہے"۔۔۔ مارٹن نے کچھ دیر

سوچنے کے بعد جواب دیا۔ پھر عمران اس سے مختلف سوالات کرتا رہا اور مارٹن جواب دیتا رہا۔ لیکن مشینری کے بارے میں وہ کوئی تفصیل نہ بتا سکا تھا۔

"یہاں سے سنٹر فون کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن نمبر آپ کو جنوبی ایکریمیا کا ملانا پڑے گا جبکہ کال سنٹر میں ہی رسیو ہو گی"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور پھر عمران کے پوچھنے پر مارٹن نے نمبر بتا دیا۔

"میں تمہارا بتایا ہوا نمبر کنفرم کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"میں نے درست نمبر بتایا ہے۔ آپ وہاں فون کریں گے تو وہاں کی مشینری یہاں کا پتہ چلا لے گی اور میں چونکہ یہاں ہوں اس لئے لامحالہ ان کا شک مجھ پر پڑے گا"۔۔۔۔ مارٹن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم خود یہاں سے فون کر کے گارشیا کو بتا دو کہ تمہارے ساتھ کیا پرابلم ہے اور تم کس وقت وہاں پہنچو گے ورنہ جس طرح تم وہاں سے نکل آئے ہو' ہو سکتا ہے واپسی میں تمہیں سزا دے دی جائے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مگر میں اسے کیا بتاؤں۔ وہ انتہائی تنک چڑھی عورت ہے۔ وہ نجانے کیا جواب دے اور میں پھر بیمار ہو جاؤں اور ابھی دوا میرے پاس نہیں ہے"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہاری بیماری ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

ویسے اپنی تسلی کے لئے تم دوا بے شک شام کو جاتے ہوئے لے جانا۔ لیکن تمہارا فون کرنا ضروری ہے البتہ تم یہ نہ بتانا کہ تمہاری یہ حالت ہوئی اور میں نے تمہیں ٹھیک کیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ایک طرف پڑا ہوا فون پیس اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس کے اندر موجود لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔ مارٹن نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ واقعی وہی رابطہ نمبر اور نمبر ڈائل کر رہا تھا جو اس نے بتائے تھے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی آفیسر مارٹن بول رہا ہوں وافا سے۔ مادام گارشیا سے بات کراؤ جیکب"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجے میں بے پناہ سختی نمایاں تھی۔

"میں مارٹن بول رہا ہوں مادام"۔۔۔۔ مارٹن نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں سے بول رہے ہو تم"۔۔۔۔ گارشیا نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"وافا کے ایک ہوٹل ذیشان سے مادام۔ آپ کو اطلاع مل گئی ہو گی کہ مجھے ایک بیماری ہے مجھ پر اچانک اس بیماری کا حملہ ہوا اور

مجبوراً مجھے فوری طور پر ہیلی کاپٹر لے کر یہاں واقا آنا پڑا۔ ورنہ میں ہلاک ہو جاتا لیکن یہاں بھی دوا موجود نہیں ہے۔ وہ دارالحکومت سے منگوائی ہے۔ شام تک پہنچ جائے گی۔ میں وہ دوا لے کر فوراً ہی واپس پہنچ جاؤں گا۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے اس طرح اچانک وہاں سے آنا پڑا۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں"۔ مارٹن نے کہا۔

"میری جوڈی سے بات ہوئی ہے۔ اب جوڈی یہ فیصلہ کرے گا کہ تم واپس آسکتے ہو یا نہیں اور اگر آسکتے ہو تو کب۔ جوڈی وہاں تمہاری تلاش میں ہو گا۔ تم جوڈی سے مل لو"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"کہاں مادام"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"وہ ہوٹل سراج کے کمرہ نمبر اڑتیس میں ٹھہرا ہوا ہے جیکب کے نام سے۔ تم فوراً اس سے مل لو"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہاری واپسی ممکن نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ جوڈی تمہیں گولی مار دے۔ کیونکہ یہ ریڈ ایجنٹ ان معاملات میں بے حد سفاک ہوتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر۔ پھر مجھے کیا کرنا چاہئے"۔۔۔۔ مارٹن نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم اگر ہم پر اعتماد کرو تو ہم تمہارا مسئلہ حل کر سکتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"ہم اس جوڈی کو گھیر لیتے ہیں۔ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ تم گارشیا کو کہہ سکتے ہو کہ تم جوڈی سے ملنے گئے تھے لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تم جوڈی کو کیا کرو گے"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"وہی جو یہ لوگ تمہارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی ہے اور پھر وہ گارشیا۔ وہ سب مجھے یقیناً مار ڈالیں گے"۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ جا کر مل لو اس سے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں تو عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں"۔۔۔۔ مارٹن نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم ہمارا ساتھ دو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ پھر تم یہاں سے واپس ایکریمیا بھی جا سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی یہ مت پوچھو۔ بہرحال میں گارنٹی دے سکتا ہوں کہ جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی ہو گا۔ تم پر کوئی حرف نہیں آئے گا"۔ عمران

نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مرنا تو ویسے ہی ہے۔ اگر موت آ ہی گئی ہے تو پھر ان لوگوں کے ہاتھوں تو نہ مروں۔ میں تیار ہوں تم جو کہو اور جیسے کہو میں ویسے کرنے کو تیار ہوں" ——— مارٹن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر خاموش رہنا۔ بولنا نہیں" ——— عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سراج ہوٹل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر اڑتیس میں مسٹر جیکب سے بات کراؤ۔ میرا نام مارٹن ہے" ——— عمران نے مارٹن کی آواز اور لہجے میں کہا تو مارٹن بری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن بہرحال وہ بولا نہیں تھا خاموش ہی بیٹھا رہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں" ——— تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں سیکورٹی آفیسر مارٹن بول رہا ہوں جناب" ——— عمران نے مارٹن کی آواز میں کہا۔

"تم ابھی تک پہنچے نہیں۔ مجھے مادام گارشیا نے فون کر کے بتا دیا

ہے کہ تم کن حالات میں وہاں سے یہاں آئے ہو اور تم نے اسے ہوٹل زیشان سے فون کیا ہے اور اس نے تمہیں مجھ سے ملنے کو کہا ہے" ——— جوڈی کا لہجہ سخت تھا۔

"مم۔ میں نے سوچا کہ پہلے فون کر لوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ ہوٹل میں موجود ہیں یا نہیں" ——— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں موجود ہوں اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں تاکہ تم سے سنٹر کی سیکورٹی کے سلسلے میں مزید ڈسکس کی جا سکے" ——— جوڈی نے کہا۔

"یس سر۔ میں پہنچ رہا ہوں سر" ——— عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم یہیں رکو گے" ——— عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیپٹن شکیل تم میرے ساتھ چلو اور تم اپنے بیگ سے ریڈ کیپسول بھی نکال کر جیب میں ڈال لو۔ ہو سکتا ہے اس کی ضرورت پڑ جائے اور قادر خان تم جیپ ڈرائیو کرو گے" ——— عمران نے اٹھ کر کیپٹن شکیل اور قادر خان سے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیپٹن شکیل کو ساتھ لے جانے کی کوئی خاص وجہ ہے۔ پہلے تو تم ایسے موقعوں پر ہمیشہ تنویر کو ساتھ لے جاتے ہو" ——— جولیا نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ریڈ کیپسول کیپٹن شکیل کے پاس ہیں اور مقابلے پر بھی ریڈ ایجنٹ ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

جوڈی ہوٹل سراج میں اپنے کمرے میں بڑے بے چین سے انداز میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار ایک طرف پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ اسے گارشیا کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ سنٹر کا سیکورٹی آفیسر مارٹن اچانک سیکورٹی ہیلی کاپٹر کے ذریعے واقا شہر اپنی کسی پراسرار بیماری کے لئے دوا لینے چلا گیا ہے۔ اس نے یہ اطلاع ملتے ہی واقا میں ہائر کئے گئے اپنے گروپ کو الرٹ کر دیا تھا کہ وہ مارٹن کو چیک کریں کیونکہ جوڈی کے خیال کے مطابق سیکورٹی آفیسر مارٹن کا اس طرح اچانک سنٹر سے فرار یقیناً علی عمران سے ہونے والے گٹھ جوڑ کی وجہ سے ہوا ہو گا۔ ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے دارالحکومت سے بھی کوئی اطلاع نہ ملی تھی اور اب مارٹن کی واقا آمد سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بھی یقیناً دارالحکومت سے واقا شفٹ ہو چکے ہوں گے۔ اس

لئے اس نے یہاں کے ایک مقامی گروپ کو ہائر کر کے مارٹن کی نگرانی پر لگا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ مارٹن سے عمران ملاقات کرے گا اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہوں گے اس لئے انہیں تو یہاں ٹریس نہیں کیا جا سکتا البتہ مارٹن کو ٹریس کر کے اس کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا جا سکتا ہے اور اب اسے اس گروپ کی طرف سے اطلاع کا شدت سے انتظار تھا۔ چونکہ مارٹن کا حلیہ اسے معلوم تھا اس لئے اس نے یہ حلیہ اس گروپ تک پہنچا دیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ دارالحکومت سے قدرے چھوٹے شہر وافا میں مارٹن کو فوراً ہی ٹریس کر لیا جائے گا اور پھر وہ یہاں ہیلی کاپٹر میں آیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کو بھی ٹریس کیا جا سکتا ہے لیکن اسے انتظار کرتے کرتے تقریباً تین گھنٹے گزر گئے تھے لیکن ابھی تک اسے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ جب اس سے مزید انتظار برداشت نہ ہوا تو اس نے فون کر کے گروپ کے انچارج مائیکل سے بات کرنے کی کوشش کی جو ایک جوا خانے کا مالک تھا لیکن اسے بتایا گیا کہ مائیکل بغیر کسی کو بتائے کہیں گیا ہوا ہے۔ اس لئے اس سے بھی بات نہ ہو سکی تھی۔ جب بے چینی اور اضطراب مزید بڑھ گیا تو جوڈی نے کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ بار بار رک کر فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

"ایک بار تمہارا پتہ لگ جائے عمران۔ پھر دیکھنا ریڈ ایجنٹ کس طرح کام کرتے ہیں"۔۔۔۔۔ جوڈی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس

کی بڑبڑاہٹ جاری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جوڈی بھوکے عقاب کی طرح فون پر جھپٹا۔

"ہیلو"۔۔۔۔۔ جوڈی نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"مائیکل بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نگرانی کرنے والے گروپ کے انچارج کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جیکب بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے مارٹن کو ٹریس کر لیا ہے جناب۔ ہمیں اطلاع ملی کہ مارٹن کو الخیر میڈیکل سٹور میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے لیکن یہ اطلاع بہت دیر بعد ملی ہم جب وہاں گئے تو مارٹن وہاں موجود نہ تھا۔ پوچھ گچھ پر معلوم ہوا کہ مارٹن کی طبیعت مینجر کے آفس میں ہی شدید خراب ہو گئی تھی کیونکہ جس دوا کے لئے وہ یہاں آیا تھا وہ دوا یہاں موجود نہ تھی اس لئے مینجر نے دارالحکومت سے وہ دوا منگوانے کے انتظامات کئے لیکن ظاہر ہے دوا تو شام کو آنی تھی اور وہ مارٹن موت کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے بعد اچانک مینجر کے مطابق تین افراد اس کے پاس آئے۔ ان میں ایک کافرستانی تھا اور وہ سائنس کا ڈاکٹر بھی تھا اور اس نے حیرت انگیز طور پر مارٹن کو سٹور سے عام ادویات حاصل کر کے انجکشن لگایا جس سے مارٹن نہ صرف ہوش میں آ گیا بلکہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور پھر مارٹن ان کے ساتھ چلا گیا۔ ہم نے مزید انکوائری کی تو پتہ چلا کہ یہ لوگ ایک جیپ میں گئے ہیں ہم نے اس جیپ کو ٹریس کیا تو

یہ جیپ ہمیں ذیشان ہوٹل کی پارکنگ میں کھڑی مل گئی پارکنگ بوائے کے مطابق جیپ میں مارٹن کے ساتھ تین افراد تھے جن میں سے ایک پہلے ہوٹل میں چلا گیا جبکہ باقی تین بعد میں اکٹھے گئے۔ میں ہوٹل کے اندر گیا اور وہاں سے پتہ چلا کہ ہوٹل ذیشان میں دو عورتوں اور تین مردوں نے کمرے بک کرائے تھے پھر ان میں سے ایک آدمی ہوٹل سے باہر چلا گیا جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مارٹن اور دو مقامی آدمی تھے وہ سب ایک کمرے میں موجود ہیں وہاں لیمن جوس سرو کیا گیا ہے جو ویٹر جوس لے کر گیا ہے اس نے بتایا ہے کہ مارٹن کے حلیے کا آدمی اندر موجود ہے اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"۔ مائیکل نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو جوڈی کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آگئی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ مارٹن کو ٹھیک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور اس کا خیال درست ثابت ہوا ہے۔

"تم ان لوگوں کو کسی طرح بیہوش کر سکتے ہو۔ یہ سن لو کہ یہ عام لوگ نہیں ہیں یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں"ــــــ جوڈی نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہمارا کام تو نگرانی اور مخبری کا ہے آپ جو کہہ رہے ہیں ایسے کام ہم نہیں کیا کرتے"ــــــ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یہاں کوئی ایسا گروپ بتاؤ جو اس کام میں ماہر ہو"۔ جوڈی نے

پوچھا۔

"یہاں کا بلیک کوبرا گروپ ایسا ہے جو قتل و غارت اور بیہوش کرنے کے کاموں میں ماہر ہے اس کا چیف بھی بلیک کوبرا ہی کہلاتا ہے وہ یقیناً آپ کی حسب منشا کام کرے گا"ــــــ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ اور پھر اسے فون کر کے خود ہی میرے متعلق بتا دو تاکہ میرا وقت ضائع نہ ہو لیکن تم نے مسلسل مارٹن اور اس سے ملنے والے ہر آدمی کی نگرانی کرنی ہے انہیں نظروں سے کسی صورت بھی اوجھل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی انہیں نگرانی کا پتہ چلنا چاہئے"ــــــ جوڈی نے کہا۔

"نگرانی کی تو آپ فکر نہ کریں۔ وہ تو ہمارا کام ہے البتہ بلیک کوبرا کو میں کہہ دیتا ہوں لیکن وہ معاوضہ پیشگی لیتا ہے جو معاوضہ طے ہو گا اس کا آدمی آکر آپ سے لے جائے گا اس کے بعد کام آپ کی حسب منشا ہو گا۔ آپ دس منٹ بعد اسے فون کر دیں۔ نمبر میں بتا دیتا ہوں"ــــــ مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے"ــــــ جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کاش یہاں ریڈ ایجنٹ کا گروپ ہوتا تو لطف آجاتا"ــــــ رسیور رکھ کر جوڈی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ یہاں ہر

کمرے میں علیحدہ علیحدہ ڈائریکٹ فون مہیا کئے گئے تھے جبکہ ہوٹل سروس کے لئے علیحدہ انٹرکام موجود تھا اس لئے جوڈی براہ راست کال وصول کر رہا تھا اور براہ راست کال کر بھی رہا تھا۔

"بلیک کوبرا ہوٹل"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی لہجہ بیحد عامیانہ تھا۔

"میں ہوٹل سراج سے جیکب بول رہا ہوں۔ اپنے چیف بلیک کوبرا سے بات کرائیں"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"آپ غیر ملکی ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ میں ایکریمین ہوں"۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ ابھی ملواتا ہوں"۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی نرم ہو گیا تھا۔

"ہیلو۔ بلیک کوبرا بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"میرا نام جیکب ہے۔ ابھی مائیکل نے تمہیں فون کر کے میرے متعلق بتایا ہو گا"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کون مائیکل"۔۔۔ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"ریڈ لائن کا چیف مائیکل"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ابھی اس کا فون آیا تھا۔ کیا کام ہے آپ کا۔ کھل کر بتائیں"۔۔۔ بلیک کوبرا نے کہا۔

"چند کافرستانی ایجنٹ ہیں۔ وہ ہوٹل ذیشان میں رہائش پذیر ہیں میں انہیں بیہوش کرا کر اپنے ایک خاص اڈے پر منگوانا چاہتا ہوں لیکن یہ کام انتہائی احتیاط اور مہارت سے ہونا چاہئے کیونکہ یہ لوگ حد درجہ خطرناک لوگ ہیں"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"بلیک کوبرا سے زیادہ خطرناک تو اس دنیا میں آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ لیکن یہ بیہوش کرنے اور پھر اغوا کر کے پہنچانے میں تو خاصا وقت ضائع ہو گا کیوں نہ انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ ہوٹل ذیشان کو ہی بموں سے اڑا دیا جائے۔ یہ آسان ہے اور کم وقت میں ہو جائے گا"۔۔۔ بلیک کوبرا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے ان سے ضروری پوچھ گچھ کرنی ہے اس لئے میں انہیں بیہوش کرانا چاہتا ہوں"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں اور ہوٹل کے کس کمرے میں ہیں"۔۔۔ بلیک کوبرا نے کہا۔

"تفصیل تمہیں مائیکل بتا سکتا ہے۔ وہی ان کی نگرانی کرا رہا ہے بہرحال پانچ چھ افراد ہیں جن میں دو عورتیں بھی ہیں"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کہاں پہنچانا ہے انہیں"۔۔۔ بلیک کوبرا نے پوچھا۔

"مرغاب روڈ پر ایک عمارت ہے جہاں غورنیہ نامی قہوہ خانہ ہے اس قہوہ خانے کے مالک امین غوری کے ذریعے ان لوگوں کو اس قہوہ خانے کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں پہنچانا ہے"۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر دے دو تمہارا کام تمہاری مرضی کے مطابق ابھی اور فورا ہو جائے گا" ——— بلیک کوبرا نے کہا۔

"مجھے منظور ہے لیکن کام تسلی بخش طور پر ہونا چاہئے"۔ جوڈی نے فورا رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل ہو گا۔ تم ہوٹل کے کس نمبر کمرے سے بول رہے ہو۔ میں اپنا آدمی تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں وہ تم سے رقم لے جائے گا اور پھر وہیں ہوٹل کے کاؤنٹر سے مجھے فون کر دے گا کہ رقم مل گئی ہے تو میرے آدمی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آجائیں گے" ——— بلیک کوبرا نے جوب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کمرہ نمبر اڑتیس میں موجود ہوں جیکب میرا نام ہے"۔ جوڈی نے کہا۔

"میرے آدمی کا نام عزیز خان ہے اور یہی کوڈ ہو گا" ——— بلیک کوبرا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رسیور رکھ کر جوڈی اٹھا اور کمرے میں موجود ایک خفیہ سیف کی طرف بڑھ گیا جو ہوٹل کی طرف سے قیمتی اشیا اور کرنسی وغیرہ رکھنے کے لئے ہر کمرے میں بنایا گیا تھا یہ سیف مخصوص نمبروں سے کھلتا تھا اور یہ نمبر صرف مسافر کو بتائے جاتے تھے۔ جوڈی نے نمبر ملا کر سیف کھولا۔ سیف کا ایک بڑا خانہ کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ جوڈی کی عادت تھی کہ وہ اپنے ساتھ ہمیشہ بھاری کرنسی رکھتا تھا اور اسے فیاضی سے خرچ کرتا تھا اس نے ایک لاکھ ڈالر کا پیکٹ اٹھایا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس

نے سیف بند کیا اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— جوڈی نے کہا۔

"گارشیا بول رہی ہوں" ——— دوسری طرف سے گارشیا کی آواز سنائی دی تو جوڈی چونک پڑا۔

"اوہ تم۔ کوئی خاص بات" ——— جوڈی نے چونک کر کہا۔

"ابھی مارٹن کا فون آیا تھا وہ ہوٹل ذیشان سے فون کر رہا تھا اس نے تفصیل بتائی ہے کہ وہ کس طرح بیمار ہو گیا اور پھر کس طرح کسی اجنبی ڈاکٹر نے اسے ٹھیک کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اب اس کا فیصلہ تم کرو گے میں نے اسے تمہارا فون نمبر بھی بتا دیا ہے اور کوڈ نام بھی۔ وہ اب تم سے رابطہ کرے گا پھر جس طرح تم مناسب سمجھو اسے ڈیل کر لینا" ——— گارشیا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ میرے متعلق اسے تفصیل بتا دی"۔ جوڈی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا" ——— گارشیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارٹن عمران اور اس کے ساتھوں کے قبضے میں ہے اور یہ فون کال عمران نے اس سے کرائی ہو گی اور تم نے اسے میرا پتہ اور نام بتا دیا بہرحال یہ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے بتا دیا اب میں اپنا بندوبست کر لوں گا لیکن اب تم نے اس سے مزید فون پر بات نہیں کرنی"۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں محتاط رہوں گی"۔ گارشیا نے جواب دیا تو جوڈی نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"۔۔۔ جوڈی نے چونک کر کہا تو دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور بھری ہوئی داڑھی تھی۔ چہرے پر زخموں کے نشانات اور آنکھوں میں تیز چمک تھی اور وہ اپنی شکل و صورت اور چال ڈھال سے کوئی تھرڈ کلاس مجرم لگتا تھا۔

"میرا نام عزیز خان ہے مجھے بلیک کوبرا نے بھیجا ہے۔ رقم دو"۔۔۔ عزیز خان نے اندر داخل ہو کر بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"میرا نام کیا بتایا تھا بلیک کوبرے نے"۔۔۔ جوڈی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اس آدمی کا انداز ایسا تھا کہ جوڈی کا دل تو چاہا تھا کہ اٹھ کر اس کی گردن توڑ دے۔ لیکن حالات کی وجہ سے اسے اپنا غصہ پینا پڑا تھا۔

"جیکب اور کمرہ نمبر اڑتیس"۔۔۔ عزیز خان نے کہا تو جوڈی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے جیب سے نوٹوں کا پیکٹ نکالا اور عزیز خان کی طرف بڑھا دیا۔ عزیز خان نے بھوکے عقاب کی طرح پیکٹ جھپٹا اور پھر اس نے تیزی سے نوٹ گننا شروع کر دیئے۔ نوٹ گننے میں وہ واقعی کسی بنک کا ماہر کیشئر لگ رہا تھا۔

"تم کسی بنک میں کام کرتے رہے ہو"۔۔۔ جوڈی سے رہا نہ گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"میں بلیک کوبرا کا کیشئر ہوں اور مجھے کسی بڑے بنک کے کیشئر سے بھی زیادہ دولت سنبھالنا پڑتی ہے"۔۔۔ عزیز خان نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور جوڈی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔

"رقم پوری ہے۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ عزیز خان نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"سنو"۔۔۔ جوڈی نے کہا تو عزیز خان رک کر واپس مڑا۔

"بلیک کوبرے سے کہنا کہ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے"۔ جوڈی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ بلیک کوبرا کا کام انتہائی شاندار ہوتا ہے تمہیں کوئی شکایت نہیں ہو گی"۔۔۔ عزیز خان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی جوڈی نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"غورینہ قہوہ خانہ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"امین غوری سے بات کراؤ۔ میں جیکب بول رہا ہوں"۔ جوڈی نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ امین غوری بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جیکب بول رہا ہوں غوری"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ہاں صاحب۔ کیا حکم ہے۔ آپ نے رقم تو دے دی لیکن کام ابھی تک نہیں بتایا"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب کام کا وقت آگیا ہے چند دشمن ایجنٹوں کو بلیک کوبرا کا گروپ بیہوشی کے عالم میں تمہارے پاس پہنچائے گا تم نے انہیں بڑے تہہ خانے میں رکھنا ہے اور مجھے فوری طور پر ٹرانسیٹر پر اطلاع دینی ہے"۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب"۔۔۔ امین غوری نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا۔ میرے وہاں پہنچنے تک انہیں کسی صورت بھی ہوش نہیں آنا چاہئے"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا صاحب۔ فکر مت کریں"۔۔۔ امین غوری نے جواب دیا تو جوڈی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ ظاہر ہے یہ کال ہوٹل والوں کی طرف سے تھی۔

"یس"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"جناب کوئی مارٹن صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں کال ملوا دوں آپ کے فون سے"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاں کراؤ بات"۔۔۔ جوڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا چند لمحوں بعد ڈائریکٹ فون کا گھنٹی بج اٹھی تو جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں"۔۔۔ جوڈی نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں سیکورٹی آفیسر مارٹن بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے مارٹن کی آواز سنائی دی اور جوڈی بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم ابھی تک پہنچے نہیں۔ مجھے مادام گارشیا نے فون کر کے بتا دیا ہے کہ تم کن حالات میں وہاں سے یہاں آئے ہو اور تم نے اسے ہوٹل ذیشان سے فون کیا ہے اور اس نے تمہیں مجھ سے ملنے کو کہا ہے"۔۔۔ جوڈی نے سخت لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں نے سوچا کہ پہلے فون کر لوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ ہوٹل میں موجود ہیں یا نہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے مارٹن کی سہمی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"میں یہاں موجود ہوں اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں تاکہ سنٹر کی سیکورٹی کے سلسلے میں مزید ڈسکس کی جا سکے"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"یس سر۔ میں پہنچ رہا ہوں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے مارٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوڈی نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے الماری کھول کر اس میں موجود چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا اپنا فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسیٹر اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سامنے والا کمرہ بھی ایک فرضی نام سے بک کرا رکھا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ فوری طور پر اس کمرے میں شفٹ ہو جائے۔ اب بات بلیک

کوبرا پر تھی کہ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے شکار کر لیتا ہے تو ٹھیک ورنہ دوسری صورت میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان کے سامنے نہ آئے گا ایسا ہی فکسڈ فریکونسی ٹرانسیٹر اس نے امین غوری کو دیا ہوا تھا۔ امین غوری کے ساتھ بات مائیکل نے کرائی تھی اس کی عمارت کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے اس نے حاصل کئے تھے تاکہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چلے گا وہ انہیں بیہوش کر کے ان تہہ خانوں میں پہنچا دے گا۔ وہ ویسے بھی عمران کے مقابلے میں انتہائی محتاط رہنا چاہتا تھا اس لئے اس نے بلیک کوبرا کو بھی انہیں بیہوش کرنے کا کہا تھا تاکہ وہ ان کے میک اپ وغیرہ چیک کر کے اور ان سے بات چیت کر کے حتمی نتیجے پر پہنچ جائے کہ ہاتھ آنے والے لوگ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ڈمی بنا کر آگے کئے ہوئے ہوں اور جوڈی انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائے تو عمران اور اس کے ساتھی سنٹر پہنچ جائیں۔ اپنے کمرے سے نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ سامنے والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور لاک کھول کر اس نے دروازے کو دھکیلا اور کمرے میں داخل ہو گیا اندر پہنچ کر اس نے کمرہ بند کر کے لاک کیا اور پھر اپنے چہرے، سر اور گردن پر چڑھا ہوا ماسک اتار کر اس نے اسے ایک طرف اچھال دیا۔ کوٹ کی جیب سے ایک دوسرا ماسک نکال کر

اس نے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں فکس کر کے ایڈجسٹ کر لیا اب اس کی شکل بدل چکی تھی اور اس کے بالوں کا رنگ اور ساخت بھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس نئے حلیے میں ہوٹل والے بھی اسے بطور جیکب نہ پہچان سکیں گے چنانچہ وہ اطمینان سے کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔ ٹرانسیٹر اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا البتہ اس کے کان باہر گیٹ کی طرف لگے ہوئے تھے تاکہ اگر عمران اور اس کے ساتھی مارٹن کے ساتھ آئیں تو اسے معلوم ہو سکے لیکن کافی دیر تک جب اسے اپنے کمرے کے دروازے کے سامنے کسی کے قدموں کی آواز سنائی نہ دی تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا کہ بلیک کوبرے نے اپنا کام کر دکھایا ہو گا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد اچانک ٹرانسیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے جھپٹ کر ٹرانسیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ امین غوری بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی امین غوری کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جیکب بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"بلیک کوبرا کے آدمی وقفے وقفے سے بیہوش افراد کو پہنچا گئے ہیں میں نے انہیں تہہ خانے میں ڈال دیا ہے اور انہیں طویل بیہوشی کے انجکشن بھی لگا دیئے ہیں تاکہ وہ ہوش میں نہ آسکیں۔ اوور"۔ امین غوری نے کہا۔

"وقفے وقفے سے۔ کیا مطلب۔ اوور"۔۔۔۔ جوڈی نے پوچھا۔

"پہلے اس کے آدمی تین مقامی افراد کو چھوڑ گئے انہوں نے بتایا کہ یہ تینوں افراد ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں موجود جیپ میں بیٹھ رہے تھے کہ بلیک کوبرے کے آدمیوں نے انہیں بیہوش کر دیا اور پھر اٹھا کر انہیں یہاں لے آئے اور ان کے باقی ساتھی چونکہ کمرے میں ہی ہیں اس لئے انہیں بعد میں لایا جائے گا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ دو عورتوں اور دو مردوں کو بیہوشی کے عالم میں چھوڑ گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ دونوں گروپوں کی نشاندہی مائیکل نے کی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ امین غوری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ جوڈی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک بار پھر اپنے سر اور چہرے پر موجود ماسک اتارا اور پہلے سے اترا ہوا ماسک اٹھا کر اسے سر اور چہرے پر چڑھا دیا ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر دیا چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ رکے تو وہ اب جیکب والے حلیے میں تھا۔ اس نے اتارا ہوا ماسک اٹھا کر اسے بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماؤف ہی رہا لیکن پھر اس کے ذہن پر وہ لمحات فلم کی طرح چلنے شروع ہو گئے جب وہ قادر خان اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ہوٹل کی پارکنگ میں موجود اپنی جیپ میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ایک آدمی جیپ کے قریب نظر آیا دوسرے لمحے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور جیپ میں دھواں سا پھیل گیا پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور اب اسے ہوش آیا تھا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا وہ ایک لوہے کی کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا اس کے دونوں بازوؤں کو عقب میں کر کے باندھا گیا تھا اور باقی جسم کو بھی کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا دیا گیا تھا۔ اس کے جسم کو اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ سوائے اپنے سر اور گردن کے وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ

بھی حرکت میں نہ لا سکتا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا یہ ایک تہہ خانہ نما وسیع و عریض کمرہ اور اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر اس کے تمام ساتھی اس کی طرح بندھے ہوئے موجود تھے۔ تہہ خانے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ چھت پر لگے ہوئے بلب کی تیز روشنی نے پورے تہہ خانے کو منور کر رکھا تھا اس کے سارے ساتھی بیہوش تھے ان کے ساتھ قادر خان بھی موجود تھا۔

"یہ سب کس طرح ہو گیا۔ کیا ہم ریڈ ایجنسی کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ لیکن کیسے"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی انگلیوں کو حرکت دے کر بلیڈ باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی تاکہ ان کی مدد سے رسیاں کاٹ سکے۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ یہ محسوس کر کے بے اختیار چونک پڑا کہ اس کے ناخنوں سے بلیڈ اتار لئے گئے تھے اس نے تیزی سے گردن جھکا کر اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو ایک بار پھر اس کے منہ سے خود بخود طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس کے پیروں میں صرف جرابیں موجود تھیں۔ بوٹ اتار لئے گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی ریڈ ایجنسی کے ہاتھ لگ گئے ہیں کیونکہ یہ کام وہی کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیز نظروں سے تہہ خانے کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن تہہ خانے میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جس کا وہ کسی انداز میں بھی

فائدہ اٹھا سکتا۔ چند خالی کرسیاں البتہ پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھکولا دینے کی کوشش کی تاکہ کرسی کو نیچے گرا کر وہ ان ٹائٹ رسیوں کو کسی طرح ڈھیلا کر سکے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اس کی کرسی کے پائے فرش میں مضبوطی سے گڑے ہوئے تھے جبکہ باقی کرسیاں فرش کے اوپر رکھی ہوئی تھیں اور اسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور وہ چونک پڑا۔ اب تک اسے اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا کہ اس کے سارے ساتھی اصل شکلوں میں تھے اس کا مطلب تھا کہ بیہوشی کے دوران ان کا باقاعدہ میک اپ واش کیا گیا ہے اور ظاہر ہے عمران کا میک اپ بھی واش کر دیا گیا ہو گا۔

"لیکن پھر انہوں نے ہمیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اس نے سر کافی آگے کی طرف جھکا کر دیکھا تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی پھیل گئی کیونکہ اس کی کرسی کے پایوں کے گرد نیا سیمنٹ کا فرش تیار شدہ نظر آ رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ اس کی کرسی کو فرش میں فکسڈ کرنے کے لئے باقاعدہ نیا فرش بنایا گیا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ سب کارروائی اس نقطہ نظر سے کی گئی ہے کہ عمران کہیں اچانک ہوش میں آنے کے بعد کسی بھی طرح کرسی کی گرفت سے آزاد نہ ہو سکے۔ ابھی عمران یہ سب باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک ایکریمی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں نیلے رنگ کی

بڑی سی بوتل تھی جس کی گردن کافی لمبی تھی اس بوتل کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اس میں انٹی گیس محلول ہو گا تاکہ اس کے ساتھیوں کو اس کی مدد سے ہوش میں لایا جا سکے۔ آنے والا نوجوان جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ عمران کو ہوش میں دیکھ کر بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہیں ہوش آ گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بغیر انٹی گیس کے تمہیں تو قیامت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا"۔۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ قیامت آ گئی ہوا اور تمہیں اس کی اطلاع ہی نہ ہوئی ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ نوجوان بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ میں نے آج تک چیف کو کسی بیہوش آدمی سے اس طرح خوفزدہ ہوتے نہیں دیکھا تھا میں سوچتا رہا تھا کہ آخر تم میں ایسی کیا بات ہے کہ چیف اس قدر خوفزدہ ہے لیکن اب تمہیں اس طرح ہوش میں دیکھ کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ چیف سچا تھا"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"تمہارا چیف شاید جوڈی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ چیف ریڈ ایجنٹ جوڈی۔ میں اس کا اسسٹنٹ ہوں۔ میرا نام مارکس ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران کے ساتھ بندھے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا اس نے کیپٹن

شکیل کے قریب پہنچ کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کا دہانہ کیپٹن شکیل کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹالی اور اس کے ساتھ بندھے ہوئے قادر خان کی ناک سے اسے لگا دیا۔

"مجھے شاید کافی دیر بعد ہوش آیا ہے کہ ہمارے میک اپ واش کئے گئے اور کرسی کو فکس کرنے کے لئے نیا فرش بھی تیار کیا گیا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ دو گھنٹے تو تمہیں یہاں آئے ہوئے ہو گئے ہیں"۔ مارکس نے جواب دیا۔

"لیکن جب ہماری اصلیت سامنے آ گئی تو پھر جوڈی نے ہمیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مادام گارشیا آ رہی ہیں۔ چیف جوڈی نے جب مادام گارشیا کو تمہارے متعلق بتایا کہ تمہیں بیہوش کر کے قابو کر لیا گیا ہے تو مادام گارشیا نے کہا کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے تمہیں موت کے گھاٹ اترتے دیکھنا چاہتی ہیں چنانچہ مارٹن کے سیکورٹی ہیلی کاپٹر میں چیف جوڈی' مادام گارشیا کو لینے گیا ہوا ہے اور تھوڑی دیر بعد وہ یہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ تمہارے علاوہ تمہارے باقی ساتھیوں کو میں ہوش میں لے آؤں تمہارے متعلق انہوں نے حکم دیا ہے کہ ان کے آنے پر تمہیں ہوش میں لایا جائے گا لیکن اب تو صورت حال ہی مختلف ہو چکی ہے تم تو اپنے ساتھیوں سے پہلے ہی خود بخود ہوش میں آ چکے ہو"۔ مارکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس مہربانی کی کیا وجہ ہے کہ میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنے سے پہلے باقاعدہ ہوش میں لایا جا رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ چیف کو معلوم ہو گا۔ مجھے تو جو حکم دیا گیا میں اس کی تعمیل کر رہا ہوں"۔ مارکس نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں ہماری گرفتاری کی تفصیل معلوم ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بتایا تو ہے کہ میں چیف کا اسسٹنٹ ہوں۔ مارکس نے جواب دیا اس دوران وہ مسلسل عمران کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کارروائی میں بھی مصروف رہا۔

"بتانے میں اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بتا دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مارکس بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا حرج ہو سکتا ہے تم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور زندہ رہو گے۔ چیف کو مادام گارشیا نے اطلاع دی کہ سیکورٹی آفیسر مارٹن اچانک ہیلی کاپٹر کے ذریعے وافا چلا گیا ہے جس پر چیف فوراً سمجھ گیا کہ یہ کارروائی تمہاری ہو گی تم نے مارٹن کو کسی نہ کسی طرح گانٹھ لیا ہو گا چنانچہ یہاں ایک مخبر اور نگرانی کرنے والا مقامی گروپ ہے چیف جوڈی نے اس کی خدمات حاصل کیں کہ مارٹن کو تلاش کیا جائے اس گروپ کا انچارج مائیکل ہے اس نے اطلاع دی کہ مارٹن کو ایک میڈیکل سٹور میں چیک کیا گیا لیکن وہ وہاں سے جا چکا ہے اس کے

ساتھ ہی تفصیل بتائی گئی کہ مارٹن کوئی مخصوص دوا نہ ملنے کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اچانک ایک سائنس کا ڈاکٹر اتفاقاً وہاں پہنچ گیا اور اس نے حیرت انگیز طور پر مارٹن کو ٹھیک کر دیا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا اس پر چیف سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر تم ہو سکتے ہو۔ تم جس جیپ میں سوار ہو کر گئے تھے اس کو تلاش کیا گیا تو مائیکل نے معلوم کر لیا کہ تم اس میڈیکل سٹور سے ہوٹل ذیشان گئے ہو اور وہاں تمہارے دوسرے ساتھی بھی موجود ہیں۔ چیف نے ایک مقامی گروپ بلیک کوبرا کو ہائر کیا کہ تمہیں بیہوش کر کے یہاں پہنچا دے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ جب بلیک کوبرا وہاں پہنچا تو تم اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پارکنگ کی طرف جا رہے تھے مائیکل اور اس کا گروپ وہاں موجود تھا انہوں نے تمہاری نشاندہی کی چنانچہ تمہیں جیپ میں ہی بیہوش کر دینے والی گیس کا بم مار کر بیہوش کر کے یہاں لایا گیا اس کے بعد بلیک کوبرا گروپ کے آدمی ہوٹل ذیشان کے اس کمرے میں گئے جہاں تمہارے یہ دوسرے ساتھی موجود تھے وہاں بھی اچانک دروازہ کھول کر بیہوش کر دینے والی گیس کا بم فائر کر دیا گیا اور پھر انہیں بھی یہاں پہنچا دیا گیا پھر چیف یہاں آیا۔ اس نے تم سب کے میک اپ واش کرائے پھر مادام گارشیا سے بات کی اس کے بعد مارٹن کے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر وہ سنٹر چلا گیا اور اب وہ مادام گارشیا سمیت واپس آ رہا ہے"۔۔۔۔ مارکس نے آخری آدمی کی ناک سے بوتل ہٹا کر اس کا ڈھکن لگاتے ہوئے مڑ کر کہا۔

"جوڈی اور گارشیا کے ساتھ لافٹر بھی تو آیا تھا۔ وہ کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا تو مارکس بے اختیار چونک پڑا۔ اس بار پھر اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کون آیا تھا اور کون نہیں"۔ مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب کوئی مشن پر کام کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ان باتوں سے باخبر بھی رہنے کی کوشش کرتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لافٹر ایک اور علاقے میں تھا۔ چیف نے اسے بھی وہاں سے بلا لیا ہے وہ بھی ابھی یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا"۔۔۔۔ مارکس نے جواب دیا۔

"اور مارٹن کا کیا ہوا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسے گولی مار دی گئی ہے"۔۔۔۔ مارکس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا لیکن عمران نے دیکھا کہ دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں اس کا مطلب ہے واقعی یہ ایک تہہ خانہ ہے حالانکہ عمران نے پہلے ہی اس کی ساخت دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا۔ لیکن اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں دیکھ لینے کے بعد وہ کنفرم ہو گیا تھا عمران کا ذہن تیزی سے اپنے بچاؤ کے راستے تلاش کر رہا تھا لیکن جوڈی نے واقعی اسے ہر لحاظ سے بے بس کر دیا تھا اس

لمحے اسے اپنے قریب بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل کی کراہ سنائی دی اور پھر تھوڑے وقفے سے وہ سب ہوش میں آتے چلے گئے اس کے بعد ظاہر ہے عمران کو ان سب کے سوالوں کے جواب اور وہ ساری تفصیل بتانی پڑی جو اس نے مارکس سے پوچھی تھی۔

"تو تم نے اب تک رسیاں نہیں کاٹیں۔ کیوں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میرے ناخنوں سے بلیڈ اور پیروں سے بوٹ اتار لئے گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جوڈی آپ کے متعلق اچھی طرح جانتا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو اس نے بال و پر بھی کاٹ دیئے ہیں تاکہ میں اپنی پرواز کا مظاہرہ نہ کر سکوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اب"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"پھر کیا۔ تم سب اپنے اپنے جسموں کو حرکت دے کر رسیاں ڈھیلی کرنے کی کوشش کرو اور اپنے بازو بھی چھڑوانے کی کوشش جاری رکھو اگر زندگی ہے تو کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی آگے کی طرف جسم کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن نائیلون کی باریک اور انتہائی مضبوط رسی باوجود زبردست کوشش کے ذرا سی بھی ڈھیلی نہ ہو پا

رہی تھی۔ سارے ساتھی اسی کوشش میں مصروف تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کرسیاں گرا کر رسیاں ڈھیلی کرنی چاہئیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میری کرسی انہوں نے اسی خدشے کے تحت فکس کر دی ہوئی ہے لیکن یہ سوچ لینا کہ نیچے گرنے کے بعد تمہیں اٹھانے والا کوئی نہ ہو گا اور ان لوگوں نے جیسے ہی تمہیں نیچے گرے ہوئے دیکھا' انہوں نے فوراً ہی فائر کھول دینا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے رسی کو خاصا کاٹ لیا ہے"۔ اچانک ایک کونے میں بیٹھی ہوئی صالحہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کر اس طرف دیکھنے لگے صالحہ گردن آگے کی طرف جھکائے ایک رسی کو دانتوں سے کاٹنے کی کوشش میں مصروف تھی۔ رسی اس کی گردن کے قریب سے گزر رہی تھی اس لئے صالحہ کے دانت کافی حد تک سر جھکانے کے بعد اس رسی تک پہنچ گئے تھے۔

"یہ نائیلون کی رسی ہے۔ یہ کیسے دانتوں سے کاٹی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اگر صالحہ رسی کاٹ لیتی ہے تو پھر تمہیں آئندہ زندگی میں بڑا محتاط رہنا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا تو صفدر کے علاوہ باقی ساتھی ہنس پڑے۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ واقعی نہیں کاٹی جا رہی میں سمجھی تھی کہ

شاید کٹ جائے گی"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد صالحہ نے سر اٹھاتے ہوئے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ میں تو بے قصور مارا جاؤں گا"۔۔۔۔ اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے قادر خان نے کہا تو عمران اور باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"موت کسی کا قصور یا اس کا بے قصور ہونا نہیں دیکھا کرتی قادر خان۔ اب جو کچھ ہمارے ساتھ ہو گا وہی تمہارے ساتھ بھی ہو گا بہرحال فکر مت کرو۔ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی بیحد خوفزدہ ہو رہا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ قادر خان کوئی بات کرتا اچانک دروازہ کھلا اور مارکس کے ساتھ ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا اس کا چہرہ اور انداز بتا رہا تھا کہ اس کی تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔

"غوری۔ غوری۔ میں قادر خان ہوں۔ میری جان بچا لو"۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی قادر خان نے چیخ چیخ کر اس مقامی آدمی سے کہنا شروع کر دیا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"قادر خان تم۔ اور یہاں ان کے ساتھ۔ تم کیسے پھنس گئے"۔ اس آدمی نے جسے غوری کہہ کر پکارا گیا تھا قادر خان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھے انہوں نے ضلع کوچک میں رہنمائی کے لئے ہائر کیا تھا میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے میری جان بچا لو غوری۔ تم تو میرے دوست ہو۔ تمہیں خدا کا واسطہ بچوا دو میری جان۔ ابھی میں مرنا نہیں چاہتا"----- قادر خان نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"مرنا تو کوئی بھی نہیں چاہتا قادر خان۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ بہرحال میں صاحب سے درخواست کروں گا آگے ان کی مرضی میں تو ان دونوں عورتوں کو دیکھنے آیا ہوں مارکس نے ان کی خوبصورتی اور جوانی کی بڑی تعریف کی تھی میں نے کہا دیکھوں تو سہی کہ آخر یہ کون سی پریاں ہیں لیکن اب انہیں دیکھ کر مجھے مارکس کی بات پر یقین آگیا ہے۔ یہ واقعی انتہائی خوبصورت مال ہے"----- غوری نے کہا۔

"آؤ اب چلیں۔ چیف کسی بھی لمحے پہنچنے والا ہے"----- مارکس نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارا چیف ان دونوں کو ہلاک کرنے کی بجائے میرے حوالے کر دے"----- غوری نے مڑتے ہوئے مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بات کر دیکھنا۔ جواب تمہیں خود ہی مل جائے گا"----- مارکس نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور دروازہ ان کے عقب میں ایک بار پھر بند ہو گیا۔

"یہ غوری کون ہے قادر خان"----- عمران نے قادر خان سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کا نام امین غوری ہے اس کا قہوہ خانہ ہے غوری قہوہ خانہ۔ اور یہ یقیناً اس قہوہ خانے کا تہہ خانہ ہے کیونکہ میں نے سنا تھا کہ غوری قہوہ خانے کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانے ہیں۔ امین غوری اسلحہ کا بہت بڑا ڈیلر ہے یہ مال خرید کر ان تہہ خانوں میں سٹاک کر لیتا ہے اور پھر اسے دوسری پارٹیوں کے پاس انتہائی کثیر منافع پر فروخت کرتا ہے۔ بہادرستان کا بڑا مشہور آدمی ہے یہ"----- قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کردار کے لحاظ سے کیسا آدمی ہے"----- عمران نے پوچھا۔

"حد درجہ عیاش آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری ان دونوں عورتوں کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے گا"----- قادر خان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم باتیں ہی کرتے رہ جائیں گے۔ ہمیں بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ تو بہرحال کرنا ہے"----- صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی تو ہے۔ سامنے دیوار کے ساتھ پانچ چھ کرسیاں پڑی ہوئی ہیں اگر کسی طرح ان کرسیوں کو استعمال کیا جا سکے تو بات بن سکتی ہے"----- اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیسے۔ کیا آئیڈیا ہے تمہارے ذہن میں"----- صفدر نے حیران

ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ میں کوشش کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت پیروں پر دباؤ ڈال کر اپنے جسم کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا اور پھر جس طرح مینڈک اچھل اچھل کر آگے بڑھتا ہے اس طرح اس نے بھی کرسی سمیت پھدک پھدک کر سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ عمران سمیت سب بڑی حیرت سے اسے ایسا کرتے دیکھ رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر بھی حیرت تھی کیونکہ ان کرسیوں کا کوئی استعمال عمران کے ذہن میں بھی نہ آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل کرسیوں تک پہنچ گیا اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر اپنی رخ موڑا اور اپنی کرسی کی پشت ان کرسیوں کی طرف کر دی اب اس کا رخ عمران اور ساتھیوں کی طرف ہو چکا تھا جبکہ وہ کرسیاں اس کے عقب میں آ گئی تھیں۔ کیپٹن شکیل کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور وہ مسلسل عقب میں اپنے بندھے ہوئے بازوؤں کو پراسرار انداز میں حرکت دینے میں مصروف تھا چند لمحوں بعد ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی تو عمران سمیت سب چونک پڑے اور کیپٹن شکیل کے لبوں پر بھی اطمینان بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے ایک بار پھر مینڈک کی طرح اچھل کر دوبارہ اسی جگہ پہنچنے کی کوشش شروع کر دی جہاں سے وہ اس طرح پھدک پھدک کر آگے گیا تھا پھر اپنی جگہ پر پہنچ کر اس نے دوبارہ اپنا رخ موڑا اور اب وہ قطار میں پہلے کی طرح بیٹھ چکا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ یہ کٹک کی آواز کیسی تھی"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک سکیم آئی تھی اس کا ابتدائی مرحلہ تو کامیاب ہو گیا ہے اب دیکھو"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک عورت اور تین مرد اندر داخل ہوئے اور عمران انہیں دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ ان میں سے ایک ریڈ ایجنٹ جوڈی تھا اور عمران اسے پہچانتا تھا جبکہ ایک وہی مارکس تھا اور تیسرا آدمی اس کے لئے اجنبی تھا اسی طرح وہ عورت بھی اس کے لئے اجنبی تھی۔

"ہیلو عمران۔ مجھے مارکس نے بتایا ہے کہ تمہیں پہلے ہی خود بخود ہوش آ گیا تھا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے شریف آدمیوں کی طرح اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤ جوڈی۔ پھر باتیں ہوں گی۔ چیف ریڈ ایجنٹ بن جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اخلاق و آداب ہی بھول جاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تعارف ہی ہو جائے۔ میرا نام تو تم جانتے ہو کہ جوڈی ہے جبکہ یہ میرے ساتھی گارشیا اور لافٹر ہیں یہ بھی ریڈ ایجنٹس ہیں اور یہ میرا پرسنل اسسٹنٹ مارکس ہے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے

مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب دیوار کے ساتھ لگی ان کرسیوں کو آگے گھسیٹ کر ان پر بیٹھ گئے۔

"مادام گارشیا تو مجھے اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے وہ کسی قدیم دور کے انسان کو دیکھ رہی ہوں کہ پتھر کے دور کے لوگ کیسے ہوتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوڈی بے اختیار ہنس پڑا جبکہ مادام گارشیا بھی ہنس پڑی۔

"میں نے تمہارے متعلق جو کچھ سن رکھا ہے اس کے بعد تمہیں دیکھنے کا واقعی مجھے بیحد اشتیاق تھا اور اسی لئے میں نے جوڈی سے کہا تھا کہ جب تک میں تم سے ملاقات نہ کرلوں تب تک کوئی کارروائی نہ کی جائے"۔۔۔۔ مادام گارشیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور جوڈی نے انتہائی تابعدارانہ انداز میں تمہاری بات مان لی۔ واقعی بڑے بڑے انسان ایسے موقعوں پر بھیڑ ہو جایا کرتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گارشیا میری منگیتر ہے اور اس مشن کے بعد ہم نے طے کر لیا ہے کہ شادی بھی کرلیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ضرور دعوت دینا کیونکہ مجھے اس شادی میں شرکت کرنے کا بیحد شوق ہے جس میں دولہا صاحب شادی سے پہلے اس قدر تابعداری کا مظاہرہ کرنے کا عادی ہو اور جو شاید شادی کے بعد بھی کسی دوسرے شوہر کے بس میں نہ ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوڈی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"باس۔ یہ آدمی اس قدر مطمئن کیوں نظر آ رہا ہے۔ کہیں اس نے کوئی چکر تو نہیں چلا لیا"۔۔۔۔ اچانک لافٹر نے کہا۔

"نہیں۔ چکر والے سارے کاموں کا میں نے پہلے ہی بندوبست کر لیا تھا اس کے ناخنوں میں بلیڈ ہوتے ہیں وہ بھی میں نے اتار لئے اس کے بوٹ بھی اتار لئے کیونکہ اس جیسے ایجنٹ بوٹوں میں بھی نجانے کیا کیا چھپائے پھرتے رہتے ہیں مزید تلاشی بھی لے لی اور پھر میں نے اسے خاص طور پر اپنے سامنے اس انداز میں بندھوایا ہے کہ اس کی انگلیاں بھی رسیوں تک نہ پہنچ سکیں۔ اس کی کرسی بھی فرش میں کلمڈ کرا دی ہے تاکہ کہیں یہ کرسی گرا کر کوئی چکر نہ چلا لے جہاں تک اس کے اطمینان کا تعلق ہے تو یہ علی عمران ہے۔ دنیا کا معروف ترین ایجنٹ۔ اب ظاہر ہے یہ عام لوگوں کی طرح تو رد عمل کا اظہار نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"اس تعریف کا بیحد شکریہ۔ کبھی موقع ملا تو تمہاری اس تعریف کا احسان اتارنے کی کوشش کروں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو تم اگلے جہان ہی احسان اتارنے کی کوشش کر سکتے ہو یہاں تو تمہاری زندگی کا خاتمہ یقینی ہو چکا ہے اور تم نے شادی میں دعوت دینے کی بات کی ہے مجبوری یہ ہے کہ ابھی قبروں میں موجود لاشوں کو شادی میں دعوت دینے کا رواج نہیں پڑا"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ہم مسلمان لوگ موت اور زندگی کے بارے میں نہیں سوچا کرتے اس لئے میری زندگی اور موت کے بارے میں سوچنے کی تمہیں بھی ضرورت نہیں ہے ویسے اب ہمارے خاتمے کے بعد تم ظاہر ہے واپس ایکریمیا ہی جاؤ گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب میں نے یہاں رہ کر کیا کرنا ہے" ـــــ جوڈی نے کہا۔

"لیکن میری یا میرے ساتھیوں کی موت سے ملک کے ادارے تو ختم نہیں ہو سکتے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اس کی ہمیں فکر نہیں ہے اس سنٹر کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ اچھے اچھے ایجنٹ بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف خطرہ تم سے اور تمہارے ان ساتھیوں سے تھا جو تمہاری رہنمائی میں کام کرتے ہیں" ـــــ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی بے بس ہو چکے ہو۔ کیا تم نے رہائی کا کوئی طریقہ نہیں سوچا" ـــــ اچانک گارشیا نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"مادام گارشیا۔ نہ ہی میں مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہوں اور نہ ہی شعبدہ باز ہوں۔ اس لئے اس حالت میں کیا طریقہ سوچا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے جوڈی کے مقابل شکست تسلیم کر لی ہے" ـــــ گارشیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے میں شریف آدمی ہوں اور جب جوڈی نے پہلے ہی اعلان کر دیا ہے کہ اس کے جملہ حقوق محفوظ ہو چکے ہیں تو مجھے پیچھے ہٹنا پڑا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں" ـــــ گارشیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر میں اسے نہ بتاتا کہ ہماری منگنی ہو چکی ہے تو یہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتا" ـــــ جوڈی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو گارشیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر میں تمہیں جوڈی کے مقابل اس طرح نہ دیکھتی تو یقیناً جو کچھ میں نے تمہارے بارے میں سن رکھا تھا میں اس بات پر بھی غور کرتی" ـــــ گارشیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس۔ مجھے بے چینی سی ہو رہی ہے۔ آپ کب تک باتیں کریں گے" ـــــ اچانک لافٹر نے کہا۔

"چلو جیسا تم کہو۔ کیوں گارشیا۔ پھر کارروائی شروع کی جائے" ـــــ جوڈی نے گارشیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک منٹ" ـــــ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا تم نے میرے سب ساتھیوں کی تلاشی لی تھی یا صرف میرے ساتھ ہی یہ کارروائی کی گئی ہے" ـــــ عمران نے کہا تو جوڈی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ ذہانت میں واقعی تمہارا جواب نہیں تمہارا مقصد تھا کہ میں بوکھلا کر اب تمہارے ساتھیوں کو کھول کر ان کی تلاشی لینی شروع کر دوں گا۔ اس طرح تمہیں کوئی کام دکھانے کا موقع مل جائے گا نہیں عمران صاحب تمہاری کہانی ختم ہو گئی ہے تم جوڈی کے مقابل ہو۔ چیف ریڈ ایجنٹ جوڈی کے مقابل"۔۔۔ جوڈی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"جو سوال میں نے پوچھا تھا تم نے اس کا تو جواب نہیں دیا"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر تم یہ بات کیوں پوچھنا چاہتے ہو۔ کیا مطلب ہے اس بات کا"۔۔۔ گارشیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اس کا خاص طریقہ کار ہے اس طرح یہ ہمیں ذہنی طور پر الجھانا چاہتا ہے تم اپنے سوال کا جواب سن لو صرف تمہاری تلاشی لی گئی ہے باقی لوگوں کی تلاشی لینے کی ہمیں ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"واہ۔ تم نے یہ بات کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے چلو تم اتنی اہمیت تو مجھے دے رہے ہو۔ اب کم از کم مجھے یہ تو اطمینان ہو گیا کہ میرے ایک ساتھی نے جو کچھ سوچ رکھا ہے اس میں وہ کامیاب ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا سوچ رکھا ہے"۔۔۔ گارشیا نے چونک کر کہا۔

"تم پھر اس کی باتوں میں آ رہی ہو گارشیا۔ چھوڑو۔ یہ ایسی باتیں

کر کے ہی دوسرے کو چکر میں ڈالتا ہے اور پھر کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتا ہے"۔۔۔ جوڈی نے کہا اور پھر وہ اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مارکس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مارکس۔ مشین پسٹل مجھے دو"۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"یس چیف"۔۔۔ مارکس نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکالا اور جوڈی کی طرف بڑھا دیا۔

"چیف۔ امین غوری نے آپ سے درخواست کی تھی"۔ مارکس نے کہا تو جوڈی چونک پڑا۔

"اوہ نہیں۔ وہ احمق ہے میں ایسی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کو کیسے زندہ چھوڑ سکتا ہوں نانسنس۔ اسے اس کا مطلوبہ معاوضہ دے دیا گیا ہے"۔۔۔ جوڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"۔۔۔ مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں ان کا ساتھی نہیں ہوں مجھے تو انہوں نے راستہ بتانے کے لئے رکھا ہوا تھا میری جان بخش دو"۔ اچانک قادر خان نے روتے ہوئے کہا۔ شاید مشین پسٹل دیکھتے ہی اس کا حوصلہ جواب دے گیا تھا۔

"یس چیف۔ امین غوری نے مجھے کہا تھا کہ یہ مقامی آدمی ہے اور اس کا دوست ہے اگر ممکن ہو تو اس کی جان بخش دی جائے"۔ مارکس نے کہا۔

"اب اگر تم نے پھر ایسی بات کی تو پہلی گولی تمہارے سینے میں پڑے گی"—— جوڈی نے غراتے ہوئے کہا تو مارکس نے سہم کر بے اختیار اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے فیصلہ کرلیا ہو کہ وہ اب باقی ساری عمر لب ہی نہ کھولے گا۔

"میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ مجھے معاف کر دو"—— قادر خان نے روتے ہوئے کہا۔

"اب کسی کے لئے کوئی معافی نہیں ہے سب کے لئے موت ہے تم سب کے لئے"—— جوڈی نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری سب کے چہروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا عمران سمیت سب کے چہروں پر اسے مایوسی کی جھلکیاں صاف دکھائی دیں۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ کارنامہ ریڈ ایجنسی کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ ریڈ ایجنسی کے مقدر میں"—— جوڈی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور تہہ خانہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آفس میں کرسی پر بیٹھے ہوئے سامک سنٹر کے انچارج ڈاکٹر فلچر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"—— ڈاکٹر فلچر نے بڑے بھاری اور سرد لہجے میں کہا۔

"سر ریڈ چیف ایجنٹ جوڈی کی کال ہے"—— دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ"—— ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"ہیلو۔ جوڈی بول رہا ہوں"—— چند لمحوں بعد جوڈی کی آواز سنائی دی اس کے لہجے میں مسرت کا تاثر اس قدر نمایاں تھا کہ ڈاکٹر فلچر نے بھی اسے فوری طور پر محسوس کرلیا۔

"کیا ہوا۔ آپ بیحد مسرور لگ رہے ہیں"—— ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"ہم کامیاب ہو گئے ہیں ڈاکٹر فلچر۔ ہم نے دنیا کے انتہائی خوفناک

سیکرٹ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے اب سائنس سنٹر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکا ہے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے پہلے سے بھی زیادہ مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے پہلے ہی یہاں سے جاتے ہوئے بتایا تھا کہ آپ نے انہیں پکڑ لیا ہے بہرحال مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ذہنوں سے یہ بوجھ تو ختم ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اب آپ پورے اطمینان سے کام کریں۔ اب سنٹر مکمل طور پر محفوظ ہے مادام گارشیا چونکہ کچھ روز آپ کے سنٹر میں گزار چکی ہیں اس لئے ان کی خواہش ہے کہ اس بے مثال کامیابی پر سنٹر میں باقاعدہ جشن منایا جائے جس میں سنٹر کے تمام افراد شامل ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ مجھے گارشیا کی خواہش کس قدر عزیز ہے"۔ جوڈی نے کہا تو ڈاکٹر فلچر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے مجھے مادام گارشیا نے خود بتایا تھا کہ آپ ایک دوسرے سے مشرقی انداز میں محبت کرتے ہیں اور اس مشن کے بعد آپ دونوں نے شادی کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ کوئی بڑی خواہش نہیں ہے اس طرح ہماری بھی اس خشک اور بور لائف میں کچھ ہلچل مچ جائے گی تو پھر آپ کب پہنچ رہے ہیں"۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"ہمیں ان ایجنٹوں کی لاشیں بھی ساتھ لانا پڑیں گی کیونکہ ہم انہیں یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم انہیں ایکریمیا ساتھ لے جائیں گے کیونکہ

اعلیٰ حکام جب تک ان لاشوں کو کنفرم نہ کر لیں گے انہیں یقین ہی نہ آئے گا کہ ہم نے ان خوفناک ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور ظاہر ہے ہم ان لاشوں سمیت سیکورٹی ہیلی کاپٹر میں تو نہیں آ سکتے۔ ہمیں گاڑی میں آنا پڑے گا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ان لاشوں کو آپ ایکریمین سفارت خانے کے حوالے کر دیں یا پھر وہاں کسی جگہ رکھوا دیں۔ یہاں موجود سائنس دان ان لاشوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر فلچر۔ ہم ان لاشوں کو اپنی نگرانی سے دور نہیں کر سکتے۔ آپ یقین کریں کہ یہ لاشیں اس قدر قیمتی ہیں کہ جب یہ لاشیں ایکریمیا پہنچیں گی تو ایکریمیا کے اعلیٰ حکام میں زلزلہ سا آ جائے گا اور جب وہ کنفرم ہو جائیں گے تو وہاں واقعی پورے ملک میں جشن منایا جائے گا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"اوہ۔ اس قدر خوفناک لوگ تھے یہ"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ڈاکٹر فلچر۔ اسی لئے تو ہم آپ کے سنٹر میں بنیادی جشن منانا چاہتے ہیں یہ آپ کے سنٹر کی خوش قسمتی ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ورنہ شاید آپ کا سنٹر آپ کے سائنس دانوں سمیت اب تک زمین کی گہرائیوں میں دفن ہو چکا ہوتا"۔ جوڈی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال بہتر سمجھتے ہیں۔ میری طرف

سے اجازت ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"ہمیں سپیشل ویگن پر آنا پڑے گا۔ آپ ایسا کریں کہ سنٹر کی سپیشل ویگن وافا شہر بھجوا دیں۔ ڈرائیور کو کہہ دیں کہ وہ وین ذافا کی رہائشی خرم کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ اے بلاک میں لے آئے ہم لوگ وہاں موجود ہیں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کتنے افراد ہوں گے تاکہ اتنے کمپیوٹر کارڈ ڈرائیور کے ہاتھ بھجوا دیئے جائیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے پوچھا۔

"ہم تین ایجنٹ ہیں۔ میں جوڈی۔ میرے ساتھ گارشیا اور لافٹر اور ہمارے ساتھ چار مردوں اور دو عورتوں کی لاشیں ہیں اس طرح زندہ اور مردہ کل نو افراد ہوں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نو کارڈ بھجوا دیتا ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"کیا لاشوں کے بھی کارڈ جاری کئے جائیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ کمپیوٹر کے لئے زندہ اور مردہ ایک برابر ہیں۔ انسانی جسم بغیر کارڈ کے کراس نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"او کے۔ پھر آپ فوراً بھجوا دیں۔ کون سا ڈرائیور بھیجیں گے۔ کیا نام ہے اس کا"۔۔۔۔ جوڈی نے پوچھا۔

"وین ڈرائیور ایک ہی ہے اسکا نام آرنلڈ ہے۔ وہی آئے گا وین لے کر"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پتہ پھر سمجھ لیں۔ خرم کالونی کوٹھی نمبر گیارہ۔ بلاک اے"۔

جوڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گڈ بائی کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"انتظامی انچارج راڈرک کو بھیجو میرے پاس"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا اور رسیور رکھ دیا تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کم ان"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس سر"۔۔۔۔ آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو۔ پہلے ایک خوش خبری بھی سن لو اور پورے سنٹر کو بتا دو کہ ریڈ ایجنٹوں نے پاکیشیا کے خوفناک ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے اب ہمارا سنٹر ہر لحاظ سے محفوظ ہو گیا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا تو راڈرک کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی بہت بڑی خوش خبری ہے جناب۔ ہمارے سنٹر کا ہر آدمی بری طرح سہا ہوا تھا۔ خاص طور پر جب سے ریڈ ایجنٹ اس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا سے آئے ہیں ہر شخص بری طرح

پریشان تھا"۔۔۔۔ راڈرک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے خود بہت فکر تھی۔ ابھی چیف ریڈ ایجنٹ جوڈی کا فون آیا ہے انہوں نے تفصیل بتائی ہے اور اب دوسری بات سنو کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کامیابی کی خوشی میں سنٹر میں جشن مسرت منایا جانا چاہئے چنانچہ یہ جشن آج رات منایا جائے گا جس میں ریڈ ایجنٹس سمیت سنٹر کا ہر آدمی شرکت کرے گا"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"وری گڈ ڈاکٹر۔ وری گڈ۔ اس خوف کے بعد واقعی جشن مسرت منایا جانا چاہئے"۔۔۔۔ راڈرک نے پر جوش لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فلچر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اور تیسری بات یہ سنو کہ ریڈ ایجنٹس اپنے ساتھ ان خوفناک پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں بھی لا رہے ہیں کیونکہ وہ انہیں کسی صورت بھی کسی اور کے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں بہرحال میں نے سوچا ہے کہ ان لاشوں کو علیحدہ کمرے میں رکھوا دیا جائے گا جب یہ ریڈ ایجنٹس جائیں گے تو انہیں اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"یس سر۔ یہ بہتر رہے گا۔ ورنہ لاشیں دیکھ کر تو ہمارے دل الٹ جائیں گے"۔۔۔۔ راڈرک نے کہا۔

"اب آخری بات سن لو کہ سپیشل وین تیار کرا کر ڈرائیور آرنلڈ کو فوراً وافا بھجوا دو اسے کہہ دو کہ وہ وافا کی رہائشی کالونی خرم کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ بلاک اے پہنچ کر رپورٹ کرے اور پھر ان سب کو

لے کر واپس آئے"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن ان کے کمپیوٹر کارڈ بھی تو تیار کر کے دینے ہوں گے"۔۔۔۔ راڈرک نے کہا۔

"ہاں۔ نو کمپیوٹر کارڈ تیار کر کے ڈرائیور کو دے دینا"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا۔

"نو"۔۔۔۔ راڈرک نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ تین تو ریڈ ایجنٹ ہیں اور چھ لاشیں ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا تو راڈرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وین بھیجنے کے لئے تمام حفاظتی انتظامات بھی آف کرنا ہوں گے"۔۔۔۔ راڈرک نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ویسے بھی اب کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا"۔ ڈاکٹر فلچر نے کہا تو راڈرک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اٹھ کر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر آرنلڈ موجود تھا جب کہ اس کی سائیڈ سیٹ پر چیف ریڈ ایجنٹ جوڈی اکڑا ہوا بیٹھا تھا عقبی سیٹ پر مادام گارشیا اور لافٹر بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے بعد سیٹوں اور خالی جگہ پر چھ لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے دو عورتوں کی لاشیں تھیں اور چار مردوں کی۔

"جناب۔ ان لاشوں کو ساتھ لے جانے کی کیا کوئی خاص ضرورت تھی"۔۔۔۔ ڈرائیور آرنلڈ سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"ہاں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹوں کی لاشیں ہیں اور ہم نے انہیں اپنے ساتھ ایکریمیا لے جانا ہے اگر یہ ہلاک نہ ہو جاتے تو اب تک تم اس وین اور پورے سنٹر سمیت زمین کی گہرائیوں میں دفن ہو چکے ہوتے"۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا تو آرنلڈ نے اثبات

میں سرہلا دیا۔

"لیکن جناب۔ ان کے چہرے تو صاف ہیں۔ ان پر تو خراش تک نہیں ہے"۔۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ ہم ان کے چہروں پر فائر کر کے انہیں بگاڑ دیتے پھر اعلیٰ حکام کس طرح کنفرم ہوتے کہ واقعی ہم نے صحیح لوگوں کو مارا ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی جناب۔ آپ درست کہہ رہے ہیں جناب"۔ آرنلڈ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور جوڈی بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں"۔ آرنلڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"پوچھو۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"سنٹر کے سیکورٹی آفیسر مارٹن کو سنا ہے آپ نے ہلاک کر دیا ہے حالانکہ وہ تو انتہائی شریف آدمی تھا اس کے خلاف تو کسی کو کوئی شکایت نہ تھی"۔۔۔۔ ڈرائیور آرنلڈ نے کہا تو جوڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

"شریف لوگوں سے زیادہ خطرناک اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تمہارا یہ شریف آدمیت مارٹن ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے مل گیا تھا وہ انہیں اپنے سیکورٹی ہیلی کاپٹر میں سنٹر کے اندر لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ لوگ اطمینان سے سنٹر کو تباہ کر سکیں"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ حیرت ہے۔ ویسے وہ ایسا آدمی لگتا تو نہ تھا۔ بہرحال کسی کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لوگ بظاہر کچھ اور دکھائی دیتے ہیں اور در

حقیقت کچھ اور ہوتے ہیں"۔۔۔۔ آر نلڈ نے جواب دیا اور جوڈی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے مسلسل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد وین سائیڈ روڈ پر مڑی اور اس کے بعد وہ ٹیڑھے میڑھے تنگ راستوں سے گزرتی ہوئی نیچے وادی میں اترتی چلی گئی۔ وادی میں پہنچ کر آر نلڈ نے وین ایک چٹان کے قریب روک دی۔

"اپنے کمپیوٹر کارڈ نکال کر اپنی جیبوں پر لگا لیں جناب۔ اور ان لاشوں کے ساتھ بھی ایک ایک کارڈ ٹانک دیں تاکہ کمپیوٹر چیکنگ کر لے اس کے بعد ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے"۔۔۔۔ ڈرائیور آر نلڈ نے کہا تو جوڈی نے جیب سے چھوٹے چھوٹے نو کارڈ نکالے جن پر باقاعدہ عجیب سی ساخت کے سوراخ بنے ہوئے تھے اس نے ایک کارڈ اپنی جیب پر لگایا ایک کارڈ گارشیا کی طرف جبکہ باقی کارڈ اس نے لافٹر کی طرف بڑھا دیئے۔

"لافٹر تم خود ہی کارڈ لگا لو اور ان لاشوں پر بھی کارڈ ٹانک دو"۔۔۔۔ جوڈی نے لافٹر سے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ لافٹر نے کہا اور اٹھ کر عقبی طرف کو بڑھ گیا اس نے ایک ایک کارڈ تمام لاشوں پر ٹانکا ایک اپنی جیب پر لگایا اور پھر واپس آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوران ڈرائیور آر نلڈ نے بھی ایک کارڈ جیب سے نکال کر اپنی قمیض کی جیب پر ٹانک لیا تھا۔

"کارڈ لگ گئے ہیں جناب"۔۔۔۔ آر نلڈ نے مڑ کر پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔۔ لافٹر نے جواب دیا تو آر نلڈ نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور اس کے بٹن پریس کرتے کرتے اچانک رک گیا۔

"کیا ہوا"۔۔۔۔ جوڈی نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو اسے باہر پھینک دیں ورنہ کمپیوٹر راستہ نہیں کھولے گا۔ مجھے اچانک خیال آ گیا تھا کہ آپ سے پوچھ لوں"۔۔۔۔ آر نلڈ نے کہا۔

"ہم یہاں جشن منانے آئے ہیں۔ اسلحہ کی نمائش کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ان لاشوں کی تلاشی تو آپ نے لے لی ہو گی۔ معاف کیجئے میں یہ سب کچھ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ معمولی سی غفلت سے بڑے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ آر نلڈ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا ہے کہ پوچھ لیا ہے"۔ جوڈی نے جواب دیا تو آر نلڈ نے آلے پر موجود دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے بٹن پریس ہوتے ہی تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ایک چٹان کا کافی بڑی حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اب اندر جاتی ہوئی پختہ سڑک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ آر نلڈ نے وین سٹارٹ کی اور اندر لے گیا کافی گہرائی میں جانے کے

بعد ایک بار پھر سامنے دیوار آگئی تو اس نے وین روکی اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر وہی آلہ جیب سے نکالا اور اس پر موجود
دونوں بٹنوں کو پہلی ترتیب سے الٹ کر کے بعد دیگرے پریس کر دیا تو
دیوار سرر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گئی آگے ایک اور لمبی
سی راہداری تھی جس کی چھت پر قطار کی صورت میں بلب لگے ہوئے
تھے وین اس راہداری سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی چلی گئی جیسے جیسے
وین آگے بڑھ رہی تھی چھت پر موجود بلب یکے بعد دیگرے جلتے اور
بجھتے جا رہے تھے راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور ایک بار پھر دیوار
آگئی تھی آرنلڈ نے ایک بار پھر جیب سے وہی آلہ نکالا اور اس بار بیک
وقت اس نے دونوں بٹن پریس کر دیئے تو دیوار سرر کی آواز کے ساتھ
ہی ایک طرف ہٹ گئی۔ اب دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جس
میں دو آدمی کھڑے تھے۔

"ڈاکٹر فلچر اور راؤرک صاحب آپ کے استقبال کے لئے کھڑے
ہیں جناب"----- آرنلڈ نے ان دو آدمیوں کے قریب جا کر وین
روکتے ہوئے جوڈی سے کہا تو جوڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
وین کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

جوڈی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو پہلے تو اس کے ذہن میں
دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن سے دھند صاف ہوتی
چلی گئی تو اس کے ذہن میں سابقہ واقعات کی جیسے فلم سی چل پڑی۔
اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا کر فائر کھولا تھا کہ
اچانک اس کے ذہن پر یکلخت جیسے دھند سی چھا گئی تھی اور اب اسے
ہوش آ رہا تھا وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا
ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ اس کے دونوں بازو عقب میں کر کے رسی
سے بندھے ہوئے تھے اور اس کے جسم پر موجود لباس پر خون کے
دھبے سے پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے اس نے ادھر ادھر نظریں
گھمائیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ساتھ ہی فرش پر
ایک عورت اور ایک مرد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور جوڈی نے جب
غور سے ان دونوں کو دیکھا تو اس کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ

ہوا۔ مرد کی لاش علی عمران کی تھی جبکہ ساتھ پڑی ہوئی عورت کی لاش کا چہرہ عمران کی ساتھی عورت کے چہرے جیسا تھا ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے وہ زندہ نہ تھے بلکہ یہ ان کی لاشیں تھیں۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ عمران اور اس کی ساتھی عورت کیسے ہلاک ہو گئے۔ یہ سب کیا ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس نے کمرے کی ساخت پر غور کرنا شروع کر دیا یہ کوئی سٹور نما کمرہ تھا ایک طرف پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں لیکن یہ اسلحے کی پیٹیاں نہ تھیں دوسرے لمحے اسے کراہ کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹتی چلی گئیں کیونکہ عمران کی ساتھی عورت جسے وہ لاش سمجھ رہا تھا وہ اب کراہ رہی تھی اور اب اس میں زندگی کے تاثرات بھی نظر آنے لگ گئے تھے۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ کیسے زندہ ہو گئی"۔۔۔۔ جوڈی نے پھر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے عورت کی آنکھیں کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح اٹھ نہ سکی اور وہ دوبارہ فرش پر گر گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ میں کہاں ہوں"۔۔۔۔ عورت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو جوڈی کا ذہن ایک بار پھر زلزلے کی زد میں آگیا۔

"گگ۔ گگ۔ گارشیا کی آواز۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب"۔ جوڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تمہاری آواز اور لہجہ تو جوڈی کا ہے مگر تمہارا چہرہ تو۔۔۔۔" اس عورت نے گردن موڑ کر جوڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں جوڈی ہوں۔ کیا تم گارشیا ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں گارشیا ہوں۔ لیکن یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں۔ یہ تمہارا چہرہ تو ایشیائی ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ لاش"۔۔۔۔ گارشیا نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو جوڈی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اس کا ذہن اس وقت واقعی اس انداز میں گھوم رہا تھا جیسے پنکھا اپنی پوری رفتار سے گھومتا ہے۔

"یہ کیا ہے۔ یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم واقعی جوڈی ہو"۔۔۔۔ گارشیا نے بھی اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں جوڈی ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"تم۔ تم نے تو ان پر فائر کھولا تھا۔ پھر۔ پھر کیا ہوا تھا۔ میں تو اچانک بیہوش ہو گئی تھی کیوں بیہوش ہوئی تھی۔ کیا ہوا تھا"۔ گارشیا نے حیرت سے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے تو اس مقامی آدمی پر فائر کھولا تھا جو اپنی جان بچانے کے لئے میری منتیں کر رہا تھا بس مجھے بھی اتنا ہی یاد ہے کہ وہ گولیاں کھا کر

چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے گرا تھا کہ اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر بھی تاریکی سی چھا گئی اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے تمہارا چہرہ عمران کی ساتھی عورت کا چہرہ تھا اور تمہارا چہرہ زرد تھا اور تمہاری حالت بالکل لاش جیسی تھی"۔۔۔۔ جوڈی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے منہ سے خود بخود الفاظ اچھل کر نکلتے چلے جا رہے ہوں اور پھر اس سے پہلے کہ جوڈی کچھ کہتا اچانک ساتھ پڑی ہوئی دوسری لاش کے جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے پھر اس کے منہ سے بھی کراہیں نکلنے لگیں اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے بھی ان دونوں کی طرح اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ ایک بار پھر نیچے گرا اور اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے"۔ اس آدمی کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کی آواز سنتے ہی جوڈی اور گارشیا دونوں بے اختیار چیخ پڑے۔

"یہ۔ یہ تو لافٹر کی آواز ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو فرش پر گرا ہوا وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تمہاری آواز تو جوڈی جیسی ہے۔ مم۔ مم۔ مگر تم تو عمران کے ساتھی ہو"۔۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس بار جوڈی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ واقعی بڑا گہرا چکر چلایا گیا ہے اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم کہاں ہیں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"کیا۔ کیا واقعی تم جوڈی ہو"۔۔۔۔ لافٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں جوڈی ہوں اور تمہارے ساتھ مادام گارشیا ہے اور تمہارے چہرے پر عمران کا میک اپ ہے۔ میں پہلے سمجھا کہ تم عمران ہو اور تم بھی لاش کی صورت میں تھے اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ عمران نے کسی پراسرار انداز میں ہمیں وہاں امین غوری کے تہہ خانے میں بیہوش کر دیا اور وہ لوگ رہا ہو گئے مارکس کو شاید وہیں ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے بعد ہم تینوں کے چہروں پر انہوں نے اپنا میک اپ کیا اور کسی پراسرار انداز میں ہمیں لاشوں میں تبدیل کر دیا گیا اور یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمارا میک اپ کر لیا ہو گا اور اس وقت ہم سائسک سنٹر کے سٹور میں موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہمارے روپ میں یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے جوڈی۔ وہ لوگ تو بندھے اور بے بس تھے وہ کیسے رہا ہو گئے اور ہم کیسے بیہوش ہو گئے۔ کیا یہ لوگ جادوگر ہیں۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"ایسا واقعی ممکن نہیں ہو سکتا جوڈی۔ یہ کوئی اور چکر ہے"۔ لافٹر

نے کہا۔

"عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی۔ میں نے انہیں بیہوشی کے دوران ہی ہلاک نہیں کر دیا میں خوانخواہ گارشیا کی باتوں میں آ گیا۔ کاش ایسا نہ ہوتا"---- جوڈی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے کیونکہ ان کے سامنے لافٹر کھڑا پر اسرار انداز میں مسکرا رہا تھا۔

سائنس سنٹر کے بڑے ہال کمرے میں اس وقت جشن کا سا سماں تھا۔ ہال کے ایک کونے میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس میں شراب کی بوتلیں اور جام پڑے ہوئے تھے۔ ہال میں اس وقت اکیس افراد موجود تھے جن میں سے تین ریڈ ایجنٹس جوڈی، گارشیا اور لافٹر بھی موجود تھے۔

"مادام گارشیا۔ آپ نے اس جشن کا آئیڈیا دے کر ہماری بور زندگی میں خوبصورت رنگ بھر دیئے ہیں"---- ڈاکٹر فلچر نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے ہاتھ میں شراب سے بھرا ہوا جام تھا اور مادام گارشیا جواب میں صرف مسکرا دی۔

"آپ کے اس جشن کو اور زیادہ پر مسرت بنائے جانے کا ایک منصوبہ بھی مادام گارشیا نے بنایا ہوا ہے"---- ساتھ کھڑے ہوئے جوڈی نے کہا تو ڈاکٹر فلچر بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ وہ کون سا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے چونک کر کہا۔

"یہ بڑا پراسرار سا منصوبہ ہے۔ پورا ڈرامہ ہے ڈرامہ کیوں مادام گارشیا۔ یہ ڈرامہ اب شروع ہو جانا چاہئے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے تم کہو"۔۔۔۔۔ مادام گارشیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لافٹر جا کر اس ڈرامے کے اداکاروں کو یہاں لے آؤ تاکہ ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھی اس دلچسپ ڈرامے سے محظوظ ہو سکیں"۔ جوڈی نے اپنے ساتھی لافٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔ لافٹر نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر ہال کے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اداکاروں کو۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب ڈرامہ شروع ہو گا تو سب کچھ خود بخود سمجھ میں آ جائے گا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہال میں موجود ڈاکٹر فلچر کے دوسرے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گیا جن میں دو عورتیں اور باقی مرد تھے۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ توجہ کریں"۔۔۔۔۔ جوڈی نے کہا تو آپس میں باتیں کرنے اور شراب پینے میں مشغول سب لوگ جوڈی کی طرف متوجہ ہو گئے اور ہال پر پراسرار سی خاموشی طاری ہو گئی۔

"اس جشن مسرت کی رونق دوبالا کرنے اور آپ کے موڈ کو زیادہ

خوشگوار بنانے کے لئے ہم نے ایک ڈرامے کا انتظام کیا ہے میرا ساتھی اس ڈرامے کے کرداروں کو یہاں لانے کے لئے گیا ہوا ہے ابھی جب یہ کردار یہاں آئیں گے تو آپ لوگ اس دلچسپ اور پراسرار ڈرامے سے یقیناً پوری طرح محظوظ ہوں گے"۔۔۔۔۔ جوڈی نے اونچی آواز میں کہا اور ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیسا ڈرامہ۔ اور کیسے کردار"۔۔۔۔۔ راڈرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہو گا"۔۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور لافٹر اندر داخل ہوا اس کے پیچھے ایک عورت اور تین مرد اندر داخل ہوئے انہیں دیکھ کر ہال میں موجود ڈاکٹر فلچر کی ساتھی دونوں عورتوں نے یکلخت چیخیں ماریں اور وہ دونوں ہی یکے بعد دیگرے لہرا کر نیچے گر گئیں جبکہ ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھیوں کے چہرے زرد پڑ گئے اور آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ وہ اس طرح ساکت کھڑے تھے جیسے اچانک وہ پتھر کے مجسمے بن گئے ہوں۔

"یہ۔ یہ تو وہی لاشیں ہیں۔ یہ لاشیں۔ مگر یہ تو زندہ ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر کے منہ سے بڑبڑاتے ہوئے الفاظ نکلے۔

"ہاں۔ یہ وہی لاشیں ہیں جو اب زندہ آپ کے سامنے موجود ہیں۔ یہ وہی خوفناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں جن کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی

ہوئی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان۔ ہم نے انہیں لاشوں میں
تبدیل کر دیا تھا لیکن مادام گارشیا کی ضد تھی کہ ڈرامے کے لئے انہیں
زندہ کیا جائے چنانچہ آپ خود دیکھ لیں یہ زندہ آپ کے سامنے موجود
ہیں۔ ابھی تک ان کے کپڑوں پر خون کے داغ موجود ہیں"۔ جوڈی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔
لاشیں کیسے زندہ ہو سکتی ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"یہی تو اس دلچسپ دو ایکٹ کے ڈرامے کی خاصیت ہے کہ جو
ممکن نہیں وہ ممکن ہو گیا ہے اور ابھی اس ڈرامے کا دوسرا دلچسپ
ایکٹ باقی ہے اس لئے پہلا ایکٹ ختم اور پردہ کھینچا جاتا ہے"۔ جوڈی
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب
سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کی مٹھی بند تھی اس نے ہاتھ کو زمین کی طرف
جھٹکا دے کر کھولا تو اس کے ہاتھ سے دو سرخ رنگ کے چھوٹے
چھوٹے کیپسول نکل کر زمین پر گرے اور چٹاخ چٹاخ کی آوازوں کے
ساتھ ہی ٹوٹ گئے۔ ان کیپسولوں کے ٹوٹتے ہی ہال میں موجود ڈاکٹر
فلپر اور اس کے ساتھی یکلخت لہرا کر نیچے گرنے لگے اور پلک جھپکنے میں
جوڈی، مادام گارشیا، لافٹر اور کمرے میں آنے والے تین مرد اور ایک
عورت کے سوا باقی سب افراد زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں گر کر
ساکت ہو چکے تھے جو لوگ نیچے نہیں گرے تھے وہ مجسموں کی طرح

اپنی اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے ہوئے تھے پھر تقریباً دو منٹ بعد جوڈی
نے آہستہ سے سانس لیا اور اس کے بعد اس نے زور زور سے سانس
لینے شروع کر دیئے۔ اس کے سانس لیتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی
سانس لینے شروع کر دیئے۔

"یہ تم نے کیا تماشا بنا رکھا ہے"۔۔۔۔ کمرے میں آنے والی ایک
زندہ لاش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے سکرپٹ سے ہٹ کر بول رہے ہو۔ ڈرامے کے کرداروں
کو وہی بولنا چاہئے جو سکرپٹ میں لکھا ہوا ہوتا ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے
مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"لافٹر جاؤ اور دوسرے ایکٹ کے تین کرداروں کو بھی یہاں لے
آؤ انہیں یقیناً اب تک ہوش آ گیا ہو گا اور سنو۔ خیال رکھنا ایسا نہ ہو
کہ یہ طربیہ ڈرامہ کسی المیے میں تبدیل ہو جائے"۔۔۔۔ جوڈی نے
لافٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو لافٹر مسکراتا ہوا مڑا اور تیزی سے دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ان سب کو اٹھا کر ایک طرف ترتیب سے ڈال دو۔ ان کی بے
ترتیبی مادام گارشیا کی نازک طبیعت پر بوجھ بن سکتی ہے"۔ جوڈی نے
آنے والوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے
ہال میں بکھرے ہوئے بیہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر فلپر اور اس کے
ساتھیوں کو کھینچ کھینچ کر ایک طرف اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر
بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور کمرے میں تین اور زندہ لاشیں داخل

ہوئیں۔ ان تینوں کے ہاتھ ان کے عقب میں بندھے ہوئے تھے ان
کے پیچھے لافٹر اندر داخل ہوا۔

"خوش آمدید۔ خوش آمدید۔ یہ اس صدی کا حیرت انگیز عجوبہ ہے
کہ لاشیں بھی زندہ ہو رہی ہیں"—— جوڈی نے ان سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"تم۔ تم عمران ہو"—— ان میں سے ایک نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"عمران تو تمہارے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ میں تو جوڈی ہوں چیف ریڈ
ایجنٹ"—— جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے کسی پراسرار طریقے سے بازی الٹ دی ہے۔ مجھے اب
اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے کہ میں نے تمہیں بیہوشی کے دوران
ہلاک کیوں نہیں کر دیا"—— آنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔

"اگر تمہیں احساس ہو ہی گیا ہے تو چلو پھر تم دوبارہ جوڈی بن جاؤ۔
میں علی عمران بن جاتا ہوں"—— جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی گردن کے قریب چٹکی بھری اور پھر ایک
ماسک چہرے اور سر سے اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔ اب وہ اپنی
اصل شکل میں تھا اس کے ماسک اتارتے ہی لافٹر اور گارشیا نے بھی
ماسک اتارنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد وہ سب اپنی اصل
شکلوں میں تھے گارشیا کی جگہ جولیا اور لافٹر کی جگہ صفدر کھڑا تھا۔

"ان کے چہروں پر موجود ماسک بھی اتار دو صفدر۔ تاکہ ڈرامے
کے تمام کردار اپنی اصل شکلوں میں آ جائیں"—— عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے باری
باری بعد میں آنے والے تینوں افراد کے چہروں پر سے ماسک اتار
دیئے۔ اب وہاں جوڈی، گارشیا اور لافٹر کھڑے ہوئے تھے۔

"تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ تم تو بندھے ہوئے اور بے بس تھے۔
میں نے تو تم لوگوں کو اس طرح باندھا ہوا تھا کہ تم کسی صورت بھی رہا
نہ ہو سکتے تھے"—— جوڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ کارنامہ میرے ساتھی کیپٹن شکیل نے سرانجام دیا ہے۔ اس
کی کلائی میں ایک کنگن ہے جو بظاہر تو ایک زیبائشی کنگن لگتا ہے لیکن
بہرحال اس کے اندر انتہائی تیز بلیڈ لگے ہوئے ہیں تم نے میرے
ناخنوں میں موجود بلیڈ تو نکال لئے تھے لیکن تمہیں کیپٹن شکیل کے
کنگن کا علم نہ تھا اور نہ تم نے میرے علاوہ وہاں میرے کسی اور ساتھی
پر توجہ کی حتیٰ کہ تم نے ان کی تلاشی بھی لینے کی زحمت گوارا نہ کی۔
کیپٹن شکیل کی جیب میں انتہائی زوردار بیہوش کر دینے والی گیس
سے بھرے ہوئے سرخ رنگ کے کیپسولوں کی پوری ڈبیہ موجود تھی
اور اس کے ساتھ ہی دوسری جیب میں اس کا انٹی بھی موجود تھا لیکن
اس کنگن میں موجود بلیڈ جھٹکے سے باہر نہ نکلتے تھے بلکہ اس پر لگا ہوا
بٹن انہیں نکالنے کے لئے باقاعدہ پریس کرنا پڑتا ہے تاکہ اچانک جھٹکا
لگنے سے وہ بلیڈ کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں تم نے ہم لوگوں کو

واقعی اس انداز میں باندھا تھا کہ ہم کسی طور پر بھی حرکت نہ کر سکتے
تھے۔ اس طرح کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ بھی اس انداز میں بندھے
ہوئے تھے کہ وہ کسی طرح بھی کنگن پر موجود اس بٹن کو اپنے انگلیاں
موڑ کر پریس نہ کر سکتا تھا۔ اس پر کیپٹن شکیل نے ایک نادر پلان بنایا
وہ کرسی سمیت اسی بندھی ہوئی حالت میں مینڈک کی طرح اچھلتا ہوا
سامنے پڑی ہوئی خالی کرسیوں کی طرف گیا اس نے ایک کرسی کے
ساتھ اپنی کرسی کی پشت لگائی اور پھر اپنی کرسی کے پیچھے خالی حصے سے
اپنے بندھے ہوئے ہاتھ باہر نکال کر دوسری کرسی کی لکڑی سے اپنا
کنگن ٹکڑا کر اس بٹن کو پریس کر لیا اس طرح کنگن کے بلیڈ باہر آ گئے
اور وہ دوبارہ کرسی سمیت اپنی جگہ پر آ گیا لیکن ابھی اس نے اس بلیڈ
سے اپنے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹی تھیں کہ تم لوگ آ گئے
اب کیپٹن شکیل کے لئے معمولی سی حرکت کرنا بھی مسئلہ بن گیا اس
لئے میں نے تم لوگوں کو باتوں میں مشغول کر کے اپنی طرف پوری
طرح توجہ کر لیا اور کیپٹن شکیل نے بہرحال انتہائی محتاط انداز میں ہاتھ
اپنی جیب میں ڈال لیا لیکن ایک اور مسئلہ سامنے آ گیا کہ کیپٹن شکیل
نے کھلے کیپسول اپنی جیب میں ڈالنے کی بجائے ان کی سیلڈ ڈبیا ہی
جیب میں ڈال لی تھی۔ چنانچہ اسے جیب میں ہی اس ڈبیا کی سیل اور
ڈبیا کو اس طرح کھولنا پڑا کہ تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے اس
طرح اسے کافی دیر لگ گئی اور پھر شاید یہ بھی ہماری خوش قسمتی تھی کہ
اس مقامی آدمی قادر خان نے تم سے رحم کی بھیک مانگنی شروع کر دی

اور تم نے اپنی سفاک فطرت کے مطابق اس پر مشین پسٹل کا فائر
کھول دیا اس طرح کیپٹن شکیل کو فوری طور پر حرکت کرنے کا موقع
مل گیا اور اس نے جیب سے ریڈ کیپسول نکال کر زمین پر پھینک دیا
نتیجہ یہ کہ تم فوری طور پر بیہوش ہو گئے چونکہ اس ساری کارروائی کا
صرف مجھے اور کیپٹن شکیل کو ہی علم تھا اس لئے ہم دونوں نے سانس
روک لئے تھے جبکہ ہمارے باقی ساتھی جو اس ساری کارروائی سے لا
علم تھے تمہارے ساتھ ہی بیہوش ہو گئے جب اس گیس کے اثرات
ختم ہوئے تو کیپٹن شکیل نے اس کنگن کی مدد سے اپنی باقی رسیاں کاٹیں
اور آزادی جیسی نعمت حاصل کر کے اس نے ازراہ مہربانی مجھے بھی اس
نعمت سے بہرہ ور کر دیا اور ظاہر ہے اس کے بعد ہم نے اپنے ساتھیوں
کی رسیاں کاٹیں اور انہیں ہوش دلایا اور پھر اس تہہ خانے سے نکل
کر ہم نے امین غوری اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا اور پھر تم
سمیت ہم وہاں سے اپنے اڈے پر واپس پہنچ گئے۔ چنانچہ اس کے بعد
معاملات آسان ہوتے چلے گئے میں نے تمہاری آواز اور لہجے میں فون
کر کے سنٹر کے انچارج ڈاکٹر فلچر سے بات کی اور اسے بتایا کہ ہم نے
خوفناک سیکرٹ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب مادام گارشیا کی
خواہش پر ہم سب اس کے اور اس کے ساتھیوں سمیت اس سنٹر میں
جشن مسرت منانا چاہتے ہیں اور چونکہ یہ لاشیں انتہائی خوفناک ایجنٹوں
کی ہیں اور انہیں ہم نے اپنے ساتھ ایکریمیا لے جانا ہے اس لئے ہم
انہیں اپنے ساتھ سنٹر میں لے آنے پر مجبور ہیں۔ پہلے تو ڈاکٹر فلچر ان

لاشوں کی موجودگی پر قدرے ہچکچایا لیکن پھر اس نے اجازت دے دی
پھر اس نے سپیشل وین اپنے ڈرائیور سمیت ہمارے پاس بھیج دی
چونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس سنٹر کے کمپیوٹر میں یہ خاصیت ہے کہ وہ
میک اپ کو چیک کر سکتا ہے اس لئے مجھے مجبوراً ماسک میک اپ کا
سہارا لینا پڑا۔ چنانچہ تمہیں اور تمہارے ساتھوں پر ہم نے اپنا ماسک
میک اپ کر دیا اور اپنے آپ پر تمہارا۔ اور میرے ساتھی بھی
تمہارے ساتھ لاشوں کی صورت میں رہے اور پھر ہم سب اس وین
میں سوار ہو کر یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تم تینوں کو علیحدہ
کمرے میں رکھا گیا جبکہ ہمارے تین ساتھی جو لاشوں کی صورت میں
تھے علیحدہ کمرے میں پہنچا دیئے گئے۔ پھر ڈاکٹر فلچر نے یہاں جشن کا
اہتمام کیا میں نے انہیں بتایا کہ اس جشن مسرت کو مزید دلچسپ اور
رنگین بنانے کے لئے ہم نے دو ایکٹ کا ڈرامہ بھی تیار کیا ہے جس
کے پہلے ایکٹ میں تین ساتھی اندر لائے گئے جو لاشوں کی صورت میں
سنٹر میں داخل ہوئے تھے اور جو اب پراسرار طور پر زندہ ہو گئے تھے
چنانچہ ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھی ان زندہ لاشوں کو دیکھ کر حیران رہ
گئے اور ان کی دو ساتھی عورتیں تو زندہ لاشوں کو دیکھتے ہی خود بخود
بیہوش ہو گئیں جبکہ باقی افراد کو ہم نے ریڈ کیپسول توڑ کر بیہوش کر دیا
اور پھر تم تینوں کو یہاں لایا گیا تاکہ تم تینوں ریڈ ایجنٹ اپنی آنکھوں
سے دیکھ سکو کہ تمہارا یہ سنٹر جسے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا کس طرح تباہ
ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے سارا پس منظر بتاتے

ہوئے کہا تو جوڈی' مادام گارشیا اور لافٹر تینوں کے چہرے یہ ساری
تفصیل سن کر حیرت سے بگڑے ہوئے نظر آنے لگے۔

"تم۔ تم واقعی دنیا کے شاطر ترین لوگ ہو"۔۔۔۔ جوڈی نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم بھی ریڈ ایجنٹ ہو۔ ایکریمیا کے انتہائی تربیت یافتہ اور خوفناک
ترین ایجنٹ سمجھے جاتے ہو۔ میں تمہیں اس لئے ساتھ لایا تھا کہ ہو
سکتا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد تم بھی اپنے آپ کو منوا سکو۔ اور
اب تمہیں میری طرف سے پوری اجازت ہے کہ تم اگر چاہو تو
پچویشن بدلنے کی کوشش کر سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اگر میں تم سے ایک درخواست کروں تو کیا تم میری درخواست
مانو گے"۔۔۔۔ اچانک گارشیا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو وہ
سب چونک کر گارشیا کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے گارشیا کا لہجہ سنتے
ہی بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیسی درخواست۔ اب درخواستوں کا موقع نہیں رہا مادام گارشیا۔
تمہیں معلوم ہے کہ تم لوگوں کو یہی تربیت دی جاتی ہے جو درخواست
کرتے ہیں جو منتوں پر اتر آتے ہیں یا جو رحم کی بھیک مانگنا شروع کر
دیتے ہیں وہ بزدل ہوتے ہیں اور تمہارے تربیتی نصاب میں بزدل کو
زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاتا۔ تم نے خود دیکھا کہ جیسے ہی ہمارے
گائیڈ قادر خان نے جوڈی سے درخواست اور منت کی جوڈی نے فوراً

ہی اس پر فائر کھول دیا تھا اس لئے درخواست کی ضرورت نہیں۔ میں تو تمہیں کھلی آفر کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ میں اور میرے ساتھی تم سمیت یہاں موجود سب افراد کو اسی حالت میں چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں ہم یہ سنٹر باہر جا کر ہی تباہ کریں گے اگر اس دوران تم اپنے آپ کو ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو سنٹر سمیت بچا سکتے ہو تو بچا لینا۔ ورنہ جب سنٹر تباہ ہو گا تو پھر سنٹر کے ساتھ یہ مشینری' ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھی اور تم سب ختم ہو جاؤ گے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور نہ صرف جوڈی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بلکہ عمران کے اپنے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں۔ ظاہر ہے میں یہاں رہ کر اس سنٹر کو تباہ کیسے کر سکتا ہوں۔ اس طرح تو میں اور میرے ساتھی بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ غلط فیصلہ ہے۔ ہم ان سب افراد کو ہلاک کر کے اور مشینری تباہ کر کے بھی باہر جا سکتے ہیں اور پھر باہر سے سنٹر کو مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں ان لوگوں کو زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔۔ اچانک تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خاموش رہو تنویر۔ ٹیم لیڈر میں ہوں تم نہیں اور یہ بھی سن لو

کہ آئندہ اگر تم نے میری باتوں میں مداخلت کی تو تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ سمجھے"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"تمہارا ساتھی تنویر درست کہہ رہا تھا۔ فطری طور پر تو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ تم اس سے بھی کوئی نہ کوئی مفاد حاصل کرنے کے خواہش مند ہو گے۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کیا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ جوڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ اب مزید کیا مفاد حاصل ہونا ہے۔ دراصل تم ریڈ ایجنٹ ہو اور سرخی سفاکی کی نشانی ہوتی ہے جبکہ میں سیدھا سادھا وائٹ ایجنٹ ہوں۔ مجھے سفاکی سے نفرت ہے اور جو کچھ تنویر یا تم کہہ رہے ہو اس طرح بے بس اور بیہوش افراد کو گولیاں مارنا اور اس طرح قتل عام کرنا مجھے ذاتی طور پر پسند نہیں ہے اس لئے میں مجبوراً یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اگر تم اپنی ذہانت سے یہاں سے نکل جانے اور سنٹر کو بچانے میں کامیاب ہو جاؤ تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو پھر مجھے تمہاری موت پر بہرحال کوئی افسوس نہ ہو گا اور میں تمہیں اس وقت تو بیہوش کر رہا ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ افراد ہو اس لئے تمہیں خود بخود ہوش آ جائے گا اس کے بعد ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو بھی تم ہوش میں لا سکتے ہو۔ اس لئے فی الحال گڈ بائی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکال کر ایک سرخ کیپسول جوڈی اور

اس کے ساتھیوں کے قدموں میں پھینک دیا اور خود سانس روک لیا اس کے ساتھیوں نے بھی سانس روک لئے اور دوسرے لمحے جوڈی' لافٹر اور مادام گارشیا تینوں لہراتے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر اس نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے تو اس کے سارے ساتھیوں نے بھی سانس لینے شروع کر دیئے۔

"یہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔۔۔۔ جولیا نے سانس ہموار ہوتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے ذہن میں کوئی خاص پوائنٹ ہے جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"آپ ڈپٹی چیف ہیں آپ خود فیصلہ کر سکتی ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے جولیا کو شہ دیتے ہوئے کہا۔

"بس یا کسی اور نے بھی بات کرنی ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس بات پر تم آخر اس قدر غصہ کیوں کھا رہے ہو۔ تم کھل کر ہمیں بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے بھی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم یہی چاہتے ہو کہ تنویر مشین گن اٹھائے اور یہاں موجود سب افراد کو گولیوں سے بھون ڈالے اس کے بعد مشین گن کی مدد سے تمام مشینری تباہ کر دی جائے اور پھر ہم اطمینان سے کامیابی کے طبل بجاتے

ہوئے واپس پاکیشیا پہنچ جائیں"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ آخر ہم آئے بھی تو یہی مشن مکمل کرنے ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب دوراندیشی سے کام لے رہے ہیں"۔۔۔۔ اچانک صالحہ نے کہا تو سب چونک کر صالحہ کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیسی دوراندیشی"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید نہیں چاہتے کہ جب ایکریمی حکام یہاں اس سنٹر کا ملبہ اٹھائیں تو انہیں یہاں سے گولیاں لگی ان کی لاشیں ملیں اور مشین گنوں سے تباہ شدہ مشینری ملے۔ یہ چاہتے ہیں کہ سنٹر اس طرح تباہ ہو کہ جیسے مشینری میں کسی نقص کی وجہ سے یہ سنٹر تباہ ہوا ہے۔ اس طرح یہ تباہی قدرتی سمجھی جائے گی"۔۔۔۔ صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ایکریمین حکام کو علم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سنٹر کے خلاف کام کر رہی ہے اسی لئے تو انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے ریڈ ایجنٹ بھیجے ہیں اور ہم تو ان کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اگر کیپٹن شکیل اس بار کام نہ دکھاتا تو کیا یہ جوڈی' گارشیا اور لافٹر ہمیں زندہ چھوڑ دیتے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ میری سمجھ میں تو یہی بات آئی تھی جو

میں نے بتادی" ---- صالحہ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب ایکریمیا کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس علاقے میں یا کسی بھی علاقے میں پاکیشیا کے خلاف ایسا سنٹر دوبارہ قائم کیا تو عمران کے لئے اسے تباہ کرنا مزید آسان ہو جائے گا اس طرح وہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی سنٹر بنانے سے باز رہیں گے" ---- اب تک خاموش کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے حیرت بھری نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر تم بھی میری طرح تھوڑے سے احمق بن جاؤ تو میرے صحیح جانشین بن سکتے ہو۔ تمہارا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ تم ضرورت سے کچھ زیادہ عقل مند بن گئے ہو" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تو کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے" ---- جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس نے صحیح سوچا ہے اس آدمی کی ذہانت سے مجھے اب خوف آنے لگا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ سب کچھ تو عام حالات میں ہونا چاہئے لیکن یہ مسئلہ صرف سنٹر کی تباہی سے حل نہیں ہو گا ایکریمیا کے پاس نہ ہی وسائل کی کمی ہے نہ مشینری کی اور نہ ہی سائنس دانوں کی۔ اس سنٹر کی تباہی کے بعد وہ دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا سنٹر بنا سکتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہم ان کے ہر سنٹر کو اسی انداز میں تباہ کر لینے میں کامیاب ہو جائیں اس لئے میں نے

ایکریمیا کے حکام کو خوفزدہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی ہے میرے منصوبے کے مطابق ہم یہاں سے چلے جائیں گے اس کے بعد ظاہر ہے کہ جوڈی اور اس کے ساتھی ہوش میں آ جائیں گے یہاں سے جاتے ہوئے میں ماسٹر کمپیوٹر کو اس انداز میں ایڈ جسٹ کر دوں گا کہ یہ پورا سنٹر مکمل طور پر سیلڈ ہو جائے گا اندر موجود کوئی آدمی کسی صورت بھی باہر نہ جا سکے گا اس لئے لامحالہ جوڈی یہاں سے نکلنے کے لئے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرے گا اور پھر اسے سارے حالات خود تفصیل سے بتانے پڑیں گے اس کے بعد ظاہر ہے ہم نے اس سنٹر کو باہر سے تباہ کر دینا ہے اس طرح اعلیٰ حکام تک یہ بات پہنچ جائے گی کہ اب سنٹر کی مشینری کو ہم اس حد تک سمجھ چکے ہیں کہ اسے باہر سے بھی بغیر کسی جدوجہد کے تباہ کیا جا سکتا ہے یہ بات انہیں آئندہ پاکیشیا کے خلاف سنٹر بنانے سے روکے رکھے گی مرنا تو بہرحال ان لوگوں نے ویسے بھی ہے اور ویسے بھی" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بات تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گی کہ تم نے یہاں بم نصب کر دیا ہے اور اس بم کو فائر کر کے تم اس سنٹر کو تباہ کرو گے۔ پھر وہ کیوں خوفزدہ ہوں گے" ---- جولیا نے کہا۔

"میں یہاں کوئی بم نصب نہیں کروں گا کیونکہ یہاں کے حفاظتی اقدامات ایسے ہیں کہ یہاں بم فوری طور پر ٹریس ہو جائے گا۔ میں اسے کسی اور طرح سے تباہ کرنے کے بارے میں سوچوں گا" ---- عمران نے جواب دیا۔

"سوچو گے۔ کیا مطلب۔ ابھی تم نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں"۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوچنے کے لئے ابھی بڑا وقت پڑا ہے ایسی بھی کیا جلدی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں یہ مشن اس طرح اندازوں پر نہیں چھوڑ سکتی۔ تنویر"۔۔۔۔ جولیا نے یکلخت سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تنویر سے مخاطب ہو گئی۔

"یس"۔۔۔۔ تنویر نے بڑے مستعد انداز میں جواب دیا۔

"جوڈی اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دو"۔۔۔۔ جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مس جولیا۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک تھیلا سا تھا جس کا منہ باقاعدہ سیلڈ تھا۔ یہ سیاہ رنگ کا تھیلا ایک خاص قسم کے کاغذ سے تیار کیا گیا تھا تاکہ اس کے اندر موجود اسلحہ تک چیکنگ ریز داخل نہ ہو سکیں یہی وجہ تھی کہ وہ اسلحے سمیت اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ماسٹر کمپیوٹر اسلحے کو چیک نہ کر سکا تھا۔ تنویر نے تھیلے کی سیل کھولنا شروع کر دی۔

"مس جولیا۔ عمران صاحب ٹیم کے لیڈر ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم خاموش رہو۔ تم نے ضرورت سے زیادہ اسے سر چڑھا رکھا ہے۔ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ درست ہے۔ میں خود چیف کو جواب دے لوں گی"۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خاموش رہو صفدر۔ مس جولیا واقعی سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور بہرحال ڈپٹی چیف کو بھی وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو چیف کو ہوتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس دوران تنویر نے سیل کھول کر تھیلے کے اندر موجود مشین پسٹل باہر نکال لیا۔

"پھر کیا حکم ہے"۔۔۔۔ تنویر نے مشین پسٹل ہاتھ میں لیتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اپنا حکم دوہرانے کی عادی نہیں ہوں"۔۔۔۔ جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل کا رخ ایک طرف فرش پر بیہوش پڑے ہوئے جوڈی، گارشیا اور لافٹر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے لمحے جب مشین پسٹل سے فائرنگ کی بجائے صرف ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ عمران اطمینان بھرے انداز میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ تنویر نے جلدی سے پسٹل کا میگزین چیک کیا۔ میگزین موجود تھا اور فل تھا اس نے دوبارہ میگزین لوڈ کیا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا لیکن اس بار بھی وہی ٹرچ ٹرچ کی ہی آواز سنائی دی۔

"یہ۔ یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انسان تو ٹیم لیڈر سے بغاوت کر سکتے ہیں۔ اسلحہ بہرحال نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"۔۔۔۔ جولیا نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کے طنزیہ فقرے کو نظرانداز کر دیا تھا۔

"یہاں کے حفاظتی اقدامات ایسے ہیں مس جولیا کہ یہاں اسلحہ کام نہیں کر سکتا تمہیں معلوم ہی نہیں کہ یہاں کس قدر زبردست سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں یہ تو ہماری خوش قسمتی تھی کہ جوڑی اور اس کے ساتھی ہمارے ہاتھ لگ گئے اور ڈاکٹر ظفر نے خود ہی اس جشن مسرت کی وجہ سے ہمیں یہاں آنے کی اجازت دے دی ورنہ تو ہم ساری عمر سر پٹختے رہتے تب بھی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے یہاں کسی صورت کوئی بارودی اسلحہ کام نہیں کر سکتا البتہ اگر تم حکم دو تو تنویر خنجر سے یہاں موجود سب عورتوں اور مردوں کو ذبح کر سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم نے مجھے پہلے یہ بات کیوں نہیں بتائی تھی"۔۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جو لوگ فیصلے کرتے ہیں وہ کسی سے باتیں پوچھ کر نہیں کیا کرتے تمہیں چاہئے تھا کہ تم پہلے یہاں نصب مشینری کو چیک کرتیں۔ یہاں

کے حفاظتی اقدامات سے واقفیت حاصل کرتیں اس کے بعد فیصلہ کرتیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تنویر کو حکم دے دوں گی کہ وہ ان سب کو خنجر سے ہلاک کر دے بشرطیکہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں سے باہر جانے کے بعد تم نے سنٹر کو تباہ کرنے کے بارے میں کیا سوچا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سب کو نہ سہی۔ ان تینوں کا تو خاتمہ بہرحال ضروری ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"چلو یہ بھی کر دیکھو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیا خنجر بھی یہاں کام نہیں کرے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"تنویر کے پاس خنجر ہے۔ وہ اسے نکال کر تجربہ کر دیکھے"۔ عمران نے کہا۔

"تنویر۔ ان تینوں کو خنجر سے ہلاک کر دو"۔۔۔۔ جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ بھی شاید اب ضد پر اتر آئی تھی اور تنویر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا ہی تھا کہ یکلخت اس کے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کٹک کی آواز سے اس کے ہاتھ سے خنجر نکل کر اوپر چھت سے ٹکرایا اور اس طرح چھت کے اندر غائب ہو گیا

جیسے چھت کے اندر جذب ہو گیا ہو اور تنویر اور جولیا اور دوسرے ساتھی حیرت سے منہ پھاڑے اسے اس طرح غائب ہوتا دیکھتے رہ گئے۔

"اب معلوم ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کس ٹائپ کے سنٹر میں موجود ہو۔ ایکریمین حکام پر بس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رعب پڑا ہوا ہے کہ انہوں نے خوفزدہ ہو کر ریڈ ایجنٹ یہاں بھجوا دیئے ورنہ تو انہیں شاید اس کی ضرورت ہی نہ محسوس ہوتی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ واقعی یہ سب کچھ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ ٹھیک ہے آئی ایم سوری واقعی جو کچھ تم سوچ سکتے ہو وہاں تک میرا ذہن نہیں جا سکتا تم جو چاہو اور جس طرح چاہو کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے"۔۔۔۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو تنویر"۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مس جولیا نے جو کہا ہے ظاہر ہے درست ہے"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اب تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر بعد میں مشین پسٹل اور خنجر اٹھائے مجھے ڈھونڈتے پھرو اور بیچارہ دولہا ہنی مون منانے کی بجائے چھپتا پھرے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں ہی عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہ دولہا اور ہنی مون کہاں سے آ گیا"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ میں جو چاہوں اور جس طرح چاہوں کروں۔ تمہاری طرف سے اجازت ہے اور تنویر نے بھی کہہ دیا ہے کہ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہاں گواہ بھی موجود ہیں اور جناب قاضی صفدر صاحب بھی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا کے چہرے پر شرم آلود سرخی سی پھیلتی چلی گئی۔

"تم ایسا کر کے تو دیکھو۔ میں واقعی گولی مار دوں گا"۔۔۔۔ تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ بیہوش افراد کو تو گولی مار نہیں سکتے"۔۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اس بار کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ریڈ ایجنسی کے چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"بہارستان سے جوڈی کی کال ہے چیف"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی تو چیف چونک کر سیدھا ہو گیا اس کے چہرے پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کراؤ بات"۔۔۔۔ چیف نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ جوڈی بول رہا ہوں چیف"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جوڈی کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ سنتے ہی چیف ایک بار پھر چونک پڑا۔

"یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا ساسک سنٹر تباہ ہو گیا ہے"۔۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی تباہ تو نہیں ہوا لیکن بہرحال یہ تباہ ہو جائے گا اور اس کے

ساتھ ساتھ میں 'گارشیا' لافٹر اور سنٹر کے تمام افراد بھی ختم ہو جائیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے اسی طرح مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کیا تم واقعی جوڈی بول رہے ہو"۔۔۔۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں اس وقت ساسک سنٹر سے ہی بات کر رہا ہوں چیف۔ عمران نے ہمیں اس طرح سنٹر کے اندر بند کر دیا ہے کہ باوجود کوشش کے ہم اس سنٹر سے باہر کسی صورت بھی نہیں نکل سکے۔ یہاں کے انچارج ڈاکٹر فلچر نے بھی اپنی پوری کوشش کر لی ہے لیکن سیلڈ سنٹر کو وہ بھی کسی طرح بھی نہیں کھول سکا اور عمران باقاعدہ دھمکی دے کر گیا ہے کہ وہ باہر سے سنٹر کو تباہ کر دے گا اور ہم سنٹر سمیت ہی ہلاک ہو جائیں گے"۔۔۔۔ جوڈی نے اسی طرح مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ کھل کر بات کرو"۔۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو جوڈی نے اسے مارٹن کی اچانک وافا شہر آمد سے لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری تک پوری تفصیل بتا دی۔

"پھر۔ پھر تم اس قدر بے بس کیوں ہو گئے ہو۔ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیوں نہیں کیا"۔۔۔۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں نے اس انداز میں رسیوں سے جکڑا ہوا تھا کہ وہ کسی صورت بھی رہا نہ ہو سکتے تھے۔ رہائی تو ایک طرف وہ حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے میں نے عمران کے ناخنوں سے بلیڈ اتار لئے تھے حتیٰ کہ میں نے اس کے بوٹ بھی اتار لئے تھے پھر میں نے مشین پسٹل لے کر ان پر فائر بھی کھولا تھا لیکن جیسے ہی میں نے ٹریگر دبایا میرے ذہن پر انتہائی پراسرار طور پر تاریکی چھا گئی۔ پھر یہ تاریکی دور ہوئی تو میرے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے اور میرے چہرے پر عمران کے ایک ساتھی کا ماسک چڑھا ہوا تھا اسی طرح میرے ساتھ گارشیا اور لافنز بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں بندھے ہوئے موجود تھے اور ہم ساسک سنٹر کے اندر تھے۔ پھر جب ہمیں عمران کے ساتھی ایک بڑے ہال میں لے گئے تو وہاں ڈاکٹر فلچر اور سنٹر کے تمام افراد بیہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی ہمارے میک اپ میں موجود تھے جبکہ اس کے چند ساتھیوں کے جسموں پر خون کے دھبے نظر آ رہے تھے عمران نے مجھے کہا کہ وہ چونکہ رحمدل آدمی ہے اس لئے وہ خود ہمیں اور ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا اس لئے وہ ہمیں بیہوش کر کے چلا جائے گا اور پھر باہر سے سنٹر کو تباہ کر دے گا اگر ہم چاہیں تو ہم اس دوران سنٹر سے نکل سکتے ہیں اس کے بعد ہمیں دوبارہ بیہوش کر دیا گیا پھر جب مجھے ہوش آیا تو واقعی عمران اور اس کے ساتھی سنٹر سے جا چکے تھے میں نے اپنے ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں ایک مشین کے

کنارے سے رگڑ کر کاٹیں اور میں نے اپنے آپ کو آزاد کر لیا اس کے بعد میں نے گارشیا اور لافنز کو بھی آزاد کر دیا وہیں مجھے عمران کی طرف سے ایک رقعہ بھی مل گیا جس کے ساتھ گیس کا انٹی محلول بھی موجود تھا اس رقعے میں یہی درج تھا کہ وہ حسب وعدہ جا رہا ہے اور انٹی محلول بھی چھوڑے جا رہا تاکہ اس کی مدد سے ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لایا جا سکے بہرحال میں نے اس محلول کی مدد سے ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھیوں کو ہوش دلایا تو ڈاکٹر فلچر سے پتہ چلا کہ عمران نے میرے نام سے اسے کال کر کے کہا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب وہ سنٹر میں جشن کامیابی منانا چاہتے ہیں چنانچہ اس نے اجازت دے دی اور حفاظتی انتظامات آف کر دیئے اور وین بھیج دی جب وین انہیں لے کر واپس آئی تو حفاظتی انتظامات دوبارہ آن کر دیئے گئے۔ اس کے بعد جشن منایا گیا اور پھر جو لاشیں وہ اپنے ساتھ لائے وہ زندہ ہو کر آ گئیں جس پر اس کے سنٹر میں کام کرنے والی دونوں عورتیں بیہوش ہو گئیں اس کے بعد اچانک وہ سب بھی بیہوش ہو گئے میرے کہنے پر ڈاکٹر فلچر اور اس کے ساتھیوں نے حفاظتی انتظامات چیک کئے تو وہ مسلسل کام کر رہے ہیں سنٹر کی تمام مشینری چیک کی گئی تو تمام مشینری باقاعدہ کام کر رہی تھی۔ عمران نے کسی چیز کو بھی نہ چھیڑا تھا چونکہ عمران مجھے کہہ گیا تھا کہ وہ باہر جا کر سنٹر کو تباہ کرے گا اس لئے وہ لامحالہ اندر کوئی نہ کوئی وائرلیس کنٹرول بم نصب کر گیا ہو گا لیکن ڈاکٹر فلچر نے بتایا کہ

یہاں کوئی بارودی بم کام ہی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اسلحہ کام کر سکتا ہے اور کھلا لوہا بھی یہاں چھت سے چپک کر غائب ہو جاتا ہے لیکن میرے اصرار پر کہ شاید عمران کوئی شعاعی بم نصب کر گیا ہو پورے سنٹر کی انتہائی تفصیلی چیکنگ کی گئی لیکن کسی قسم کا کوئی بارودی یا شعاعی بم یا ڈائنامیٹ وغیرہ کچھ بھی نہ ملا۔ سنٹر صاف تھا۔ جب میں نے ڈاکٹر فلپر سے کہا کہ وہ راستہ کھولے تاکہ ہم اس عمران کے پیچھے باہر جائیں تب معلوم ہوا کہ تمام راستے سیلڈ ہو چکے ہیں اور کمپیوٹر انہیں کسی طرف بھی نہیں کھول پا رہا۔ ڈاکٹر فلپر کمپیوٹر کا ماہر ہے اس نے اپنے طور پر لاکھ کوشش کی ہے لیکن بے سود۔ اس طرح ہم سب اس چوہے دان کے اندر پھنس کر رہ گئے ہیں۔ ڈاکٹر فلپر نے فون کر کے ایکریمیا میں اس ماسٹر کمپیوٹر بنانے والی کمپنی کے چیف انجینئر سے بات کی اور اسے ساری صورت حال بتائی تو اس نے اس بات پر یقین کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ بہرحال میرے بات کرنے پر اس نے ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" چیک کرنے کے لئے کہا کہ کہیں اس میں تو تبدیلی نہیں کر دی گئی۔ ڈاکٹر فلپر نے چیک کیا لیکن وہ بھی ٹھیک تھی۔ اب وہ بھی بے بس ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہر طرف سے مایوس ہو کر اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں"۔۔۔۔ جوڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب باہر سے ان راستوں کو کھولا جائے یا انہیں توڑا جائے"۔۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میری ڈاکٹر فلپر سے بات ہوئی ہے اس کا کہنا ہے کہ باہر سے چاہے سنٹر پر ایٹم بم کیوں نہ مار دیا جائے اس کا راستہ نہیں کھل سکتا"۔۔۔۔ جوڈی نے جواب دیا۔

"پھر آخر کیا ہو گا۔ کس طرح تمہیں وہاں سے رہا کرایا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح اس سنٹر کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ چیف نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ آپ اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات لے آئیں تاکہ وہ ماہرین سے مشورہ کر کے اس کا کوئی حل نکالیں لیکن یہ کام جلدی سے جلدی ہونا چاہئے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ماہرین سوچتے ہی رہ جائیں اور سنٹر تباہ ہو جائے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"لیکن جب اس کے اندر کوئی بم ہی نہیں ہے تو پھر یہ سنٹر تباہ کیسے ہو گا۔ عمران نے خالی دھمکی ہی دی ہے"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"جب اس نے مشینری کو چھیڑا تک نہیں پھر بھی راستے سیلڈ ہو چکے ہیں تو عمران کسی پراسرار طریقے سے سنٹر کو بھی تباہ کر سکتا ہے چیف۔ وہ مافوق الفطرت انسان ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں جلد از جلد اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالتا ہوں۔ تم بے فکر رہو"۔۔۔۔ چیف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر عمران نے کیا گیم کھیلی ہے اور کس طرح چیف ریڈ ایجنٹ کو

اس حد تک بے بس کر دیا ہے اور کیوں اس نے ایسا کیا ہے"۔ چیف کے ذہن میں مسلسل یہ سوال کھٹک رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو چیف نے سر سے ایک ہاتھ ہٹایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر پاکیشیا سے ایک صاحب علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان کی آپ سے فوری بات نہ کرائی گئی تو ایکریمیا اور ریڈ ایجنسی کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ کیا اس نے آفس فون پر کال کی ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بغیر کوڈ دوہرائے بات کر سکے"۔۔۔۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے آپ کے مخصوص ذاتی نمبر پر کال کی ہے جناب اور جب میں نے اس سے یہ بات پوچھی کہ اسے اس نمبر کا کیسے علم ہے تو اس نے کہا کہ وہ آپ کو ذاتی طور پر بھی جانتا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ تو واقعی مافوق الفطرت انسان ہے۔ ٹھیک ہے کراؤ بات۔ جلدی کراؤ"۔۔۔۔ چیف نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران اور اس کے ساتھی وافا میں خرم کالونی کی اسی کوٹھی میں موجود تھے جس میں سے وہ جوڈی اور اس کے ساتھی بن کر سپیشل ویگن میں سائنس سنٹر گئے تھے یہ کوٹھی عمران نے سافٹ کارنر کے بہادر خان کی مدد سے پہلے ہی حاصل کر رکھی تھی اس لئے امین غوری کے قہوہ خانے سے نکل کر وہ سیدھے یہاں پہنچے تھے اور پھر یہیں سے انہوں نے سائنس سنٹر کے ڈاکٹر فلچر سے رابطہ کر کے باقی کارروائی کی تھی اور اب بھی سائنس سنٹر سے وہ اسی وین کے ذریعے ہی واپس یہاں پہنچے تھے اس وقت وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھے کمرے میں ایک میز پر ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی جس پر کئی بلب جل بجھ رہے تھے لیکن مشین میں سے سوائے ہلکی سی زوں زوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ مشین کے ساتھ ہی فون پڑا ہوا تھا۔

"اب کیا ہو گا اور یہ کس قسم کی مشین ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا تنویر لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے شعر کو الٹ کر اور اس میں تحریف کر کے پڑھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ہمیں یہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں اور ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا تو اور کیا ہو گا۔ اچھا خاصا مشن برباد کر کے رکھ دیا ہے اس فلاسفر نے"۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی مشین سے اچانک اس طرح کی آواز نکلنے لگی جیسے فون کی گھنٹی بج رہی ہو اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سارے ساتھی بھی چونک کر سیدھے ہو گئے پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فلچر بول رہا ہوں بہادرستان کے ساسک سنٹر سے۔ ڈاکٹر آرنلڈ سے بات کرائیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر فلچر کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے جبکہ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"یس۔ ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور پھر ڈاکٹر فلچر اور ڈاکٹر آرنلڈ کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی اور عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے کیونکہ گفتگو سے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ اسی کمپنی کا چیف انجینئر ہے جس نے ساسک سنٹر کی

مشینری اور ماسٹر کمپیوٹر تیار کیا ہے اور ڈاکٹر فلچر اس ڈاکٹر آرنلڈ کو بتا رہا تھا کہ سنٹر کے سارے راستے سیلڈ ہو گئے ہیں اور ماسٹر کمپیوٹر انہیں نہیں کھول رہا۔ وہ ڈاکٹر آرنلڈ سے اس بارے میں ماہرانہ مشورہ طلب کر رہا تھا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے اسے ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" چیک کرنے کے لئے کہا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد جب ڈاکٹر فلچر نے اسے بتایا کہ بنیادی "کی" درست ہے تو ڈاکٹر آرنلڈ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا اس نے مشورہ دیا کہ کوئی بم وغیرہ مار کر راستہ کھول لیا جائے کیونکہ جب تک وہ یہاں لیبارٹری میں کمپیوٹر وغیرہ کو چیک نہ کرے وہ اس بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور مشین بھی خاموش ہو گئی۔

"تو یہ مشین اس سنٹر سے ہونے والی فون کالز کو کیچ کر کے نشر کرتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ مشین تم نے کہاں سے حاصل کر لی ہے۔ سنٹر جاتے وقت تو یہ مشین تمہارے پاس نہیں تھی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"یہ مشین میں نے اس سنٹر کے سٹور سے ہی حاصل کی ہے۔ گو اس کا اصل استعمال کسی اور مقصد کے لئے کیا جاتا ہے لیکن بہرحال اسے اس انداز میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے آخر اس کمپیوٹر میں کیا کیا ہے کہ ماہرین بھی بے بس ہو کر رہ گئے ہیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو اسے صرف اتنا کہا ہے کہ اگر تم نے راستہ کھولا تو تنویر دوبارہ آ جائے گا اور بس"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ مجھ سے کمپیوٹر بھی ڈرتے ہیں"۔ تنویر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ڈرنے والی چیز سے سب ڈرتے ہیں۔ تم خود ہی آئینہ دیکھ لو تو مجھے یقین ہے کہ تم بھی ڈر جاؤ گے۔ کیوں جولیا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تنویر آپ سے تو زیادہ خوبصورت اور وجیہہ ہے"۔۔۔۔۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سن رہے ہو صفدر۔ معاملات تیزی سے بدل رہے ہیں"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے شک بدل جائیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم تنویر کی جگہ نہیں لے سکتے۔ یہ میں بتا دوں۔ کیوں جولیا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بکواس مت کیا کرو۔ سمجھے۔ تمہارے منہ میں جو آتا ہے بک

دیتے ہو۔ صفدر میرا بھائی ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"اور تنویر"۔۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی کہا۔

"ساتھی"۔۔۔۔۔ جولیا نے فوراً ہی جواب دیا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا اور تنویر کا چہرہ یکلخت گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک ایک بار پھر مشین میں سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور وہ سب چونک کر مشین کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"یس"۔۔۔۔۔ رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔

"آر اے سی جوڈی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"۔ جوڈی کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ یہ ریڈ ایجنسی کے چیف کی آواز تھی اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی جوڈی چیف کو عمران سے مقابلے اور پھر ناسک سنٹر میں قید ہونے کے تمام حالات تفصیل سے بتا رہا تھا اس کے لہجے میں بے پناہ مایوسی تھی اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ واضح طور پر تیرنے لگی۔ جوڈی نے چیف سے درخواست کی تھی کہ وہ ماہرین سے مشورہ کر کے انہیں اس سنٹر کی قید سے رہائی دلائے اور ساتھ ہی وہ عمران کی

اس دھمکی سے خوفزدہ تھا کہ عمران اس سنٹر کو کسی بھی لمحے تباہ کر دے گا۔ چیف نے اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ جلد از جلد ماہرین سے مشورہ کر کے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالے گا تو رابطہ ختم ہو گیا اور مشین ایک بار پھر خاموش ہو گئی تو عمران نے جلدی سے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کی وجہ سے دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سے فوراً میری بات کراؤ ورنہ ایکریمیا اور ریڈ ایجنسی دونوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"چیف کے اس ذاتی نمبر کا آپ کو کیسے علم ہوا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں تمہارے چیف کو ذاتی طور پر جانتا ہوں تم فوراً بات کراؤ ورنہ پھر نتائج تمہیں ہی بھگتنے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد چیف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"۔۔۔۔ چیف کے لہجے میں اس بار بھاری پن صاف مصنوعی محسوس ہو رہا تھا۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا مجھے ایکریمیا کی ٹاپ ریڈ ایجنسی کے چیف سے گفتگو کا شرف حاصل ہو رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"یس۔ میں چیف بول رہا ہوں۔ لیکن تمہیں میرا خصوصی ذاتی فون نمبر کیسے مل گیا"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں چیف صاحب۔ ابھی آپ کے چیف ایجنٹ جناب جوڈی صاحب نے آپ کو کال کیا ہے اور میرے سامنے ایک ایسی مشین موجود ہے جس نے نہ صرف اس کال کو کیچ کر کے مجھے اس گفتگو کو سننے کا اعزاز بخشا ہے بلکہ ساتھ ہی آپ کا فون نمبر بھی بتا دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تم نے میری اور جوڈی کی گفتگو سن لی ہے۔ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں فون کیا ہے"۔۔۔۔ چیف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ بیحد مصروف آدمی ہیں میں نے یہ کال اس لئے کی ہے کہ میں جس وقت چاہوں آپ کے اس سنٹر کو تباہ کر سکتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کے اندر موجود بے گناہ سائنس دان اور ان کے معاون بھی ہلاک ہو جائیں اور ظاہر ہے اگر وہ نکل جائیں گے تو ساتھ ہی آپ کے چیف ریڈ ایجنٹ جوڈی اس کی منگیتر گارشیا اور ریڈ ایجنٹ لافنر تینوں بھی زندہ باہر آ جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ باہر بھی ان تینوں

کی ہلاکت کا انتظام موجود ہے لیکن ——" عمران نے کہا اور بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا" —— چیف نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جوڈی اور مادام گارشیا اس طرح ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں جیسے مشرق میں کی جاتی ہے اور وہ شادی بھی کرنا چاہتے ہیں اور میں محبت کے معاملات میں بڑا نرم دل واقع ہوا ہوں اس لئے اگر آپ چاہیں تو آپ کے ان تینوں ریڈ ایجنٹوں کی زندگیاں بچ سکتی ہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو علی عمران۔ میں تمہارے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں اور مجھے تسلیم ہے کہ تم نے ریڈ ایجنسی کے چیف ایجنٹ اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے کر اس نوبت پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اب اپنی زندگیوں سے بھی مایوس ہو چکے ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کوئی کام بغیر کسی خاص مقصد کے نہیں کرتے۔ اس لئے تمہارا وہاں سنٹر میں داخل ہو کر واپس باہر آ جانا اور اب مجھے کال کرنا۔ اس کے پیچھے بھی یقیناً کوئی خاص مقصد ہو گا۔ اس لئے تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔ کیا تم کوئی سودا کرنا چاہتے ہو یا کوئی بات منوانا چاہتے ہو یا کچھ اور چاہتے ہو" —— چیف نے کہا۔

"نہ ہی میں کوئی سودا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ملک و قوم کے مفادات میں کسی سودے بازی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اپنی بات منوانا چاہتا ہوں کیونکہ جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ میں خود بھی کر سکتا

ہوں۔ اس لئے مجھے آپ سے یا آپ کی ریڈ ایجنسی سے کسی مدد یا تعاون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا کچھ اور تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ میری فطرت ہی نہیں ہے" —— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیوں کال کی ہے" —— چیف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کو جوڈی نے بتایا ہے کہ اس نے پورے سائنس سنٹر کی مکمل چیکنگ کرائی ہے وہاں نہ کوئی بارودی بم نصب ہے اور نہ ہی کوئی شعاعی بم۔ اس کے باوجود بھی میں جب چاہوں اور جس وقت چاہوں اس سنٹر کو پاکیشیا سے ہی تباہ کر سکتا ہوں اور میں کروں گا بھی سہی کیونکہ اس میں موجود مشینری پاکیشیا کے دفاع اور سلامتی کے خلاف استعمال ہو رہی ہے میں نے آپ کو کال اس لئے کی ہے تاکہ آپ بھی سمجھ لیں اور آپ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کو بھی بتا دیں کہ آئندہ اگر ایکریمیا نے اس علاقے میں یا کسی بھی دوسرے علاقے میں ایسا کوئی سائنس سنٹر بنایا گیا جس سے پاکیشیا کے دفاع اور سلامتی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہوں تو مجھے آئندہ اس سنٹر میں داخل ہو کر اسے تباہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اب میں سائنس سنٹر میں استعمال ہونے والی مشینری کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اب جیسے ہی مجھے ایسے کسی سنٹر کے بارے میں علم ہو گا میں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اسے ایک لمحے میں تباہ کر سکتا ہوں اور میں ہی کیا پاکیشیا کا کوئی ایجنٹ بھی ایسا کر

سکے گا کیونکہ ظاہر ہے یہ راز رپورٹ کی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو مل جائے اور وہ خود یا اس کا کوئی بھی ایجنٹ اس پر انتہائی آسانی سے عمل کر سکے گا اس بار تو میں آپ کے تینوں ریڈ ایجنٹوں کو بھی معاف کر رہا ہوں اور ڈاکٹر فلجر اور اس کے ساتھیوں کو بھی لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی جوڈی اور اس کے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلجر اور اس کے ساتھیوں کو باہر نکلنے کا موقع دو گے"۔۔۔۔ چیف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ جوڈی اور گارشیا کی محبت اور ڈاکٹر فلجر اور اس کے ساتھیوں کی بے گناہی کی وجہ سے اس بار میں انہیں رعایت دے رہا ہوں آئندہ ایسی کوئی رعایت نہیں ملے گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ معاہدہ کر لو اس سنٹر کو تباہ نہ کرو ہم اس سنٹر کو بند کر کے اس کی مشینری ایکریمیا شفٹ کر لیں گے اور یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف ایسا کوئی سائنسی سنٹر نہیں بنایا جائے گا"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"یہ سنٹر تو ضرور تباہ ہو گا کیونکہ میں نے اس کے کمپیوٹر ڈسک سٹاک کی چیکنگ کی ہے اس میں ان تمام کالز کے ٹیپ موجود ہیں جن کا تعلق پاکیشیا کے دفاع سے ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ان ٹیپس

کو ابھی ایکریمیا شفٹ نہیں کیا گیا کیونکہ ڈاکٹر فلجر کے مطابق کمپیوٹر ڈسک میں ٹیپس کا کافی بڑا ذخیرہ آ جاتا ہے اور جب تک یہ ڈسک مکمل طور پر بھر نہ جائے اس وقت تک اسے ایکریمیا نہیں بھجوایا جاتا اور یہ ڈسک پوری طرح ابھی نہیں بھری۔ اس لئے پاکیشیا کے دفاعی راز بچانے کے لئے مجھے یہ سنٹر ہر حالت میں تباہ کرنا ہو گا۔ باقی مجھے آپ سے ایسے کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے آپ جس قدر چاہیں پاکیشیا کے خلاف سائنسی سنٹر بنا لیں اب پاکیشیا کو اس کی پرواہ نہیں ہو گی کیونکہ اب ہم ان سنٹرز کو بغیر ہاتھ پیر ہلائے تباہ کر سکتے ہیں میں آپ کے ماتحتوں اور ڈاکٹر فلجر اور اس کے ساتھیوں کو صرف اس لئے باہر نکال رہا ہوں کہ آپ کو یقین آ جائے کہ میں جو کہتا ہوں وہ کر بھی سکتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میں اس مشینری کو کس حد تک سمجھ چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ عقلمندوں کو اشارہ کافی ہو تا ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ یہاں بیٹھے بیٹھے سنٹر کا راستہ بھی کھول سکتے ہیں اور اسے تباہ بھی کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا اور نہ مجھے غلط بات کرنے کی عادت ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات کرتا مشین میں سے فون کی گھنٹی بجنے کی

آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"چیف صاحب کی کال ہے جوڈی کے لئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ اسی لمحے رسیور اٹھائے جانے اور پھر جوڈی کی آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چیف کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ کیا ہمارے یہاں سے نکلنے کا کوئی لائحہ عمل بن گیا"۔۔۔۔ جوڈی نے انتہائی امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری کال کے فوراً بعد عمران کی کال آئی تھی تم نے جو کال مجھے کی ہے وہ اس سے بھی واقف تھا اور مجھے یقین ہے کہ اب یہ کال بھی وہ سن رہا ہو گا بہرحال عمران نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ازراہ ہمدردی تمہیں، تمہارے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دے گا۔ اس کے بعد سنٹر تباہ کرے گا اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم آئندہ ایسا کوئی سنٹر پاکیشیا کے خلاف نہ بنائیں ورنہ وہ بھی کوئی رعایت نہیں کرے گا اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اعلیٰ حکام بھی اس وعدے کو پورا کریں گے ورنہ عمران آئندہ بنائے جانے والے ہر سنٹر کو واقعی آسانی سے اڑا دے گا۔ یہ شخص مافوق الفطرت نہ سہی بہرحال مافوق الفطرت ذہن کا مالک ضرور ہے میں نے تمہیں کال اس لئے کیا ہے کہ اگر عمران تمہیں کال کرے تو تم نے اس کی ہدایات پر پورا عمل کرنا ہے اور اگر کال نہ کرے ویسے ہی

راستہ کھول دے تو تم اپنے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں سمیت وہاں سے جس قدر جلد ممکن ہو سکے نکلو گے اور تم نے سیدھا بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے رپورٹ کرنی ہے جو تمہاری واپسی کے انتظامات کریں گے تمہیں خاص طور پر میں اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں کہ تم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لینا میں نہیں چاہتا کہ میری ایجنسی کے تین بہترین ایجنٹ جو عمران کی مہربانی سے زندہ واپس آ رہے ہیں ضائع ہو جائیں۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ چیف نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ان تینوں کو زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو ہمارے دشمن ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"تم لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہو کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں وہاں مجھے کوئی نہ کوئی دوست یا ایسا شخص مل جاتا ہے جو میرا احسان مند ہوتا ہے تو اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں لوگوں کو اکثر ان کی زیادتیوں کے باوجود معاف کر دیتا ہوں جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینے کی اہلیت رکھتا ہو اس کے سچے اور مخلص دوستوں کی تعداد زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جوڈی، گارشیا اور لافٹر تینوں انسان ہیں اور بہرحال انہوں نے آج نہیں تو کل کسی بھی وقت مرنا تو ہے اگر میں انہیں ہلاک کر دوں تو مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا لیکن اگر میں انہیں قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دوں تو یہ جب تک زندہ رہیں گے

ان کے دلوں میں میرے لئے بہرحال نرم گوشہ موجود رہے گا اور ریڈ ایجنسی صرف سپر پاورز کے خلاف کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ پاکیشیا کبھی کسی مشن پر نہیں آئے اس لئے پاکیشیا کو ان سے آئندہ بھی کوئی واضح اور حتمی خطرہ نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوڈی کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے چیف کو کال کیا تھا کیا تمہیں چیف کا مخصوص ذاتی نمبر معلوم تھا"۔۔۔۔ جوڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دنیا کے سارے چیف ایک ہی نمبر پر کال کئے جا سکتے ہیں اور وہ نمبر ہے ان کے ماتحتوں کی تعریف کا۔ کیونکہ ان کے ماتحتوں کی تعریف دراصل ان کی مردم شناسی کی تعریف ہوتی ہے اس لئے جب میں نے تمہاری تعریف کا نمبر ڈائل کیا تو تمہارے چیف سے رابطہ ہو گیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چیف نے درست کہا ہے کہ تم مافوق الفطرت ذہن کے مالک ہو"۔۔۔۔ جوڈی نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف نمبر پر اگر تم ڈائل کرو تو یقیناً تمہارا پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے چیف سے رابطہ ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جوڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ تعریف نہیں حقیقت ہے۔ بہرحال تم اگر ہمیں رہا کر دو گے تو ہم تمہارا یہ احسان ساری عمر یاد رکھیں گے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تم نے واقعی ہمیں مکمل طور پر بے بس کر دیا ہے"۔۔۔۔ جوڈی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے ڈاکٹر فلچر کے ذریعے اس مشین بنانے والی کمپنی کے چیف انجینئر سے بھی بات کی ہے لیکن اس نے بھی مایوسی کا اظہار کر دیا ہے اس کے بعد تم نے جب اپنے چیف سے بات کی تو میں نے تمہارے لہجے میں موجود شدید ترین مایوسی کو بھی واضح طور پر نوٹ کیا ہے بس اسی بات پر مجھے افسوس ہوا ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ بلکہ ایجنٹوں کے چیف ہو تمہیں تو کم از کم اس طرح مایوس نہیں ہونا چاہئے تھا گارشیا اور لافٹر ہو جاتے تو اور بات تھی بہرحال میں یہ کام کر کے تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا اور نہ میں کوئی کام کسی پر احسان کرنے کی نیت سے کرتا ہوں اس لئے احسان وغیرہ کی بات ذہن سے نکال دو تمہیں چھوڑنے سے میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ تم ایسے ایجنٹ نہیں جو ذاتی انتقام کے لئے اپنے دلوں میں دوسروں کے خلاف کینہ رکھ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر فلچر سے کہو کہ وہ ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" کو ایکس زیرو فور میں تبدیل کر دیں ایسا کرتے ہی سنٹر کا مین دروازہ خود بخود کھل جائے گا اور میں تم سب کو وہاں سے نکلنے کے لئے نصف گھنٹے کی مہلت دے رہا ہوں نصف گھنٹے بعد تمہارا یہ سائنسی سنٹر

میرے ہاتھوں تباہ ہو جائے گا۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور ناب کے اوپر موجود ایک ڈائل پر سرخ رنگ کی دو سوئیاں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں حرکت کرنے لگیں جب دونوں سوئیاں ایک دوسرے کو کراس کر کے آگے بڑھیں تو عمران نے ہاتھ روک دیا۔

"اب جب سنٹر کا دروازہ کھلے گا تو اس ناب کے نیچے سبز رنگ کا بلب جل اٹھے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور سنٹر کیسے تباہ ہو گا"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"دروازہ کھلنے کے ٹھیک نصف گھنٹے بعد سنٹر تباہ ہو جائے گا"۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ سارا کام خود بخود ہو جائے گا"۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور جب سنٹر تباہ ہو گا تو یہ مشین بھی آف ہو جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کس طرح۔ کیا تم نے اس کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے"۔۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر میں کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دیتا تو وہ چیف انجینئر اسے فوراً ٹھیک کرا دیتا۔ تم نے خود ہی دیکھا ہے کہ اس نے ڈاکٹر ظہر کو بنیادی "کی" چیک کرنے کے لئے کہا تھا اور جب ڈاکٹر ظہر نے اسے بتایا کہ

بنیادی "کی" درست ہے تو اس نے بے بسی کا اظہار کیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر"۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ وہ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران نے وہاں کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے اور انہیں معلوم تھا کہ عمران اکثر ایسا کرتا بھی رہتا ہے۔

"اب جب ڈاکٹر ظہر ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" تبدیل کرے گا تو وہ خود اپنے ہاتھوں سنٹر کی تباہی کی بنیاد رکھ دے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست۔ یعنی اپنے کئے ہوئے کا کوئی علاج نہیں ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اگر ماسٹر کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تو پھر سنٹر کے راستے کیسے سیلڈ ہو گئے"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"راستے کھولنے اور بند کرنے کا نظام ماسٹر کمپیوٹر میں موجود ہے لیکن اس کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" سے ہے۔ جب تک بنیادی "کی" میں تبدیلی نہ کی جائے اس وقت تک سسٹم کو جام نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بنیادی "کی" کی تبدیلی کو ہر انجینئر فوری سمجھ سکتا ہے اس لئے میں نے اس کے لئے ایک اور دلچسپ کھیل کھیلا تھا۔ ماسٹر کمپیوٹر جس مشین کے ذریعے یہ راستے اوپن اور کلوز کرتا ہے میں نے اس مشین کی بنیادی "کی" میں تبدیلی کر دی تھی۔ ماسٹر کمپیوٹر کی تبدیلی کی نسبت یہ تبدیلی انتہائی آسان ہے۔ ڈاکٹر ظہر اور وہ چیف انجینئر

صاحب یہی سمجھتے رہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں تبدیلی کئے بغیر انہیں جام نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس مشین میں جو تبدیلی میں نے کی ہے اس میں ایک اور چھوٹا سا چکر بھی میں نے ڈال دیا ہے۔ جیسے ہی ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" کو ایکس زیرو فور میں تبدیل کیا جائے گا اس مشین میں کی جانے والی تبدیلی خود بخود ختم ہو جائے گی اور پھر ماسٹر کمپیوٹر کی مدد سے راستے اوپن کئے جا سکیں گے لیکن ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" کی تبدیلی سے سنٹر میں موجود تمام مشینری کو فیڈنگ یکلخت چار گنا بڑھ جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے کے اندر اندر یہ تمام مشینری ایک دھماکے سے پھٹ جائے گی اور سنٹر تباہ ہو جائے گا۔ میں یہاں بیٹھ کر کچھ نہیں کروں گا۔ سب کچھ وہ خود ہی کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ تو آپ اسی لئے انہیں رہا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں تاکہ سنٹر تباہ ہو سکے"۔۔۔۔ خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل یکلخت بول پڑا تو سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"تو تم اب تک یہی سوچتے رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں مسلسل یہی سوچتا رہا ہوں کہ آخر آپ جوڈی اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوئے ہیں۔ اب آپ نے بات کی ہے تو میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ آپ انہیں چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے جس سے آپ نے فائدہ اٹھایا اور ایکر۔میوں پر یہ

رعب ڈال دیا کہ آپ جب چاہیں ان کے سنٹروں کو بغیر ان میں داخل ہوئے تباہ کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ یہ تم نے کیپٹن شکیل کو اس قدر ذہانت کیوں بخش دی ہے۔ یہ شخص تو میرا سارا رعب اور دبدبہ ہی ختم کر دے گا"۔ عمران نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"لیکن جب تم نے ان پر قابو پا لیا تھا تو کیا تم اس ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" تبدیل کر کے اسے تباہ نہیں کر سکتے تھے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ صرف اس سنٹر کے تباہ ہو جانے سے ہمارا مشن حتمی طور پر مکمل نہیں ہو گا۔ ایکریمیا اور ساسک سنٹر بنا لیتا۔ اس لئے مجبوراً مجھے یہ سارا کھیل کھیلنا پڑا اور مجھے یقین ہے کہ اب ایکریمیا پاکیشیا کے خلاف ساسک سنٹر بناتے وقت ہزار بار سوچے گا۔ اس طرح ہر لحاظ سے پاکیشیا کا دفاع اور سلامتی محفوظ ہو جائے گی اور یہی میرا اصل مقصد تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ واقعی دور اندیش ہیں"۔۔۔۔ صالحہ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"بس یہی مجھ میں خامی ہے جس کی وجہ سے آج تک بینڈ باجوں سے محروم چلا آرہا ہوں کہ میں دور اندیش ہوں اور نزدیک کی چیزیں

میری نظروں سے اوجھل رہتی ہیں"۔۔۔ عمران نے قریب بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک مشین کی ناب کے نیچے سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے جل اٹھا تو عمران کے چہرے پر یکلخت اطمینان کا تاثر چھا گیا۔

"مبارک ہو۔ ایکریمیا کے اس ناقابل تسخیر سائنس سنٹر کی تباہی کی بنیاد خود اس کے ماہرین نے اپنے ہاتھوں سے رکھ دی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ سبز بلب جلنے پر پہلے سے زیادہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ کیا آپ کا خیال تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرے ذہن میں بہرحال یہ خدشہ موجود تھا کہ اگر ڈاکٹر ظفر کو اس بات کی سمجھ ہوتی کہ فریکونسی تبدیل کرنے کے بعد مشینری کو فیڈنگ بڑھ جائے گی اور ساری مشینری خود بخود تباہ ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا نہ کرے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی بات تو کمپیوٹر کے سائنس دان سمجھتے ہی ہوں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ راستہ کھولنے کے فوراً بعد ہی کمپیوٹر "کی" تبدیل کر دے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ کمپیوٹر "کی" دوبارہ تبدیل ہوتے ہی راستے جام ہو جائیں

گے اور اس وقت ان کے ذہنوں پر سنٹر بچانے سے زیادہ اپنی جانیں بچانے کا خیال حاوی ہے اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ان کے ذہنوں میں موجود ہے کہ پاکیشیا میں بیٹھ کر میں ایک بٹن دباؤں گا اور سنٹر تباہ ہو جائے گا اس لئے وہ راستہ کھلتے ہی بھاگنے کی کریں گے"۔ عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار آپ نے نفسیاتی داؤ کھیل کر ایک سائنسی سنٹر کو تباہ کر دیا ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید اس لئے نفسیات کو بھی سائنس ٹیکنیکس میں شامل کیا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ان کے پاس آدھے گھنٹے کا وقفہ تو بہرحال موجود ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اس آدھے گھنٹے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ماسٹر کمپیوٹر اور دوسری اہم مشینری بھی کھول کر لے جائیں۔ اس سنٹر میں یقیناً ہر قسم کا سامان بھی بہرحال موجود ہو گا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اتنی دیر میں تو ماسٹر کمپیوٹر کی بیرونی پلیٹیں بھی نہیں کھل سکتیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو پھر فیڈنگ یکلخت بریک ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ بھی سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں ہو گا البتہ جتنے افراد اس کوشش میں مصروف ہوں گے وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے۔ اب بہرحال اس سنٹر کی تباہی اس کا مقدر ہو چکی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اسی طرح مختلف

باتوں میں آدھا گھنٹہ گزر گیا اور اچانک سامنے موجود مشین ایک جھماکے سے بند ہو گئی۔ اس کے تمام بلب یکلخت بجھ گئے۔ مشین اس طرح بند ہو گئی جیسے اچانک بجلی چلی گئی ہو۔

"سنٹر تباہ ہو گیا۔ گڈ شو۔ ہمارا مشن کامیاب ہو گیا"۔۔۔ سب ساتھیوں نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے بٹن دباتے ہی بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ بہادر خان بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد سافٹ کارنر کے بہادر خان کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے بہادر خان۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سنٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ جس جگہ سنٹر تھا وہ جگہ اس طرح پھٹی ہے جیسے آتش فشاں پھٹتا ہے۔ ابھی تک وہاں سے ملبہ اور دھواں باہر نکل رہا ہے۔ اوور"۔۔۔ بہادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنٹر میں موجود لوگ۔ ان کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سنٹر کی تباہی سے کافی دیر پہلے وہاں سے نکل آئے تھے اور وہ سب اب اوپر پہاڑیوں پر موجود ہیں اور وہ سب سنٹر کو تباہ ہوتے دیکھ

رہے ہیں۔ اوور"۔۔۔ بہادر خان نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ شکریہ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تو آپ نے باقاعدہ کنفرمیشن کے لئے وہاں آدمی بھیجے ہوئے تھے"۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مشینری سے زیادہ انسانوں پر اعتماد کا قائل ہوں۔ یہ تو تنویر ہے جو انسانوں پر اعتماد کرنے کی بجائے اسلحے پر اعتماد کرتا ہے اور پھر منہ بسور کر رہ جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب ایسا کیا ہے۔ تم خوامخواہ میرا نام لے دیتے ہو"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے میری بات پر اعتماد کرنے کی بجائے وہاں سنٹر میں اپنے مشین پسٹل اور خنجر پر اعتماد کیا تھا۔ کیا نتیجہ نکلا تھا پھر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ۔ اب مجھے کیا معلوم کہ وہاں ایسا کوئی چکر ہے"۔ تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اس نے مشین پسٹل پر نہیں بلکہ مس جولیا پر اعتماد کیا تھا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی بات ہے"۔۔۔ عمران نے فوراً ہی کہا اور کمرہ بے اختیار اور زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

بلیک ورلڈ	اول	گولڈن ایجنٹ	اول
بلیک ورلڈ	دوم	گولڈن ایجنٹ	دوم
بلیک پاورز	اول	گولڈن ایجنٹ ان ایکشن	اول
بلیک پاورز	دوم	گولڈن ایجنٹ ان ایکشن	دوم
فور سٹارز	اول	کوڈ واک	اول
فور سٹارز	دوم	کوڈ واک	دوم
رائل سروس	اول	لیڈیز آئی لینڈ	اول
رائل سروس	دوم	لیڈیز آئی لینڈ	دوم
ڈبل گیم	اول	ننک سنڈیکیٹ	اول
ڈبل گیم	دوم	ننک سنڈیکیٹ	دوم
فائٹنگ مشن	اول	زگ زیگ مشن	اول
فائٹنگ مشن	دوم	زگ زیگ مشن	دوم
شاکس	اول	ڈیتھ کونک	اول
شاکس	دوم	ڈیتھ کونک	دوم
ٹاور ٹیکشن	اول	ریڈ کرافٹ	مکمل
ٹاور ٹیکشن	دوم	سفاک مجرم	مکمل

یوسف برادرز۔پاک گیٹ ملتان